بسم اللہ الرحمن الرحیم

فریضة من الله إن الله كان عليما حكيما

تسہیل الفرائض

میراث کی آسان، عام فہم درسی کتاب

مؤلف: حضرۃ مولانا مفتی محمد مجاہد شہید رحمہ اللہ

ناشر
مکتبۃ العارفی

تسہیل الفرائض

میراث کی آسان عافہم درسی کتاب

مؤلف: حضرت مولانا مفتی مجاہد شہیدؒ

پیشکش: طوبیٰ ریسرچ لائبریری

معاونِ خصوصی: مولانا حبیب اللہ اختر

toobaa-elibrary.blogspot.com

فَرِيْضَةً مِّنَ اللهِ إِنَّ اللهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا

تسہیل الفرائض

میراث کی آسان، عام فہم درسی کتاب

مؤلفہ: حضرۃ مولانا مفتی محمد مجاہد شہید رحمہ اللہ

مکتبۃ المعارف
متصل جامعہ اسلامیہ امدادیہ
ستیانہ روڈ فیصل آباد۔

کتاب ــــــــــــ تسہیل الفرائض

سرورق ــــــــــــ حافظ انجم محمود خطاط

طبع اول ــــــــــــ ۱۴۱۶ھ

طبع دوم ــــــــــــ ۱۴۱۹ھ

کتابت ــــــــــــ عبدالسلام یوسفی (جھنگ)

باہتمام

مکتبہ العارفی فیصل آباد

فون ۷۱۷۸۱۱ـ۷۲۷۸۱۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین وعلیٰ کل من تبعھم باحسان الیٰ یوم الدین۔

اما بعد!

حق تعالیٰ کے فضل وکرم سے کئی بار علم میراث کی معروف ومقبول کتاب "سراجی" پڑھانے کی سعادت حاصل ہوئی۔ ہمیشہ یہ احساس رہا کہ کئی وجوہ کی بنا پر محض درسی انداز سے سراجی پڑھا دینے سے طلبہ کو فنِ میراث میں بصیرت ومہارت حاصل نہیں ہوتی۔ اگر کہیں طلبہ میں مہارت پیدا ہو جاتی ہے تو ایسا استاذ کے تدریسی کمال کی بنا پر ہوتا ہے نفسِ کتاب کا ثمرہ نہیں ہوتا اس لئے ہر مرتبہ کی تدریس کے دوران اس بات کا داعیہ دل میں پیدا ہوتا رہا کہ علم میراث پر ایک آسان اور مختصر مگر جامع ومنضبط رسالہ ہونا چاہیئے، تاکہ پہلے اس کو پڑھا کر اس کے بعد "سراجی" پڑھائی جائے۔

الحمدللہ! اکابر کی اردو زبان میں کتابیں موجود ہیں، لیکن ان میں سے بعض میں اطناب ہونے کی بنا پر ان سے مذکورہ بالا درسی مقصد حاصل نہیں کیا جا سکتا اور بعض اختصار کی بنا پر طلبہ کے لئے زیادہ مفید نہیں۔ اور بعض معاصرین نے نئے انداز سے میراث پر کام کیا ہے وہ بذاتِ خود مفید بھی ہو تو بھی درسی مقصد کے لئے کافی نہیں، اس لئے کہ طلبہ کو پڑھانے کے لئے ایسی کتاب کی ضرورت ہے جس میں آسانی اور انضباط پیدا کرتے ہوئے اس بات کا خیال رکھا گیا ہو کہ اسلوب اور تخریجِ مسائل کا بنیادی طریقِ کار وہی ہو جو سراجی، دیگر کتبِ میراث اور کتبِ فقہ کے کتاب الفرائض میں اختیار کیا گیا ہے، تاکہ بوقتِ ضرورت ماخذ کی طرف مراجعت اور ان سے استخراج کی استعداد طلبہ میں موجود رہے۔ ان مقاصد کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے قلبی داعیے اور بعض بزرگوں اور احباب کے ایماء پر علم میراث پر ایک

رسالہ بنام "تسہیل الفرائض" تالیف کیا گیا ہے اور طباعت سے پہلے بار ہا یہ رسالہ طلبہ کو پڑھایا گیا۔ الحمدللہ خود احقر نے اور طلبہ نے افادیت محسوس کی۔

میراث میں ایسی مشق جس میں مسئلے کے ہر پہلو کی مثال اور تخریج آجائے۔ بذاتِ خود ایک مستقل مسئلہ ہوتا ہے۔ جن حضرات کو اس کام کا عملی تجربہ حاصل ہے ان کو اس مشکل کا بخوبی اندازہ ہوگا اس لئے تمام مسائل کی تمرینات بھی لکھ دی گئی ہیں۔ اُمید ہے کہ پہلے یہ رسالہ بمع تمرینات پڑھا کر اس کے بعد "سراجی" شروع کرادی جائے تو فنی بصیرت پیدا ہونے میں مدد ملے گی۔ انشاءاللہ تعالیٰ

آخر میں گذارش ہے کہ جو صاحب رسالہ میں کوئی غلطی پا کر احقر کو مطلع فرمادیں تو وہ میرے محسن ہوں گے۔ حق تعالیٰ میری اس حقیر کاوش کو شرف قبولیت عطا فرمائیں اور طلبہ کے لئے نافع بنائیں۔

فقط

احقر محمد مجاہد عفی عنہٗ

۲۱ ۔ ۷ ۔ ۱۴۱۶ھ

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	علم الفرائض ،موضوع ، غایت ، مأخذ	
۲	مقدمہ (ترکہ ، حقوق متعلقہ بترکہ ، ورثہ کی ترتیب)	
۳	باب ۱ فرائض واصحاب فرائض	
۴	باب ۲ عصبات	
۵	باب ۳ منع وحجب	
۶	باب ۴ تصحیح	
۷	باب ۵ رد	
۸	باب ۶ ذوی الأرحام	
۹	باب ۷ مناسخہ	
۱۰	باب ۸ حمل	
۱۱	باب ۹ مفقود	
۱۲	باب ۱۰ خنثیٰ	
۱۳	ضمیمہ	
	۱۔ مقاسمۃ الجد	
	۲۔ تخارج	
	۳ تقسیم ترکہ کا طریقہ	
	۴ جن کا وقت وفات معلوم نہ ہو	

علم الفرائض کی تعریف

هو علم باصول من فقه وحساب یعرف بها حق کل واحد من الورثة من الترکة۔ فقہ اور حساب کے ایسے اصول جاننا جن سے ہر وارث کا حق میت کے ترکہ میں معلوم ہو جائے۔

وجہ تسمیہ

"فرائض" فریضہ کی جمع ہے جو "الفرض" سے فعیلہ بمعنی مفعولہ کا صیغہ ہے۔ فرض کے عربی زبان میں کئی معنی ہیں جن میں سے ہر معنی کو اس فن سے مناسبت ہے مثلاً ① مقرر کرنا۔ فرائض سے مُراد مقرر کردہ حصے ہیں۔ ② نازل کرنا۔ فرائض سے مُراد نازل کردہ حصے ہیں۔ ③ بلاعوض کوئی چیز دینا۔ اس فن میں جن حصوں سے بحث ہوگی، وہ ورثہ کو بلاعوض ہی ملتے ہیں۔ (وغیرها من المعانی)

موضوع: علم الفرائض کا موضوع "ترکات" ہیں

غایت: ترکے کے مستحقین کے حقوق معلوم کر کے ان تک پہنچانے کی کوشش کرنا

ماخذ: علم الفرائض کے ماخذ تین ہی ہیں۔ ① قرآنِ کریم ② سُنّت ③ اجماع قیاس سے فرائض ثابت نہیں ہو سکتے ہیں۔

عِلم الفرائض کی فضیلت

علم الفرائض علوم دینیہ میں سے اہم ترین علم ہے۔ شریعت میں اس کو بہ نسبت دُوسرے ابواب کے زیادہ اہمیت دی گئی ہے چنانچہ قرآن پاک نے دُوسرے ابواب میں زیادہ تر کلیات اور اصول کے بیان پر اکتفا فرمایا ہے مگر فرائض کی جزئی تفصیلات اور ایک، ایک وارث کا حصہ خود بیان کیا ہے۔ احادیث میں بھی فرائض کی تعلیم و تعلّم کے فضائل بکثرت بیان ہوئے ہیں۔ چند احادیث یہ ہیں۔

١: تعلموا الفرائض وعلموه الناس فإني امرؤ مقبوض (الحدیث) — فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اس لئے کہ میرا وصال ہونے والا ہے۔

٢: تعلموا القران والفرائض وعلموا — قرآن اور فرائض سیکھو اور سکھاؤ۔ ہو سکتا ہے کہ

ها الناس أوشك ان ياتي على الناس زمان يختصم الرجلان في الفريضة فلا يجدان من يفصل بينهما.

لوگوں پر ایسا زمانہ آجائے کہ دو آدمیوں کا کسی حصے کے بارے میں اختلاف ہو، مگر وہ اپنے درمیان کسی فیصلہ کرنے والے کو نہ پائیں۔

۳: تعلموا الفرائض وعلموه الناس فانه نصف العلم وهو أول من ينسى وهو أول شيئ ينتزع من أمتي۔

فرائض سیکھو اور لوگوں کو سکھاؤ اس لئے کہ یہ آدھا علم ہے اور سب سے پہلے بھلایا جائے گا اور سب سے پہلے میری اُمت سے قبض کرلیا جائے گا۔

۴: اذا لهوتم فالهوا بالرمي واذا تحدثتم فتحدثوا بالفرائض

جب تم کھیلنا چاہو تو تیر اندازی کا کھیل کھیلو۔ اور جب باتیں کرنا چاہو تو فرائض کی باتیں کرو۔

ان احادیث کی تخریج اور ان کی سندوں پر کلام "تکملہ فتح الملهم" ص۲ ج ۲ پر دیکھا جاسکتا ہے۔

مقدّمہ

ترکہ ہر وہ مال جو بوقت انتقال میت کی ملکیت میں ہو اور کسی غیر کا حق اس کے عین کے ساتھ متعلق نہ ہو۔ "ترکہ" کی اس تعریف سے یہ بات سمجھ میں آگئی کہ ترکہ بننے کیلئے درج ذیل تین باتوں کا پایا جانا ضروری ہے۔

(ا) جو مال میت کے ملک میں ہو، اسی میں میراث جاری ہوگی۔ جو چیز اس کے قبضہ میں تو ہو، مگر اس کی مملوک نہ ہو وہ ترکہ میں شامل نہیں۔ مثلاً کسی کی ودیعۃ رکھی ہوئی چیز۔

(ب) موت کے وقت کی ملکیت معتبر ہوگی لہٰذا اگر موت سے چند لمحات قبل کوئی چیز اپنی ملک سے نکال دی تو وہ ترکہ میں شامل نہیں رہے گی۔ مثلاً کسی چیز کو بیچ دیا ہو۔

(ج) جس چیز کے عین کے ساتھ کسی کا حق متعلق ہو، وہ ترکہ میں شامل نہیں ہوگی۔ مثلاً میت نے کسی متعین چیز کو اپنی بیوی کا مہر بنا دیا ہو، تو وہ چیز ترکے میں شامل نہ ہوگی۔[1]

ترکہ سے متعلق حقوق

میت کے ترکہ سے درج ذیل چار حقوق متعلق ہوتے ہیں، جو اسی ترتیب سے ادا کئے جاتے ہیں۔

(۱) **تجہیز:** سب سے پہلے میت کے دفن تک تمام ضروری مراحل پر ہونے والے اخراجات اس کے ترکے سے نکالے جا سکتے ہیں۔ مثلاً کفن، غسّال کی اُجرت، قبر کی کھدائی کی اُجرت اور قبرستان میں جگہ نہ ملنے کی صورت میں بضرورت قبر کے لئے جگہ خریدنا وغیرہ۔ یہ سب امور تجہیز میں داخل ہیں۔ لوگوں کے بنائے ہوئے مصنوعی امور جو شرعاً ثابت نہیں مثلاً امام کے لئے جائنماز وغیرہ یہ تجہیز میں داخل نہیں۔ تجہیز کے اخراجات متوسط نکالے جائیں گے نہ فضول خرچی ہو نہ بے جا بُخل ہو۔

(۲) **قضاء الدّیون:** اگر میت کے ذمہ کسی انسان کا قرض ہو تو تجہیز کے اخراجات نکالنے کے بعد بچے ہوئے مال سے وہ ادا کیا جائے گا، خواہ قرض ادا کرنے کیلئے سارا البقیہ ترکہ ختم ہو جائے۔

(۳) **تنفیذ وصایا:** میت نے کسی غیر وارث کے حق میں جائز وصیت کی ہو تو دیکھا جائے کہ تجہیز کے اخراجات نکالنے اور قرض کی ادائیگی کے بعد بچے ہوئے ترکے کی ایک تہائی تک ہے یا اس سے زیادہ؟ اگر ایک تہائی کی حد تک ہو تو نافذ کرنا ضروری ہے۔ اگر ایک تہائی سے زیادہ ہو تو ایک تہائی تک نافذ کرنا ضروری ہے۔ اس سے زیادہ نافذ کرنا ورثہ پر ضروری نہیں ہے۔ وارث کے لئے وصیت یا کسی ناجائز کام کی وصیت نافذ کرنا جائز نہیں۔ یاد رہے کہ یہاں کل ترکے کا تہائی

لہ اس کی وضاحت یہ ہے کہ کوئی حق کسی معین چیز کے ساتھ متعلق ہو کر واجب ہو تو کہا جاتا ہے کہ یہ حق اس چیز کے عین سے متعلق ہے۔ مثلاً کسی نے کوئی کتاب متعین کر کے بیچی تو بیچنے والے پر لازم ہے کہ وہی کتاب دے، لہٰذا کہا جائے گا کہ خریدار کا حق کتاب کے عین کے ساتھ متعلق ہے۔ اور اگر بلا تعین کسی چیز کا دینا واجب ہو تو اس کو "دَین" کہا جاتا ہے۔ مثلاً کتاب دس روپے میں خریدی ہے تو خریدار پر دس روپے تو واجب ہیں، لیکن دس کا کوئی معین نوٹ واجب نہیں، لہٰذا کہا جائے گا کہ دس روپے خریدار کے ذمہ "دَین" ہے۔

اُوپر والے اُصول کا حاصل یہ ہے کہ میت کی کسی متعین چیز کے ساتھ کسی کا حق متعلق ہو تو وہ

مُراد نہیں۔ تجہیز و تکفین اور قرضوں کی ادائیگی کے بعد جو ترکہ بچے اس کا تیسرا حصّہ مُراد ہے۔

(۴) **تقسیم میراث** : مندرجہ بالا تین حقوق "حقوق متقدمہ علی الارث" کہلاتے ہیں۔ ان تین حقوق کی ادائیگی کے بعد باقی مال ورثہ میں درج ذیل ترتیب سے تقسیم کیا جائے گا۔ یہاں صرف فہرست شمار کی گئی ہے۔ ان اقسام کی تعریفات و تفصیلات اپنی اپنی جگہ پر آئیں گی۔

① اصحاب الفرائض ② عصبات نسبیہ ③ مولیٰ عتاقہ ④ مولیٰ عتاقہ کا عصبہ بنفسہ ⑤ مولیٰ عتاقہ کا عصبہ سببیہ ⑥ زوجین کے علاوہ باقی اصحاب الفرائض پر رد ⑦ ذوی الارحام ⑧ مولیٰ الموالاۃ ⑨ مقرلہ بالنسب علی الغیر : اس سے مُراد وہ شخص ہے کہ میّت نے جس کے رشتہ دار ہونے کا اقرار کر کے اس کا نسب غیر سے متعلق کر دیا ہو، مگر خود اس غیر نے اس نسب کا اقرار نہ کیا ہو مثلاً میت نے کسی شخص کے بھائی ہونے کا اقرار کر کے اس کا نسب اپنے باپ سے متعلق کر دیا ہو، مگر باپ سے اس نسب کا اقرار ثابت نہ ہو۔ ⑩ ان سب کے نہ ہونے کی صورت میں کسی کیلئے تہائی سے زیادہ کی وصیت کی ہو تو وہ نافذ کر دی جائے۔ ⑪ ورنہ ترکہ بیت المال میں رکھ دیا جائے، مگر بیت المال میں جمع کرانا بطور توریث کے نہیں، بلکہ مُسلمانوں کے مصالح عامہ میں خرچ کرنے کے لئے ہے۔ لہٰذا بیت المال پر اعتماد نہ ہونے کی صورت میں خود کسی کارِ خیر میں لگا دینے کی اور ایسے ہی کسی اور رشتہ دار کے نہ ہونے کی صورت میں زوجین پر رد کی گنجائش ہے۔

باب نمبر ا: فرائض و اصحاب الفرائض کا بیان

فرائض : ایسے حصّے جو مختلف ورثہ کے لئے شریعت نے مقرر کئے ہیں ان کو "فرائض" کہا جاتا ہے اور جن ورثہ کے لئے فرائض مقرر کئے گئے ہیں، ان کو "اصحاب الفرائض" کہا

چیز ترکے میں شامل نہیں ہوگی۔ جیسا کہ مثال مذکور سے واضح ہے۔ اور اگر کوئی مال بطور دین واجب ہو تو وہ مال ترکے میں شامل ہوگا۔ جیسے میت نے کوئی چیز ایک ہزار روپے میں خریدی تھی تو ایک ہزار روپیہ اس کے ذمہ دین ہے۔ یہ ایک ہزار ترکے میں شامل ہوگا۔

جاتا ہے۔ فرائض چھ ہیں اور اُن کو دو نوعوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

نوعِ اوّل: ① نصف ② ربع ③ ثمن

ان تین حصّوں میں سے سب سے چھوٹا ثمن، اس سے بڑا ربع اور اس سے بڑا نصف ہے ان میں سے ربع نصف کا آدھا اور ثمن ربع کا آدھا ہے، لہٰذا ان تینوں میں تنصیف (یعنی ایک دوسرے کا آدھا ہونے) کی نسبت ہے۔ اسی طرح نصف ربع کا دوگنا اور ربع ثمن کا دوگنا ہے، لہٰذا ان میں تضعیف (ایک دوسرے کا دوگنا ہونے) کی نسبت ہے۔

نوعِ ثانی: ① ثلثان ② ثلث ③ سدس

ان میں سے سب سے چھوٹا سدس، اس سے بڑا ثلث اور اس سے بڑا ثلثان ہے۔ ان تین میں حسبِ تفصیلِ بالا تضعیف وتنصیف کی نسبت ہے۔

مخرج: ان چھ حصّوں میں سے ہر حصّہ کسی عددِ صحیح سے نکلتا ہے، مثلاً کسی چیز کا سدس (چھٹا حصّہ) دینے کے لئے اس کے چھ حصّے کئے جائیں گے، معلوم ہوا کہ سدس چھ سے نکلتا ہے ایک ہی حصّہ کئی صحیح عددوں سے نکالنا ممکن ہوتا ہے مثلاً سدس ۶، ۱۲، ۲۴ وغیرہ سے نکل سکتا ہے۔ چھوٹے سے چھوٹا وہ عدد جس سے وہ حصّہ نکل سکتا ہے وہ اس حصّے کا "مخرج" کہلاتا ہے، لہٰذا سدس کا مخرج چھ ہوگا نہ کہ ۱۲، ۲۴ وغیرہ۔ کسی حصّے کا مخرج معلوم کرنا "تخریج" کہلاتا ہے۔

مذکورہ بالا چھ حصّوں کی تخریج (مخرج معلوم کرنے) کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر ایک ہی حصّے کا مخرج معلوم کرنا ہو تو اس کی تفصیل یہ ہے

حصّہ	مخرج	حصّہ	مخرج
نصف	۲	ثلثان	۳
ربع	۴	ثلث	۳
ثمن	۸	سدس	۶

اگر ایک ہی نوع کے ایک سے زیادہ حصوں کا مخرج معلوم کرنا ہو تو چھوٹے حصے کا مخرج بڑے حصوں کا بھی مخرج ہوگا مثلاً ثمن کا مخرج یعنی ۸ ربع اور نصف کا بھی مخرج ہے۔ ایسے ہی سدس کا مخرج یعنی ۶ ثلث اور ثلثان کا بھی مخرج ہے۔

دونوں نوعوں کے ملنے جلنے حصوں کا مخرج معلوم کرنا ہو تو نوع اول میں سے نصف نوع ثانی کے کچھ یا تمام حصوں کے ساتھ مل جانے کی صورت میں مخرج ۶ ہوگا۔

جیسے: مسئلہ ۶

نصف	سدس	ثلث
۳	۱	۲

نوع اول میں سے ربع نوع ثانی کے ایک یا زیادہ حصوں سے مل جائے تو مخرج ۱۲ ہوگا۔

جیسے: مسئلہ ۱۲

ربع	ثلثان	ثلث
۳	۸	۴

اور نوع اول میں سے ثمن نوع ثانی کے کچھ یا تمام حصوں سے مل جائے تو مخرج ۲۴ ہوگا۔

جیسے: مسئلہ ۲۴

ثمن	سدس	ثلث
۳	۴	۸

نوع اول میں سے ایک سے زیادہ حصے نوع ثانی کے ساتھ مل جانے کی صورت میں نوع اول کے چھوٹے حصے کے مطابق مخرج بنایا جائے گا۔

جیسے: مسئلہ ۱۲

ربع	نصف	سدس
۳	۶	۲

یہاں نوع ثانی کا سدس ہے اور نوع اول کے دو حصے ربع، اور نصف ہیں۔ ربع چونکہ چھوٹا ہے۔ اس کے مطابق مخرج ۱۲ بنایا گیا۔

مشق نمبر ۱

الف: درج ذیل میں سب سے چھوٹا حصہ معلوم کیجئے

مثال: نصف، ربع، ثمن (حل) سب سے چھوٹا: ثمن

① نصف، ثمن ② ربع، ثمن

③ سدس، ثلث ④ ثلثان، ثلث

ب: ہر سوال میں سے نوع اول اور نوع ثانی کے فرائض پہچان کر الگ، الگ لکھیں؟

مثال: نصف، ثلث، ربع، سدس

(حل) نوع اول: نصف، ربع نوع ثانی: ثلث، سدس

① نصف، ثمن، سدس، ربع ② سدس، ثمن، ثلثان، ربع

③ ثلث، سدس، ثلثان ④ ثمن، نصف، ربع

ج: [۱] ایک چیز میں سے نصف حصہ زید کو، چوتھا حصہ خالد کو اور چوتھا حصہ ہی رشید کو دینا ہو تو اس چیز کے کتنے حصے کر کے ہر ایک کو کتنے حصے دیئے جائیں گے؟

[۲] کسی کے مال میں سے چھٹا حصہ اس کے باپ کو اور نصف بیٹی کو دینا ہو تو اس کے مال کے کتنے حصے کر کے ہر ایک کو کتنے ملیں گے؟

د: درج ذیل کی تخریج کر کے ہر ایک کے حصے لکھیں؟

مثال: مخرج: مسئلہ ۱۲

	نصف	ربع	سدس
حصے:	٦	٣	٢

① نصف، ربع، ثمن ② ثلث، ثلثان، سدس ③ نصف، ثلث

④ نصف، سدس ⑤ ربع، سدس، ثلث ⑥ ربع، ثلثان

⑦ ثمن، ثلث ⑧ ثمن، سدس، ثلث ⑨ ثمن، ثلثان

⑩ ربع، ثمن، سدس ⑪ نصف، ثمن، ثلث ⑫ نصف، ربع، سدس

عول: کبھی مذکورہ بالا ضابطے کے مطابق کچھ حصّوں کا مخرج بنا کر حصّے نکالے جائیں تو حصّوں کا مجموعہ مخرج سے بڑھ جاتا ہے۔ مثلاً

مسئلہ ۶

ثلثان	سدس	نصف
۴	۱	۳

حصّوں کا مجموعہ: ۸

قاعدے کے مطابق ۶ کو مخرج بنا کر حصّے نکالے تو کل حصّے ۸ ہو گئے۔

حصّوں کا مخرج سے بڑھ جانا یا مخرج کا حصّوں سے تنگ ہو جانا "عول" کہلاتا ہے۔ ایسی صورت میں پہلے بنائے ہوئے مخرج کو منسوخ کر کے حصّوں کے مجموعے کو ہی مخرج بنا کر پہلے مخرج پر "ع" کا نشان بنا کر لکھ دیا جاتا ہے۔ مثلاً مذکورہ صورت کو یوں لکھیں گے۔

مسئلہ ۶ ع ۸

ثلثان	سدس	نصف
۴	۱	۳

ضابطہ یہ ہے کہ ۶، ۱۲ اور ۲۴ کے علاوہ بننے والا مخرج اپنے حصّوں سے کم ہو کر اس میں عول نہیں ہو سکتا۔ البتہ ان تینوں میں ہو سکتا ہے۔

پھر مخرج ۶ میں عول ہو کر نیا مخرج دس تک ہو سکتا ہے شفعاً بھی اور وتراً بھی یعنی ۶ میں عول ہونے کے بعد مخرج کبھی ۷، کبھی ۸، کبھی ۹ اور کبھی ۱۰ ہوتا ہے۔ ۱۲ میں عول ہو کر مخرج بڑھ کر ۱۷ تک وتراً (یعنی ۱۳، ۱۵، ۱۷) ہو سکتا ہے، نہ کہ شفعاً (یعنی ۱۴، ۱۶)، ۲۴ میں عول ہو کر مخرج صرف ۲۷ بن سکتا ہے۔ ۱؎

مشق نمبر ۲

(ا) مخرج بناکر بتائیں کہ حصّوں کا مجموعہ مخرج سے بڑھا ہے یا نہیں؟ اور کتنے حصّوں کا اضافہ ہوا ہے۔ مثال: نصف، سدس، ثلثان۔

حل: مسئلہ ۶

نصف	سدس	ثلثان
۳	۱	۴

کل حصّے ۸
مخرج ۶
اضافہ ۲

(۱) نصف، ثلث، ثلثان (۲) نصف، سدس، ثلث
(۳) نصف، ربع، ثمن (۴) ربع، سدس، ثلثان
(۵) ربع، ثلث، ثلثان (۶) ربع، سدس، ثلث، ثلثان
(۷) ثمن، ثلث، ثلثان (۸) ثمن، ربع، سدس، ثلث

(ب) عول کا نشان بناکر نیا مخرج لکھیں۔

(۱) نصف، ثلثان (۲) نصف، سدس، ثلثان (۳) نصف، ثلث، ثلثان
(۴) ربع، سدس، ثلثان (۵) ربع، ثلث، ثلثان (۶) ثمن، ثلثان، سدس، سدس

ذوی الفروض

اب ذوی الفروض میں سے ہر ایک کے تفصیلی احکام شروع کئے جاتے ہیں۔ اس سے پہلے چند اصطلاحات اچھی طرح ذہن نشین کرلی جائیں۔

ولد: ہم جب "ولد" یا "اولاد" کا لفظ لکھیں گے تو اس میں میت کا حقیقی بیٹا، حقیقی بیٹی یا ایسی بالواسطہ مذکر یا مؤنث اولاد جن کا میت کے ساتھ رشتہ کسی مرد کے ذریعہ سے ہو، شامل ہوں گے۔ ایسی مذکر یا مؤنث اولاد جن کا میت کے ساتھ رشتہ محض کسی عورت کے ذریعہ سے ہو وہ "اولاد" میں شامل نہیں۔ مثلاً پوتا، پوتی کا میت کے ساتھ رشتہ مرد یعنی میت

ل البتہ حضرت ابن مسعودؓ کے ہاں ۲۴ کا عول ۳۱ ہوسکتا ہے۔ جو انشاءاللہ حجب کے بیان میں سمجھ آئے گا۔

کے بیٹے کے ذریعے سے ہے، اس لئے یہ "اولاد" میں شامل ہے، نواسہ، نواسی کا میت کے ساتھ رشتہ عورت یعنی بیٹی کے ذریعے سے ہے، اس لئے یہ "اولاد" میں شامل نہیں۔

مذکر اولاد: اسمیں میت کا حقیقی بیٹا، یا اس کی اولاد میں سے ایسے لڑکے جن کا اس کے ساتھ رشتہ مرد کے ذریعہ سے ہو، شامل ہوں گے۔ جیسے پوتا، پڑپوتا وغیرہ۔ اس کی اولاد میں سے ایسے لڑکے جن کا اس کے ساتھ رشتہ کسی عورت کے ذریعے سے ہو وہ مذکر اولاد میں شامل نہیں مثلاً نواسہ وغیرہ

مؤنث اولاد: اس میں حقیقی بیٹی یا اس کی اولاد میں سے ایسی لڑکیاں شامل ہیں جن کا رشتہ کسی مرد کے ذریعے سے ہو۔ جیسے پوتی وغیرہ۔ جن لڑکیوں کا رشتہ کسی عورت کے ذریعہ سے ہو وہ "مؤنث اولاد" میں شامل نہیں۔ جیسے نواسی وغیرہ۔

مشق نمبر ۳

درج ذیل میں سے "ولد" اور "غیر ولد" اور مذکر و مؤنث اولاد کو الگ الگ کریں۔ مثال: ① ابن الابن (حل) مذکر اولاد

② بنت الابن (〃) مؤنث اولاد

③ ابن البنت (〃) غیر ولد

① ابن بنت الابن ② ابن الابن ③ بنت الابن ④ بنت ابن الابن

⑤ بنت ابن البنت ⑥ بنت البنت ⑦ ابن بنت البنت ⑧ ابن ابن الابن

ذوی الفروض کے احکام: ذوی الفروض بارہ ہیں جن میں سے چار مرد اور آٹھ عورتیں ہیں چار مرد یہ ہیں۔ ① اب ② جد صحیح ③ اخ خیفی ④ زوج۔ آٹھ عورتیں یہ ہیں

① زوجہ ② بنت صلبیہ ③ بنت الابن ④ اخت عینیہ ⑤ اخت علاتیہ ⑥ اخت خیفیہ ⑦ ام ⑧ جدہ صحیحہ۔ ان میں سے زوج اور زوجہ کو "ذوی الفروض السببیہ" اور باقی دس کو "ذوی الفروض النسبیہ" کہتے ہیں۔

① **اب**: مرنے والے کی اولاد ہونے یا نہ ہونے کا باپ کے حصے پر اثر پڑتا ہے اس اعتبار سے باپ کے تین حال ہیں۔ ① مرنے والے کی اولاد نہ ہو تو باپ عصبہ ہوتا ہے۔ یعنی اس صورت میں اس کا کوئی حصہ مقرر نہیں ہوتا، بلکہ دوسرے ذوی الفروض کو ان کے حصے دینے کے بعد بچا ہوا سارا مال باپ کو دے دیا جاتا ہے، اگر نہ بچے تو اس کو کچھ نہیں ملے گا۔ اور اگر ذوی الفروض میں سے کوئی نہ ہو تو کل ترکہ کا حقدار ہوگا۔ ② میت کی صرف "مؤنث اولاد" ہو "مذکر اولاد" نہ ہو تو باپ کو سدس دیا جاتا ہے اور عصبہ بھی ہوتا ہے۔ یعنی سدس تو بہرحال ملے گا۔ اور دیگر ذوی الفروض کے حصے دینے کے بعد بچا ہوا ترکہ بھی عصبہ ہونے کی وجہ سے اسی کو دیا جائے گا۔ ③ میت کی صرف "مذکر اولاد" یا مذکر و مؤنث دونوں کے ہوتے ہوئے باپ کو صرف سدس دیا جاتا ہے، عصبہ نہیں ہوتا۔

فائدہ: کسی وارث کے عصبہ ہونے کو "ع" کے نشان سے واضح کیا جاتا ہے۔

امثلہ: ① مسئلہ

اب ع	جد	اخ خیفی

② مسئلہ

زوج	بنت	اب سدس ع	اخ عینی

③ مسئلہ

زوج	اب سدس	ابن	اخ

④ مسئلہ

زوج	اب سدس	بنت	ابن	جد

② **جد صحیح** "جد" کی دو قسمیں ہیں۔ ① **جد صحیح**: ایسا دادا جس کے میت کے ساتھ رشتے میں کسی عورت کا واسطہ نہ ہو۔ جیسے اب الاب (دادا)، اب اب الاب (پردادا)، وغیرہ

② **جد فاسد**: ایسا دادا جس کے میت کے ساتھ رشتے میں کسی عورت کا واسطہ آجائے جیسے اب الام (نانا)، یہاں ماں کا واسطہ ہے، اب ام الاب (دادی کا باپ) یہاں

دادی کا واسطہ ہے۔ یہ احکام جد صحیح کے ہیں، جد فاسد کے احکام ذوی الأرحام میں آئیں گے۔

جد کے چار حال ہیں۔ ① میت کے باپ کی موجودگی میں جد محروم ہوتا ہے، اسکو "م" کے نشان سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ ② میت کا باپ نہ ہو اور میت کی اولاد بھی نہ ہو تو جد عصبہ ہوتا ہے ③ میت کا باپ نہ ہو اور میت کی صرف "مؤنث اولاد" ہو مذکر اولاد نہ ہو تو جد کو سدس بھی دیا جاتا ہے اور عصبہ بھی ہوتا ہے۔ ④ میت کا باپ نہ ہو اور میت کی صرف "مذکر اولا" ہو یا مذکر و مؤنث دونوں ہوں تو جد کو صرف سدس دیا جاتا ہے، عصبہ نہیں ہوتا۔

مختلف مراتب کے اجداد جمع ہو جائیں تو ان میں سے اقرب کو وارث بنا کر باقی اجداد کو محروم کر دیا جاتا ہے۔ مثلاً أب الأب (دادا)، أب أب الأب (پردادا)، أب أب الأب (پردادے کا باپ)، موجود ہوں تو ان میں سے اقرب یعنی أب الأب کو وارث بنایا جائے گا اور باقی محروم ہوں گے۔

مشق نمبر۴

اب اور جد کے نیچے ان کا حصّہ لکھیں۔ عصبہ ہونے کی صورت میں "ع" اور محروم ہونے کی صورت میں "م" لکھیں۔

① میت
زوج ابن اب جد

② میت
زوج بنت الابن اب ام

③ میت
زوج ابن البنت اب جد

④ میت
زوجہ ابن ابن الابن اب ام

⑤ میت
زوجہ بنت الابن جد

⑥ میت
زوج ابن البنت جد

⑦ میت
زوجہ بنت الابن جد

⑧ میت
زوجہ ابن بنت جد

⑨ میت
زوج ابن اخ جد

③ **اخ خیفی** جو بھائی صرف ماں کی طرف سے ہو اس کو "اخ خیفی" یا "اخ لأم" اور جو بہن صرف ماں کی طرف سے ہو اس کو "اخت خیفیہ" یا "اخت لأم" کہتے ہیں۔ ان

دونوں کو "اولادالاُم" کہا جاتا ہے۔ خیفی بھائی اور بہن دونوں کے احکام برابر ہیں۔ اس لئے مؤنث ذوی الفروض میں خیفی بہن کا دوبارہ ذکر نہیں کیا جائے گا۔ خیفی بھائی بہن کے تین حال ہیں۔

(۱) میت کے باپ، جد یا اولاد میں سے کوئی موجود ہو تو خیفی بہن، بھائی محروم ہوتے ہیں۔
(۲) میت کے باپ، جد یا اولاد میں سے کوئی نہ ہو اور خیفی بہن بھائی ایک ہو اس کو سدس دیا جاتا ہے۔ (۳) میت کے باپ، جد یا اولاد میں سے کوئی نہ ہو اور خیفی بھائی یا بہن ایک سے زیادہ ہوں (خواہ سب بھائی ہوں یا سب بہنیں ہوں یا دونوں ملے جلے ہوں)، تو ان تمام کو ثلث دیا جاتا ہے، جو ان میں برابر تقسیم ہو جاتا ہے۔ یہاں بھائی، بہن کا حصہ برابر ہوگا۔ بہن کا حصہ بھائی سے آدھا نہیں ہوگا۔

(۴) **زوج** اس کے دو حال ہیں۔ (۱) بیوی کی اولاد ہو تو زوج کو "رُبع" دیا جاتا ہے۔
(۲) بیوی کی اولاد نہ ہو تو زوج کو "نصف" دیا جاتا ہے۔

مشق نمبر ۵

[۱] اب، جد، اولادالاُم اور زوج کے حصے لکھیے۔

(۱) مسـ
زوج — اخ خیفی — اب

(۲) مسـ
زوج — بنت — اخ خیفی — اخت خیفیہ

(۳) مسـ
زوج — ابن — اخ خیفی — جد

(۴) مسـ
زوج — بنت الابن — اخ خیفی ۲

(۵) مسـ
زوج — اخ خیفی — اخت خیفیہ — جد

(۶) مسـ
زوج — اخ خیفی

(۷) مسـ
زوج — اخ خیفی — اخت خیفیہ

[۲] اب، جد اولادالاُم اور زوج کے حصے معلوم کر کے تخریج کریں۔

مثال: مسـ ۲

زوج	اخ خیفی	اب	جد
نصف	م	ع	م
۱		۱	

(۱) مسـ
زوج — اخ خیفی ۲

(۲) مسـ
زوج — اخ خیفی — اخت خیفیہ

(۳) مسـ
زوج — اخت خیفیہ ۳

(۴) مسـ
زوج — اخ خیفی — اخت خیفیہ — جد

⑤ **زوجہ**، اس کے دو حال ہیں۔ ① زوج کی اولاد ہو تو زوجہ کو ثمن دیا جاتا ہے۔ خواہ ایک زوجہ ہو یا ایک سے زیادہ ہو۔ ② زوج کی اولاد نہ ہو تو اس کو ربع دیا جاتا ہے۔

⑥ **بنت صلبیہ**: اس کے تین حال ہیں ① میت کا صلبی بیٹا موجود ہو تو بیٹے، بیٹیاں سب عصبہ ہوں گے۔ یعنی ذوی الفروض کے حصے دینے کے بعد بچا ہوا مال ان میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بیٹی کو بیٹے سے آدھا حصہ دیا جائے گا۔ ② میت کا کوئی بیٹا نہ ہو اور بنت صلبیہ ایک ہو تو اس کو نصف دیا جائے گا۔ ③ میت کا کوئی بیٹا نہ ہو اور بنات صلبیہ ایک سے زیادہ ہوں تو ان تمام کو ثلثان دیا جاتا ہے۔

⑦ **بنات الابن**: میت کی ایسی بالواسطہ لڑکیاں جن کا رشتہ میت کے ساتھ کسی مرد کے ذریعہ سے ہو وہ تمام "بنات الابن" میں شامل ہیں۔ مثلاً بنت الابن (پوتی) بنت ابن الابن (پڑپوتی) وغیرہ۔ جن کا رشتہ میت کے ساتھ کسی عورت کے ذریعہ سے ہو وہ اس میں شامل نہیں۔

سراجی وغیرہ کتب میراث میں بنات الابن کے جو حالات لکھے گئے ہیں، ان کو بسہولت سمجھنے کے لئے چند امور ذہن نشین کر لیے جائیں۔

(الف) شریعت نے لڑکیوں کا "فرض" زیادہ سے زیادہ دو تہائی رکھا ہے۔ چنانچہ قرآن پاک میں ہے۔ "فإن كنّ نساءً فوق اثنتين فلهنّ ثلثا ما ترك (اگر بہنیں دو ہوں تو ان کو کل ترکے میں سے دو تہائی ملیں گے)۔ اس لئے بنات صلبیہ اور بنات الابن کو ثلثان کے دائرہ میں رہتے ہوئے فرض دینے کی گنجائش ہے۔ میت کی بیٹیوں اور پوتیوں وغیرہ کو مجموعی طور پر فرض ثلثان سے زیادہ نہیں دیا جاسکتا۔

(ب) کسی مخرج کے نصف میں اسی مخرج کا سدس جمع کر دیا جائے تو نصف اور سدس مل کر اس مخرج کا ثلثان ہوگا۔ مثلاً ۶ کا نصف ۳ ہے اور ۶ کا سدس ایک ہے۔ ۳ اور ایک کا مجموعہ ۴ ہے، جو کہ ۶ کا ثلثان ہے۔

(ج) لڑکیوں، پوتیوں میں سے جو میت سے زیادہ قریب ہو، وہ میراث کی زیادہ مستحق ہوتی ہے۔ چنانچہ بنات صلبیہ اور بنات الابن دونوں موجود ہوں تو صلبیہ کو اُن کا فرض دینے کے بعد اگر ثلثان میں سے کچھ باقی رہے تو بنات الابن کو دیا جائے گا اور اگر بنات صلبیہ ہی ثلثان کو سمیٹ لیں تو بنات الابن فرض سے محروم ہو جائیں گی۔ مثلاً ایک حقیقی بیٹی اور ایک بنت الابن (پوتی) ہو تو حسبِ ضابطہ حقیقی بیٹی کے لئے نصف نکالنے کے بعد ثلثان میں سے سدس باقی رہا۔ یہ سدس بنت الابن کو دیا جائے گا۔ اگر حقیقی بیٹی ایک سے زیادہ ہو اور حسبِ قاعدہ ثلثان اس کو دے دیا جائے تو ثلثان ختم ہو جانے کی وجہ سے پوتی فرض سے محروم ہو جائے گی۔

ایسے ہی بنت صلبیہ تو نہ ہو، مگر بنات الابن مختلف درجات کی ہوں، یعنی بعض قریب اور بعض بعید۔ تو سب سے زیادہ قریب کو ایک ہونے کی صورت میں نصف دیکر اس کے بعد والی کو سدس دیا جائے اور اس سے بھی بعد والی فرض سے محروم ہوں گی اور سب سے زیادہ قریب ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ان کو ثلثان دے کر اس کے بعد والی فرض سے محروم ہوں گی اور سب سے زیادہ قریب ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ان کو ثلثان دے کر اس کے بعد والی کو فرض سے محروم کر دیا جائے گا۔

مثال (۱) میت

①	②	③
بنت الابن ۱	بنت ابن الابن	بنت ابن ابن الابن
نصف	سدس	م

ان میں سے پہلی سب سے قریب اور ایک ہے اس کو حسبِ ضابطہ نصف دے کر ثلثان میں سے سدس باقی رہا۔ یہ سدس دُوسری کو دے کر ثلثان ختم ہو گیا، اس لئے تیسری فرض سے محروم ہو گئی۔

مثال (۲) میت

①	②	③
بنت الابن ۲	بنت ابن الابن	بنت ابن ابن الابن
ثلثان	م	م

ان میں سے پہلی سب سے قریب اور ایک سے زیادہ ہیں، ان کو حسبِ ضابطہ ثلثان دے کر ثلثان ختم ہوگیا، اس لئے باقی دونوں فرض سے محروم ہوگئیں۔

جب بھی بنات الابن میں سے قربیٰ و بعدیٰ جمع ہوجائیں تو اسی اصول پر عمل کیا جائے گا۔

(د) میت کی مذکر اولاد موجود ہو تو وہ بھی بنات الابن پر اثر انداز ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں اصول یہ ہے۔

(الف) اگر مذکر اولاد کسی بنت الابن سے اقرب ہو تو اس کی وجہ سے بنت الابن محروم ہوتی ہے جیسے ابن کی موجودگی میں بنت الابن محروم ہوتی ہے ایسے ہی ابن الابن کی موجودگی میں بنت ابن الابن محروم ہوتی ہے۔

(ب) اگر مذکر اولاد کسی بنت الابن کے محاذی (برابر) ہو تو وہ بنت الابن عصبہ ہوتی ہے یعنی اب بنت الابن کا فرض مقرر نہیں ہوگا، بلکہ ذوی الفروض کے حصے نکالنے کے بعد بچا ہوا ترکہ مذکر اولاد اور بنت الابن میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ مذکر کو مؤنث سے دوگنا حصہ ملے۔

(ج) اگر مذکر اولاد کسی بنت الابن سے ابعد ہو تو دیکھا جائے گا کہ وہ بنت الابن فرض والی ہے یا فرض سے محروم؟ اگر فرض سے محروم ہے تو عصبہ بن جائے گی۔

جیسے:

م		
بنات صلبیہ ۲	بنت الابن	ابن ابن الابن
ثلثان	ع	

بنات صلبیہ کو ایک سے زیادہ ہونے کی وجہ سے ثلثان ملا تو بنت الابن فرض سے محروم ہوگئی اور اپنے سے ابعد لڑکے (ابن ابن الابن) کی وجہ سے عصبہ بن گئی۔

اگر بنت الابن فرض والی ہو تو وہ ابعد مذکر اولاد کی وجہ سے عصبہ نہیں بنے گی۔ بلکہ اس کا فرض بدستور باقی رہے گا۔[1]

---

[1] اس سے یہ بات سمجھ میں آگئی کہ جب بنات صلبیہ کو ثلثان مل رہا ہو تو بنات الابن بالکلیہ میراث سے محروم نہیں ہوتیں، بلکہ صرف فرض سے محروم ہوتی ہیں۔ عصبہ ہونے کی بنا پر ان کو میراث

جیسے: میت

بنت ۱	بنت الابن	ابن ابن الابن
نصف	سدس	

بنت صلبیہ کو ایک ہونے کی بناء پر نصف ملا اور ثلثان میں سے بچا ہوا سدس بنت الابن کو مل گیا، یہ بنت الابن فرض (سدس) والی ہے اس لئے ابعد مذکر اولاد کی وجہ سے عصبہ نہیں بنی۔

اب بنات الابن کے احکام ________ ملاحظہ ہوں: انکے چھ حال ہیں۔

① میت کی بنات صلبیہ اور مذکر اولاد نہ ہو اور بنت الابن ایک ہو تو اس کو نصف دیا جائے گا۔

② میت کی بنات صلبیہ اور مذکر اولاد نہ ہو اور بنات الابن ایک سے زیادہ ہوں تو ان کو ثلثان دیا جاتا ہے۔

③ میت کی ایک بنت صلبیہ ہو تو بنت صلبیہ کو نصف دے کر ثلثان پورا کرنے کے لئے بنات الابن کو سدس دیا جائے گا خواہ بنات الابن ایک ہوں یا زیادہ۔

④ میت کی بنات صلبیہ ایک سے زیادہ ہوں تو بنات الابن فرض سے محروم ہوتی ہیں۔

⑤ بنت الابن سے اقرب میت کی مذکر اولاد ہو تو بنت الابن وراثت سے محروم ہوتی ہے۔

⑥ بنت الابن سے ابعد مذکر اولاد ہو تو فرض سے محروم ہونے والی عصبہ بن جاتی ہے اور اگر محاذی مذکر اولاد ہو تو ہر قسم کی (فرض سے محروم یا فرض والی) عصبہ بن جاتی ہے۔

مشق نمبر ۶

جو ذوی الفروض پڑھ لئے ہیں، ان کے حصے لکھ کر تخریج کریں۔

① میت: زوجہ، بنت ۱، اب، جد

② میت: زوج، بنت ۵، اخ حقیقی، اخت حقیقیہ

ملنے کا احتمال موجود ہوتا ہے جیسے مثال مذکور میں بنات صلبیہ کو ثلثان ملنے کی وجہ سے بنت الابن اگرچہ فرض سے محروم ہے لیکن عصبہ ہونے کی وجہ سے وارث ہے۔ اس کی روشنی میں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے پیچھے یا آئندہ جہاں "فرض سے محروم" ہونے کا تذکرہ ہے وہاں "فرض" کی قید احترازی ہے۔ یہ بات بتانے کے لئے کہ فرض سے محروم ہوتے ہوئے کبھی وارث ہو سکتی ہے

③ مسـ
زوجہ — اخ خیفی — اخت خیفیہ

④ مسـ
زوجہ — بنت ۱ — ابن — اب — جد

⑤ مسـ
زوجہ — بنت ۳ — ابن — اخ خیفی

⑥ مسـ
زوج — بنت الابن — اب — جد

⑦ مسـ
زوج — بنت الابن ۳ — اخ خیفی

⑧ مسـ
زوجہ — بنت ۱ — بنت الابن ۲ — اب

⑨ مسـ
زوج — بنت ۳ — بنت الابن — جد

⑩ مسـ
زوجہ — بنت الابن ۱ — بنت ابن الابن — اخ خیفی

⑪ مسـ
زوج — بنت الابن ۱ — بنت ابن الابن ۱ — بنت ابن ابن الابن

⑫ مسـ
زوجہ — بنت الابن ۲ — بنت ابن الابن — بنت ابن ابن الابن — اب — جد

⑬ مسـ
زوج — بنت الابن — ابن الابن — اب

⑭ مسـ
زوج — بنت ۳ — بنت الابن — ابن الابن — اب — جد

⑮ مسـ
زوجہ — بنت الابن — ابن ابن الابن — اخت خیفیہ

⑯ مسـ
زوج — بنت ۱ — بنت الابن — ابن ابن الابن — اب

⑰ مسـ
زوجہ — بنات ۵ — بنت الابن — ابن ابن الابن — جد

⑱ مسـ
زوج — بنت ابن الابن — ابن الابن — اب

⑧ **اختِ عینیہ:** جو بہن باپ اور ماں دونوں طرف سے ہو اس کو "اخت عینیہ" اور "اخت لأب وأم" کہتے ہیں۔ اس کے احکام یہ ہیں۔

① میت کا اب، جد اور مذکر اولاد میں سے کوئی موجود ہو تو اخت عینیہ محروم ہوگی۔

② محروم کرنے والے مذکورہ بالا تینوں میں سے کوئی نہ ہو اور میت کا اخ عینی موجود ہو تو وہ خود بھی عصبہ ہوتا ہے اور اخت عینیہ کو بھی عصبہ بنا دیتا ہے۔ اس صورت میں ذوی الفروض کے حصے نکالنے کے بعد بچا ہوا مال ان میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ اخ عینی کو اخت عینیہ سے دوگنا حصہ ملے۔

③ محروم کرنے والے مذکورہ تینوں میں سے کوئی نہ ہو اور میت کی مؤنث اولاد موجود ہو تو بھی اخت عینیہ عصبہ ہوگی۔ مگر مؤنث اولاد کا خود عصبہ ہونا ضروری نہیں۔

④ میت کے اخ عینی، مؤنث اولاد، اب، جد اور مذکر اولاد میں سے کوئی نہ ہو اور اخت عینیہ ایک ہو تو اس کو نصف دیا جاتا ہے۔

⑤ ان پانچوں (اب، جد، مذکر اولاد، اخ عینی اور مؤنث اولاد) میں سے کوئی نہ ہو اور اخت عینیہ ایک سے زیادہ ہو تو ان کو ثلثان دیا جاتا ہے۔

⑨ **اخت علاتیہ:** جو بہن صرف باپ کی طرف سے ہو اس کو "اخت علاتیہ" اور "اخت لأب" کہتے ہیں۔ اس کے احکام یہ ہیں۔

① درج ذیل میں سے کسی ایک کے موجود ہوتے ہوئے اخت علاتیہ محروم ہوتی ہے۔

(۱) اب (۲) جد (۳) مذکر اولاد (۴) اخ عینی (۵) عصبہ بننے والی اخت عینیہ۔

ایسی اخت عینیہ جو فرض والی ہو، عصبہ نہ ہو اس کی وجہ سے اخت علاتیہ کا محروم ہونا ضروری نہیں۔ اس کا حکم آگے آئے گا۔

② مذکورہ پانچوں میں سے کوئی نہ ہو اور میت کا اخ علاتی ہو تو وہ خود بھی عصبہ ہوتا ہے اور اخت علاتیہ کو بھی عصبہ بنا دیتا ہے

③ مذکورہ پانچوں میں سے کوئی نہ ہو اور میت کی مؤنث اولاد ہو تو بھی اخت علاتیہ عصبہ ہوتی ہے، مگر مؤنث اولاد کا خود عصبہ ہونا ضروری نہیں۔

④ مذکورہ پانچوں میں سے کوئی نہ ہو اور میت کی اخت عینیہ فرض والی (نہ کہ عصبہ بننے والی) ایک ہو تو اخت علاتیہ کو سدس ملتا ہے۔ اخت عینیہ ایک سے زیادہ ہوں تو اخت علاتیہ فرض سے محروم ہوتی ہے، تاہم فرض والی اخت عینیہ ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں اخت علاتیہ کبھی عصبہ بن سکتی ہے

⑤ اخت علاتیہ کو محروم کرنے والے مذکورہ پانچ ورثہ نہ ہوں اور نہ ہی میت کا اخ علاتی، میت کی مؤنث اولاد اور فرض والی اخت عینیہ ہو تو اخت علاتیہ کو ایک ہونے کی صورت میں نصف اور ایک سے زیادہ ہونے کی صورت میں ثلثان دیا جاتا ہے۔ اس پوری تفصیل سے اخت علاتیہ کے تمام احکام واضح ہو گئے ہیں۔ البتہ ایک بات کی اچھی طرح وضاحت ضروری ہے۔ وہ یہ کہ اخت عینیہ کبھی فرض والی ہوتی ہے اور کبھی عصبہ ہوتی ہے۔ دونوں طرح کی اخت عینیہ کا اخت علاتیہ پر اثر جدا ہوتا ہے۔ اخت عینیہ اگر عصبہ ہو تو اخت علاتیہ میراث سے محروم ہوتی ہے۔ خواہ اخت عینیہ ایک ہو یا زیادہ ہوں۔

جیسے

مسئلہ ۴

زوج	بنت	اخت عینیہ	اخت علاتیہ
ربع	نصف	ع	م
۱	۲	۱	

یہاں اخت عینیہ ایک ہے اور مؤنث اولاد کی وجہ سے عصبہ ہے۔ اس کی وجہ سے اخت علاتیہ میراث سے محروم ہے۔ اور اگر اخت عینیہ فرض والی ہو تو اس کا اخت علاتیہ پر اثر حالت نمبر۴ میں بیان کیا گیا ہے۔

⑩ **اخت خیفیہ**: اخت خیفیہ کے احکام اخ خیفی کی طرح ہیں جس کی تفصیل گذر چکی ہے۔

مشق نمبر۷

تخریج کریں۔

① مسئلہ
زوج — اخ عینی — اخت عینیہ

② مسئلہ
زوجہ — بنت — اخت عینیہ ۳

③ مسئلہ
زوج — اخت عینیہ — اب

④ مسئلہ
زوجہ — اخت عینیہ — جد

⑤ مسئلہ
زوج — ابن — بنت — اخت عینیہ

⑥ مسئلہ
زوج — اخ عینی — اخت عینیہ — اب

⑦ مسئلہ
زوجہ — اخت عینیہ ۱

⑧ مسئلہ
زوج — اخت عینیہ ۲

⑨ مسئلہ
زوج — اخ علاتی — اخت علاتیہ — اب

⑩ مسئلہ
زوجہ — ابن الابن — اخت علاتیہ

⑪ مسئلہ
زوج — ابن الابن — بنت الابن — اخت علاتیہ

⑫ مسئلہ
زوج — بنت الابن — اخت علاتیہ

⑬ مسئلہ
زوجہ — اخ علاتی — اخت علاتیہ

⑭ مسئلہ
زوج — ابن البنت — اخت علاتیہ ۱

⑮ مسئلہ
زوج — اخت علاتیہ ۳

⑯ مسئلہ
زوجہ — بنت — اخت عینیہ — اخت علاتیہ

⑰ مسئلہ
زوج — اخ عینی — اخت عینیہ — اخت علاتیہ

⑱ مسئلہ
زوج — اخت عینیہ ۱ — اخت علاتیہ

⑲ مسئلہ
زوج — اخت عینیہ ۲ — اخت علاتیہ

⑳ مسئلہ
زوج — اخت عینیہ ۲ — اخ علاتی — اخت علاتیہ

⑪ **ام**: اس کے تین حال ہیں۔

① میت کی اولاد میں سے کوئی ایک موجود ہو، یا میت کے کسی قسم کے دو بھائی، بہن موجود ہوں۔ خواہ دونوں بھائی ہوں یا دونوں بہنیں یا بھائی، بہن مخلوط۔ ایسے ہی خواہ عینی ہوں یا علاتی یا خیفی تو

اُم کو سدس دیا جاتا ہے۔

② میت کی نہ اولاد ہو نہ ہی کسی قسم کے دو بھائی، بہن ہوں اور میت کا باپ اور احدالزوجین (میاں بیوی میں سے ایک) ہو تو خاوند یا بیوی کا حصہ نکال کر باقی میں سے ثلث دیا جاتا ہے اس کو "ثلث مابقی بعد فرض احدالزوجین" کہتے ہیں۔

مثلاً میت

زوجہ	ام	اب
ربع	ثلث مابقی	ع
	۱	۲

[زوجہ کو ربع دیکر ۳ باقی رہے۔ ان کا ایک ثلث یعنی (۱) ام کو دے دیا گیا۔]

اگر باپ اور احدالزوجین دونوں مل کر نہ ہوں، بلکہ صرف باپ، ہو یا صرف احدالزوجین، تو حکم یہ نہ ہوگا۔ جیسے زوج، اخ عینی اور ام ہوں تو صرف زوج ہے اس کے ساتھ باپ نہیں، اس لئے ام کو مابقی کا ثلث نہیں بلکہ کل ترکے کا ثلث ملے گا۔ اسی طرح اگر مسئلے میں باپ اور ماں ہو تو بھی چونکہ ماں کے ساتھ صرف اب ہے۔ احدالزوجین نہیں اس لئے ام کو ثلث الکل ملے گا۔

③ پہلی دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو تو ام کو کل مال کا ثلث دیا جاتا ہے۔

ام کے احکام کا خلاصہ یہ ہے۔

۱۔ سدس — جبکہ [اولاد میں سے کوئی ایک ہو / یا / کسی قسم کے بھائی یا بہن میں سے دو ہوں]

۲۔ احدالزوجین کا حصہ نکالنے کے بعد باقی کا ثلث جبکہ یہ شرائط ہوں۔

① اولاد میں سے کوئی نہ ہو۔

② کسی قسم کے بھائی، بہن میں سے دو نہ ہوں

③ احدالزوجین بھی ہو اور اب بھی ہو۔

۳۔ کل ترکے کا ثلث ——— جبکہ پہلی دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو۔

④ **جدہ**: جدہ کا حکم معلوم کرنے سے پہلے چند امور ذہن نشین کر لئے جائیں۔

① باپ اور ماں دونوں کی بالواسطہ یا بلاواسطہ امہات کو جدہ کہتے ہیں۔ باپ کی بلاواسطہ یا بالواسطہ

امہات کو "جدہ ابویہ" کہتے ہیں، جیسے بلاواسطہ کی مثال ام الاب اور بالواسطہ کی مثال ام ام الاب یا ام اب الاب وغیرہ اور ماں کی بلاواسطہ یا بالواسطہ امہات کو "جدہ امویہ" کہتے ہیں۔ جیسے ام الام یا ام ام الام یا ام اب الام وغیرہ

② جدہ کی دو قسمیں ہیں (۱) جدّہ صحیحہ (۲) جدّہ فاسدہ۔

جدّہ صحیحہ جس کا میت کے ساتھ رشتہ منسلک ہونے میں جد فاسد کا واسطہ نہ ہو۔ لہٰذا دو صورتوں میں جدّہ صحیحہ ہوتی ہے۔ ① کسی جد کا واسطہ ہی نہ ہو جیسے ام الأم یا ام الأب، ② اگر جد کا واسطہ ہو تو جد صحیح کا ہو، فاسد کا نہ ہو۔ جیسے ام اب الأب (دادے کی ماں) یہاں اب الأب (دادے) کا واسطہ ہے اور وہ جد صحیح ہے۔

جدّہ فاسدہ: جس کا میت کے ساتھ رشتہ منسلک ہونے میں کسی جد فاسد کا واسطہ ہو۔ جیسے ام اب الأم (نانے کی ماں) یہاں اب الأم (نانے) کا واسطہ ہے جو فاسد ہے۔

③ جدات کبھی درجۂ قرابت میں مساوی ہوتی ہیں اور کبھی مختلف ہوتی ہیں۔ اگر ان کے میت کے ساتھ منسلک ہونے کے واسطے برابر ہوں تو وہ درجۂ قرابت میں مساوی کہلاتی ہیں۔ جیسے ام الأم اور ام الأب مساوی ہیں، اس لئے کہ دونوں میں واسطہ ایک ہی ہے۔ اگر واسطے کم و بیش ہوں تو وہ درجۂ قرابت میں مختلف ہوتی ہیں۔ جس کے واسطے کم وہ "قربیٰ" اور جس کے واسطے زیادہ وہ "بعدیٰ" کہلاتی ہے۔ جیسے ام الأب اور ام اب الأب میں سے پہلی قربیٰ اور دوسری بعدیٰ ہے۔

④ کبھی ایک ہی عورت کسی کی ایک سے زیادہ جہتوں سے بھی جدہ بن سکتی ہے۔

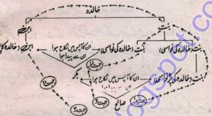
مثلاً خالدہ کے پوتے کا نکاح خالدہ کی نواسی سے ہوا اور اُن سے لڑکا (بکر) پیدا ہوا تو خالدہ بکر کی دو جہتوں سے جدہ ہے وہ اس کی اُم اُم الأم (ماں کی نانی) بھی ہے اور اُم اَب الأب (باپ کی دادی) بھی ہے۔ دُوسرے لفظوں میں یہ بکر خالدہ کا پڑنواسہ بھی ہے اور پڑپوتا بھی۔

پھر مثلاً اسی بکر کا نکاح خالدہ کی نواسی کی لڑکی سے ہوا اور ان سے لڑکا صالح پیدا ہوا تو یہی خالدہ اس لڑکے کی تین جہات سے جدہ ہے۔ ① یہ اس کی والدہ کی پڑنانی ہے۔ ② یہ اس کے

باپ (بکر) کی پڑنانی ہے۔ (۳) یہ اُس کے باپ (بکر) ہی کی پڑدادی بھی ہے۔

(اس مثال کو درج ذیل نقشے سے سمجھنے کی کوشش کریں) ——— علیٰ ھٰذا القیاس ایک ہی عورت اس سے بھی زیادہ جہات سے جدّہ بن سکتی ہے۔

(نقشہ)



جدّہ کا حکم: ان امور کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جدّہ کا حکم یہ ہے کہ جدّہ کا حصہ سدس ہے خواہ ایک ہو یا زیادہ ہوں، ابویہ ہوں یا امویہ۔ لیکن سدس دینے کے لئے درج ذیل قواعد کا لحاظ ضروری ہے۔

(۱) سدس صرف جدات صحیحہ کو دیا جاتا ہے۔ جدات فاسدہ ذوی الفروض میں سے نہیں، بلکہ ذوی الارحام میں سے ہیں، جن کا حکم آگے آئے گا۔

(۲) بعض صورتوں جدہ صحیحہ سدس سے محروم بھی ہوتی ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

(الف) میت کی ماں کے ہوتے ہوئے جدہ امویہ اور جدہ ابویہ دونوں محروم ہوتی ہیں۔

(ب) میت کے باپ کے ہوتے صرف جدّہ ابویہ محروم ہوتی ہے۔ جدہ امویہ باپ کی وجہ سے محروم نہیں ہوتی۔

(ج) جد کی وجہ سے صرف وہ جدہ ابویہ محروم ہوتی ہے جس کا رشتہ اسی جد کے واسطہ سے منسلک ہو مثلاً ام اب الأب کی وجہ ام اب الأب محروم ہوگی۔ جد کی وجہ سے جدہ امویہ یا ایسی جدہ ابویہ جس کے لئے یہ جد واسطہ نہ ہو محروم نہیں ہوتیں۔ مثلاً اب الأب کی وجہ سے ام الأب محروم نہ ہوگی، اس لئے کہ واسطہ اب کا ہے نہ کہ اب الأب کا۔

③ کئی جدات صحیحہ درجۂ قرابت میں مختلف ہوں تو ان میں سے جو بھی قربیٰ ہے خواہ امویہ ہو خواہ ابویہ اس کی وجہ سے بُعدیٰ محروم ہوگی خواہ وہ بعدیٰ ابویہ ہو یا امویہ جیسے ام الأم اور ام ام الأم میں سے پہلی (امویہ) کی وجہ سے دوسری (امویہ) محروم ہوگی، ام الأم اور ام أم الاب میں سے پہلی (امویہ) کی وجہ سے دوسری (ابویہ) محروم ہوگی، ام الأب اور ام ام الأم میں سے پہلی (ابویہ) کی وجہ سے دوسری (امویہ) محروم ہوگی۔ الغرض ترجیح ابویہ یا امویہ ہونے کی بنا پر نہیں بلکہ قرب کی بنا پر ہے۔ قرب ابویہ میں ہوگا تو اس کو ترجیح دی جائے گی اور قرب امویہ کو ہوگا تو اس کو ترجیح ہوگی۔

④ قربیٰ خود کسی وجہ سے محروم ہو رہی ہو تو بھی بعدیٰ بہرحال اس کی وجہ سے محروم ہو جائے گی۔ جیسے کسی کے ورثہ میں ام الأب اور ام ام الأم ہوں اور اس کا باپ بھی ہو تو باپ کی وجہ سے ام الأب خود محروم ہوگی اور اس کے قربیٰ ہونے کی وجہ سے ام ام الأم بھی محروم ہوگی۔

⑤ بتایا جا چکا ہے کہ ایک سے زیادہ جدات صحیحہ کو بھی سدس ہی دیا جاتا ہے۔ پھر اگر وہ جہتِ قرابت میں مساوی ہوں تو بالاتفاق یہ سدس ان میں برابر تقسیم ہوگا۔ اگر جہت قرابت میں مختلف ہوں مثلاً ایک جدہ کا رشتہ ایک جہت سے ہو اور دوسری کا دو جہت سے (اور کئی جہات سے رشتہ ہونے کی وضاحت اُوپر نمبر ۴ میں ہو چکی ہے) تو اس صورت میں اختلاف ہے۔ امام محمدؒ کا مذہب یہ ہے کہ اب سدس برابر تقسیم نہیں ہوگا۔ بلکہ جہات کے اعتبار سے تقسیم ہوگا۔ یعنی تمام جدات کی کل جتنی جہات ہیں سدس کے اتنے حصے کر کے ہر جدہ کو اتنے حصے دیئے جائیں جتنی جہات سے وہ جدہ بن رہی ہو۔ مثلاً دو جدہ میں سے ایک جہت واحدہ سے جدہ ہو اور دوسری دو جہتوں سے جدہ ہو تو کل جہات تین ہوئیں۔ سدس کے تین حصے کر کے جہت واحدہ والی کو ایک حصہ اور دو جہتوں والی کو دو حصے دیئے جائیں گے۔ امام ابو یُوسفؒ کے ہاں جہاتِ قرابت میں کمی، بیشی کا کوئی اعتبار نہیں، ان کے ہاں کمی، بیشی کی صورت میں بھی سدس برابر تقسیم ہوگا۔ مفتیٰ بہ امام ابو یُوسف رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہی ہے۔

مشق نمبر ۸

الف: کونسی جدہ صحیحہ اور پھر جدہ صحیحہ ابویہ ہے یا امویہ؟

① ام الأب ② ام الأم ③ ام ام الأب ④ ام اب الأب ⑤ ام ام الأم
⑥ ام اب الأم ⑦ ام اب اب الأم ⑧ ام اب ام الأم ⑨ ام اب اب الأب

ب: ہر نمبر میں لکھی ہوئی جدات درجۂ قرابت میں مساوی ہیں یا مختلف؟ اگر مختلف ہیں تو قربیٰ کونسی ہے؟

① ام الأب ، ام الأم ② ام اب الأب ، ام الأم
③ ام ام الأم ، ام اب الأب ④ ام ام الأم ، ام الأب ، ام اب الأب

ج: ہر نمبر میں جدات کے ساتھ جد لکھا گیا ہے، جو جدہ اس جد کی وجہ سے محروم ہو اس کے نیچے "م" لکھیں۔

① اب الأب ، ام الأب ، ام الأم ، ام اب الأب۔
② اب الأب ، ام ام الأب ، ام الأم ، ام اب اب الأب
③ اب اب الأب ، ام اب الأب ، ام الأب
④ اب اب الأب ، ام ام الأب ، ام اب اب الأب ، ام اب اب الأب ، ام اب الأب

د: تخریج کریں۔

① میت: زوج ، بنت ا ، ام ، جدہ
② میت: زوج ، ابن ، اب ، ام
③ میت: زوجہ ، اخ حقیقی ، اخت عینیہ ، ام
④ میت: زوج ، اخت علاتیہ ۲ ، ام
⑤ میت: زوج ، اخت عینیہ ا ، اخت علاتیہ ، ام
⑥ میت: زوج ، اب ، ام
⑦ میت: زوج ، بنت الابن ، ام الأم ، ام الأب
⑧ میت: زوجہ ، ام الأم ، ام الأب ، ام
⑨ میت: زوج ، ام ام الأم ، ام الأب ، اب
⑩ میت: زوج ، ام الأم ، ام الأب ، اب الأب
⑪ میت: زوجہ ، ام الأم ، ام اب الأب
⑫ میت: زوج ، ام الأب ، ام ام الأم

باب "عصبات" کا بیان نمبر ۲

پہلے عصبات کے متعلق ضروری اصطلاحات و معلومات لکھی جاتی ہیں، پھر ان کی روشنی میں عصبات کی توریث (وارث بنانے) کے اصول لکھے جائیں گے۔

عصبہ: ایسا وارث جس کا فرض مقرر نہ ہو، ذوی الفروض نہ ہونے کی صورت میں جمیع ترکہ کا اور ذوی الفروض ہونے کی صورت میں بقیہ ترکہ کا مستحق ہو۔

عصبہ کی دو قسمیں ہیں ① عصبہ نسبیہ ② عصبہ سببیہ۔ عصبہ نسبیہ کی تین قسمیں ہیں۔ ① عصبہ بنفسہ ② عصبہ بغیرہ ③ عصبہ مع غیرہ۔ عصبہ سببیہ کا بیان آگے آرہا ہے۔

عصبہ بنفسہ: میت کا ایسا مذکر رشتہ دار جس کا میت کے ساتھ رشتہ صرف عورت کے ذریعہ سے نہ ہو۔ مؤنث عصبہ بنفسہ نہیں ہوتا ہے جیسے ام اور ایسا مذکر جس کا رشتہ صرف عورت کے ذریعے سے ہو عصبہ بنفسہ نہیں ہوتا۔ جیسے اب الأم (نانا)، ابن البنت (نواسہ) اور اخ خیفی وغیرہ جو خود بھی مذکر ہو اور اس کا رشتہ میت کے ساتھ یا تو بلا واسطہ ہو یا بالواسطہ ہو تو صرف مرد کے ذریعے سے ہو یا مرد و عورت دونوں کے ذریعے سے ہو وہ عصبہ بنفسہ ہے۔ جیسے ابن (بلا واسطہ)، اخ علاتی (صرف مرد یعنی اب کا واسطہ) اخ عینی (مرد (باپ) اور عورت (ماں) دونوں کا واسطہ)

اس عصبہ بنفسہ کی چار اصناف ہیں۔ ① جزء المیت، یعنی میت کے فروع۔ بیٹا، پوتا وغیرہ۔ یہ صنف اول ہے۔ ② اصل المیت، یعنی میت کے اصول۔ باپ دادا وغیرہ۔ یہ صنف ثانی ہے۔ ③ جزء اب المیت، میت کے باپ کے فروع یعنی بھائی اور ان کی اولاد، بھتیجے وغیرہ۔ یہ صنف ثالث ہے۔ ④ جزء جد المیت، جد قریب یا جد بعید کے فروع

جیسے دادے کا بیٹا یعنی چچا اور اس کی اولاد یا پردادے کا بیٹا یعنی باپ کا چچا اور اس کی اولاد۔ یہ صنف رابع ہے۔

کبھی میت کے عصبہ بنفسہ ایک سے زیادہ ہوتے ہیں اور ان میں کچھ فرق بھی ہوتا ہے۔ فرق تین طرح کا ہوتا ہے۔

مثلاً ① ابن ، اب ، اخ

② اب ، جد

③ اخ عینی ، اخ علاتی

پہلی مثال میں تین عصبات ہیں اور ان میں فرق یہ ہے کہ ہر عصبہ الگ صنف کا ہے۔ ابن صنف اوّل اور اب صنف ثانی اور اخ صنف ثالث سے ہے۔ ایسے فرق کو "جہت عصوبت کے فرق" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مذکورہ چار اصناف میں سے ہر پہلی صنف کا عصبہ بعد والی اصناف کے عصبہ سے باعتبار جہت کے اقرب کہلائے گا۔

دوسری مثال میں دونوں عصبہ ایک ہی صنف سے تو ہیں (یعنی صنف ثانی سے) مگر اس کے باوجود ان میں فرق یہ ہے کہ اب بلا واسطہ عصبہ ہے اور جد ایک واسطے سے۔ واسطوں کی کمی بیشی کے فرق کو "درجہ قرابت کے فرق" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ کم واسطے والا زیادہ واسطے والوں سے باعتبار درجہ کے اقرب کہلائے گا۔

تیسری مثال میں صنف بھی ایک ہے (صنف ثالث)، اور درجہ بھی برابر ہے، اس لئے کہ دونوں اب المیت کے براہِ راست بیٹے ہیں، مگر ان میں فرق یہ ہے کہ ایک باپ اور ماں دونوں طرف سے رشتہ دار ہے اور دوسرا صرف باپ کی طرف سے عینی یا علاتی ہونے کے اس فرق کو "قوۃ قرابت کے فرق" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ دو طرف سے منسوب ہونے والا ایک طرف سے منسوب ہونے والے سے باعتبار قرابت کے اقوی کہلاتا ہے۔

فرق کی یہ تین نوعیتیں اچھی طرح ذہن نشین کرلی جائیں، عصبات کے احکام میں ان کا استحضار

ضروری ہوگا۔

عصبہ بغیرہ: ذوی الفروض میں سے وہ عورتیں جن کا فرض نصف یا ثلثان ہے اور وہ اپنے بھائی کی وجہ سے عصبہ بن جاتی ہیں۔ "عصبہ بغیرہ" ہیں۔ وہ چار ہیں۔ ① بنت صلبیہ ② بنت الابن ③ اخت عینیہ ④ اخت علاتیہ۔ ایسی عورتیں جو ذوی الفروض میں سے نہیں ہیں وہ اپنے بھائیوں کے ساتھ عصبہ نہیں بنتیں۔ جیسے پھوپھی اپنے بھائی یعنی چچا کے ساتھ عصبہ نہیں ہوگی، اکیلا چچا ہی عصبہ ہوگا۔

عصبہ مع غیرہ: وہ عورت جو کسی عورت کی وجہ سے عصبہ بنے، جیسے اخت عینیہ اور اخت علاتیہ مؤنث اولاد کی وجہ سے عصبہ بنتی ہیں۔

عصبہ سببیہ میت کے معتق (آزاد کرنے والے) کو عصبہ سببیہ کہتے ہیں، خواہ معتق مذکر ہو یا مؤنث

عصبات کی توریث کا طریقہ:

عصبات کی توریث کے قواعد پہلے مثالوں کی مدد سے سمجھائے جاتے ہیں۔ ساتھ، ساتھ یاد کرنے کے لئے ان قواعد کا ملخص بھی پیش کر دیا جائے گا۔

① اگر میت کے ورثہ میں ذوی الفروض ہوں تو سب سے پہلے ان کو فرائض دیئے جاتے ہیں۔ فرائض دے کر جو مال بچے وہ عصبات کو دیا جاتا ہے۔ ذوی الفروض نہ ہونے کی صورت میں سارا ترکہ عصبات کو دیا جاتا ہے۔

② مثال: (۱) مسـ

زوج	ابن	اب	معتق
ربع	ع	سدس	م

(۲) مسـ

زوج	بنت	اخت عینیہ	معتق
ربع	نصف	ع	م

ان دو مثالوں میں سے پہلی مثال میں عصبہ بنفسہ (ابن) کی وجہ سے اور دوسری مثال میں

عصبہ بغیرہ کی وجہ سے معتق کو محروم قرار دیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ:

"کسی بھی قسم کے عصبہ نسبیہ کے ہوتے ہوئے
معتق (عصبہ سببیہ) محروم ہوتا ہے۔"

③ مثال: (۱) میت

زوج	ابن	اب
ربع	ع	سدس

(۲) میت

زوج	اب	اخ عینی
نصف	ع	م

(۳) میت

زوج	اخ عینی	عم
نصف	ع	م

تینوں مثالوں میں عصبہ نسبیہ ایک سے زیادہ ہیں اور ہر مثال میں دیئے گئے عصبات میں جہت عصوبت کا فرق ہے۔ پہلی مثال میں ابن صنف اوّل سے اور اب صنف ثانی سے ہے۔ ابن جہۃً اقرب اور اب جہۃً ابعد ہے۔ دوسری مثال میں اب صنف ثانی سے اور اخ عینی صنف ثالث سے ہے۔ یہاں اب جہۃً اقرب اور اخ عینی ابعد ہے۔ تیسری مثال میں اخ عینی صنف ثالث سے اور عم صنف رابع سے ہے۔ یہاں اخ عینی جہۃً اقرب اور عم جہۃً ابعد ہے۔ ہر مثال میں باعتبار جہت کے اقرب کو وارث بنا کر باعتبار جہت کے ابعد کو تعصیب سے محروم رکھا گیا ہے، معلوم ہوا کہ:

"ایک سے زیادہ عصبات میں فرق ہونے کی صورت میں سب سے پہلے
جہت عصوبت کا فرق دیکھ کر قرب جہت والے کو ترجیح ہوتی ہے"

مثال: (۱) میت

زوج	ابن	ابن الابن
ربع	ع	م

میت

زوج	اب	جد
نصف	ع	م

میت

زوج	اخ عینی	ابن اخ عینی (بھتیجا)
نصف	ع	م

میت

زوج	عم	ابن العم
نصف	ع	م

پہلی مثال میں دیئے گئے دونوں عصبات ایک ہی صنف یعنی جزء المیت سے ہیں، دُوسری مثال میں دونوں اصل المیت سے، تیسری میں دونوں جزء اب المیت سے اور چوتھی میں دونوں جزء جد المیت سے ہیں۔ ہر مثال میں دیئے گئے عصبات چونکہ ایک ہی صنف کے ہیں، اس لئے کسی مثال میں بھی جہتِ عصوبت کا فرق نہیں ہے، البتہ درجے کا فرق ہر مثال میں ہے، پہلی مثال میں ابن درجۃً اقرب ہے اور ابن الابن ابعد ہے، دُوسری میں اب اقرب اور جد ابعد ہے۔ تیسری میں اخ عینی اقرب اور بھتیجا ابعد ہے اور چوتھی میں عم اقرب اور ابن العم ابعد ہے۔ ہر مثال میں اقرب کی وجہ سے ابعد کو محروم کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا کہ:

"ایک سے زیادہ عصبات جہتِ عصوبت میں برابر ہوں تو درجۂ قرابت کا فرق دیکھ کر اقرب کی وجہ سے ابعد کو محروم کیا جاتا ہے۔"

مثال: میت

زوجہ	اخ عینی	اخ علاتی
ربع	ع	م

یہاں دونوں عصبے جہتِ عصوبت میں بھی برابر ہیں یعنی ایک ہی صنف سے ہیں اور درجۂ قرابت میں بھی برابر ہیں کہ دونوں اب المیت کی بلاواسطہ اولاد ہیں، البتہ قوۃ قرابت کا فرق ہے، اکما تر، اخ عینی اخ علاتی سے اقویٰ ہے، اخ عینی کو عصبہ بنا دیا گیا اور اخ علاتی کو محروم کر دیا گیا، معلوم ہوا کہ:

"ایک سے زیادہ عصبات جہت اور درجے میں برابر ہوں تو قوۃ قرابت کو دیکھ کر اقویٰ کی وجہ سے اضعف کو محروم کیا جاتا ہے"

مثال: میت

زوج	ابن	ابن	ابن
ربع	ع		

یہاں تینوں عصبات میں نہ جہت کا فرق ہے، نہ درجہ کا اور نہ ہی قوۃ قرابت کا، چونکہ یہ ہر اعتبار سے برابر ہیں، اسی لئے تینوں وارث ہوں گے معلوم ہوا کہ:

"عصبہ نسبیہ ایک سے زیادہ ہوں تو سب سے پہلے ترجیح قرب جہت کی بناپر ہوگی، جہت میں برابر ہونے کی صورت میں ترجیح قرب درجہ کی بناپر ہوگی، درجے میں برابر ہونے کی صورت میں ترجیح قوۃ قرابت کی بناپر ہوگی، قوۃ قرابت میں بھی برابر ہوں تو سب وارث ہوں گے۔"

④ مثال: مـــ

زوج	بنت	اخت عینیہ	اخ علاتی
ربع	نصف	ع	م

یہاں اخت عینیہ عصبہ مع غیرہ میں سے ہے اور اخ علاتی عصبہ بنفسہ میں سے ہے اخت عینیہ قرابۃً اقوی ہے، اخ علاتی اضعف ہے عصبہ بنفسہ کو عصبہ مع غیرہ پر ترجیح دے کر اخ علاتی کی وجہ سے اخت عینیہ کو محروم نہیں کیا گیا، بلکہ اخت عینیہ کو قوۃ قرابت کی بنا پر عصبہ بنا کر اخ علاتی کو محروم کیا گیا ہے، معلوم ہوا کہ:

"عصبہ بنفسہ، عصبہ بغیرہ اور عصبہ مع غیرہ جمع ہو جائیں تو ترجیح عصبہ بنفسہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوگی، بلکہ قرب جہت، قرب درجہ یا قوۃ قرابت کی وجہ سے ہوگی۔ اگر جہت، درجے اور قوۃ قرابت میں برابر ہوں تو سب عصبہ ہوں گے۔"

مشق نمبر ۹

(ا) ہر عصبہ کے نیچے لکھیں کہ عصبہ کی کونسی قسم ہے۔ عصبہ بنفسہ ہونے کی صورت میں کون سی صنف ہے؟

① مـــــــــــــــــــــــــــــــ

زوج	بنت	ابن	ام

② مـــــــــــــــــــــــــــــــ

زوج	ابن الابن	اخ عینی	جدہ

③ مـــــــــــــــــــــــــــــــ

زوج	بنات ۳	بنت الابن	ابن ابن الابن

④ مـــــــــــــــــــــــــــــــ

زوجہ	بنت ا	بنت الابن	ابن ابن الابن

(۵) میت
زوج — اخ خیفی — جد

(۶) میت
زوج — اخ عینی — اخ خیفی

(۷) میت
زوج — ابن اخ عینی — عم

(۸) میت
زوج — اخت عینیہ — اخ عینی

(ب) ہر مثال میں دیئے گئے عصبات میں فرق ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیا؟

(۱) میت
ابن — اب

(۲) میت
اب — عم

(۳) میت
اخ عینی — اخ علاتی

(۴) میت
اخ عینی — ابن اخ عینی

(۵) میت
ابن — ابن ابن الابن

(۶) میت
اخ علاتی — ابن العم

(ج) تخریج کرکے ہر وارث کو اس کا حصہ دیں۔

(۱) میت
زوج — بنت ۱ — ابن — اب

(۲) میت
زوجہ — ابن — ابن — اخ عینی — جدہ

(۳) میت
زوج — بنت ۳ — اب — جد

(۴) میت
زوجہ — اخت عینیہ — اخ عینی — اخ علاتی

(۵) میت
زوج — بنت — اب الاب — اب اب الاب

(۶) میت
زوج — بنت الابن — ابن الابن — ابن ابن الابن

(۷) میت
زوج — بنت — اخت علاتیہ — ابن اخ علاتی

(۸) میت
زوجہ — بنت — اخت عینیہ — عم

(۹) میت
زوج — بنت — ابن — عم

عصبہ سببیہ کی توریث کا طریقہ

(۱) عصبہ نسبیہ کی تین قسموں میں سے کسی قسم کا بھی عصبہ موجود ہو تو عصبہ سببیہ محروم ہوتا ہے۔ عصبہ نسبیہ نہ ہو تو میت کا معتق عصبہ ہوتا ہے۔ معتق خواہ مرد ہو یا عورت۔

(۲) معتق موجود نہ ہو، میت سے پہلے ہی انتقال کر گیا ہو تو معتق کے عصبہ بنفسہ کو وارث بنایا جائے گا۔ معتق کے عصبہ بنفسہ کئی ہوں تو حسب ضابطۂ بالا پر پہلی صنف والے کی وجہ سے بعد کی صنف والا محروم ہوگا۔ ایک ہی صنف کے کئی ہوں تو ترجیح قرب درجہ کی بنا پر ہوگی مثلاً

میت
زوج — بنت — ابن المعتق — ابن ابن المعتق
ربع — نصف — ع — م

میت
زوج — اخ خیفی — اخ المعتق — ابن اخ المعتق
نصف — سدس — ع — م

(ترجیح قرب درجہ کی بنا پر ہے۔)

مسـ ــــــــــــــــــــــ (ترجیح قرب جہت کی بنا پر ہے)

زوجہ	اخت خیفیہ ۳	اخ المعتق	عم المعتق
ربع	ثلث	ع	م

③ اگر معتِق نہ ہو، معتَق کا بیٹا اور باپ دونوں ہوں تو ضابطہ بالا کے مطابق چونکہ بیٹا صنفِ اول سے اور باپ صنفِ ثانی سے ہے، اس لئے ذوی الفروض سے بچا ہوا ترکہ بطور تعصیب کے بیٹے کو ملنا چاہیئے اور معتق کے باپ کو کچھ نہیں ملنا چاہیئے۔ طرفین اس صورت میں بھی اسی ضابطے کے مطابق عمل کے قائل ہیں، یعنی ابن المعتق کی وجہ سے اب المعتق محروم ہوگا، لیکن امام ابو یوسف رح کے ہاں صرف یہ صورت اس قاعدے سے مستثنیٰ ہے۔ ان کے ہاں ذوی الفروض سے بچے ہوئے ترکے کا سدس اب المعتق کو ملے گا اور باقی ابن المعتق کو دیا جائے گا۔

④ معتِق کا عصبہ بنفسہ نہ ہو تو معتِق کے معتِق کو وارث بنایا جائے گا۔ اگر یہ بھی نہ ہو تو اس کے عصبہ بنفسہ کو، یہ بھی نہ ہو تو معتِق المعتِق کے معتِق کو۔ علیٰ ہٰذا القیاس سلسلہ چلتا جائے گا خواہ معتِق المعتِق یا اس کا معتِق مرد ہو یا عورت ہو۔

⑤ معتِق کے ذوی الفروض وارث نہیں ہوں گے۔ جیسے زوجۃ المعتق، ام المعتق، جدۃ المعتق وغیرہ

⑥ معتِق کے عصبہ بغیرہ یا مع غیرہ بھی وارث نہیں ہوتے۔ جیسے

مسـ ــــــــــــــــــــــ

زوجہ	اخت خیفیہ	اخ المعتق	اخت المعتق
ربع	سدس	ع	م

یہاں معتِق کی بہن عصبہ بغیرہ ہے، یہ وارث نہیں ہوگی صرف عصبہ بنفسہ (اخ) وارث ہوگا۔[1]

⑦ کسی غلام یا باندی کا معتِق وہ شمار ہوگا جس کی ملکیت میں وہ آزاد ہوا ہو، خواہ اپنے اختیار سے آزاد کیا ہو یا اضطراراً آزاد ہو گیا ہو، جیسے کسی نے اپنے ذو رحم محرم کو خریدا اور وہ آزاد ہو گیا۔

اگر کئی مالکوں کی ملکیت میں آزاد ہوا ہو تو سب عصبہ سببیہ ہوں گے، اگر ان کی ملکیت برابر ہو تو برابر وارث ہوں گے۔ اگر ملکیت کم و بیش ہو تو ہر شخص بقدر ملک وارث ہوگا۔ یعنی جس شخص کا جتنا ملک ہوگا، میراث میں سے اس کا اتنا ہی حصہ ہوگا۔

مثال: ایک غلام کی تین آزاد بیٹیوں میں سے دو نے پچاس دینار کے بدلے میں اپنے

باپ کو خرید لیا، ان میں سے ایک نے بیس دینار اور دوسری نے تیس دینار دیئے۔ تیسری خریدنے میں شریک نہیں ہوئی۔ خریدنے سے وہ آزاد ہوگیا، آزاد ہونے کے بعد وہ غلام صرف ان تین کو چھوڑ کر فوت ہوا، اس کے ترکے میں سے ثلثان بطور فرض کے تینوں کو ملے گا۔ باقی خریدنے والی دو کو عصبہ ہونے کی بنا پر ملے گا، تیسری کو باقی میں سے کچھ نہیں ملے گا، اس لئے کہ وہ معتقہ نہیں ہے۔ باقی ترکہ پانچ حصوں میں تقسیم ہو کر ان میں سے تین حصے تیس دینار والی کو اور دو حصے بیس دینار والی کو ملیں گے، تاکہ ہر ایک کو بقدر ملک حصہ مل جائے، اس لئے کہ تیس دینار والی باپ کے تین خمس کی مالک تھی اور بیس دینا والی دو خمس کی مالک تھی۔

ا؎ اس تمام تفصیل سے یہ بات واضح ہوگئی کہ معتق کے ذوی الفروض اور عصبات نسبیہ کے نہ ہونے کی صورت میں معتق وارث ہوتا ہے خواہ مرد ہو یا عورت، اگر معتق نہ ہو تو معتق کے معتق کو وہ بھی خواہ مرد ہو یا عورت، اگر یہ بھی موجود نہ ہو تو معتق کا عصبہ بنفسہ وارث ہوتا ہے۔ معتق کا عصبہ مع غیرہ یا عصبہ بغیرہ اور ذوی الفروض وارث نہیں ہوتے۔ اور عصبہ بنفسہ مرد ہی ہوسکتا ہے۔ عورت عصبہ بنفسہ نہیں ہوتی۔ اس سے بات معلوم ہوگئی کہ ولاء کی وجہ سے عورت صرف اس وقت وارث ہوتی ہے، جبکہ اس نے میت کو آزاد کیا ہو یا اس کے کسی معتق نے آزاد کیا ہو۔ اس کے علاوہ عورت کے ولاء کی بنا پر وارث ہونے کی صورت نہیں۔ اس لئے کہ عورت یا ذوی الفروض میں سے ہوتی ہے یا عصبہ بغیرہ یا عصبہ مع غیرہ اور خود معتق کے موجود نہ ہونے کی صورت میں معتق کے ذوی الفروض، عصبہ مع غیرہ یا عصبہ بغیرہ میں سے کوئی بھی وارث نہیں ہوتا۔ اس اثر کا بھی یہی مطلب ہے جو مختلف صحابہؓ و تابعین سے الفاظ کے کچھ فرق کے ساتھ مروی ہے۔ "لیس للنساء من الولاء إلا ما أعتقن أو أعتق من أعتقن أو كاتبن أو كاتب من كاتبن أو دبرن أو دبر من دبرن أو جر ولاء معتقهن" (نصب الراية ص ج ۴) یعنی عورتوں کو ولاء کی بنا پر ان کے اپنے معتق یا معتق المعتق یا مکاتب یا مکاتب المکاتب یا مدبّر یا مدبّر المدبّر کی میراث ملے گی۔ عورتوں کو معتق نہ ہونے کی صورت میں معتق کے ذوی الفروض میں سے ہونے کی بنا پر مثلاً معتق کی زوجہ، اس کی بیٹی، ماں وغیرہ ہونے کی بنا پر یا اس کے عصبہ بغیرہ یا عصبہ مع غیرہ ہونے کی بنا پر کچھ نہیں ملے گا۔ آخری جملے میں "جر ولاء" کا ذکر ہے۔ اس کی تفصیل کتب فقہ میں کتاب الولاء میں دیکھی جاسکتی ہے۔

مشق نمبر ۱

(ا) تخریج کریں؟

① مسـ ـــــــــــــ
زوج بنت اخت علاتیہ معتق

② مسـ ـــــــــــــ
زوجہ بنت ابن معتق

③ مسـ ـــــــــــــ
زوج اخ خیفی اخت خیفیہ معتق

④ مسـ ـــــــــــــ
زوج بنت ام جدہ معتق

⑤ مسـ ـــــــــــــ
زوجہ اخت عینیہ ام المعتق ابن المعتق

⑥ مسـ ـــــــــــــ
زوج اخت علاتیہ اخت المعتق اخ المعتق

⑦ مسـ ـــــــــــــ
زوجہ اخ خیفی ابن المعتق اب المعتق

⑧ مسـ ـــــــــــــ
زوج ام عم المعتق ابن عم المعتق

⑨ مسـ ـــــــــــــ
زوجہ جدہ معتق کا اخ عینی معتق کا اخ علاتی

⑩ مسـ ـــــــــــــ
زوج ام جدہ معتقہ

⑪ مسـ ـــــــــــــ
زوج اخت عینیہ معتقۃ المعتق

⑫ مسـ ـــــــــــــ
زوجہ اخت علاتیہ معتق المعتق

⑬ مسـ ـــــــــــــ
زوج جدہ معتق المعتق

⑭ مسـ ـــــــــــــ
زوج اخ خیفی ابن المعتق معتق المعتق

(ب) ① ایک غلام (خالد) کے بیٹے اور بیٹی دونوں نے اپنے باپ کو خریدا اور وہ آزاد ہوگیا، باپ کسی اور غلام (رشید) کو خرید کر آزاد کر کے مرگیا، اس کے بعد رشید کا انتقال ہوا۔ اس کا معتق خالد نہیں ہے۔ خالد کا بیٹا اور بیٹی ہے۔ رشید کا ترکہ کس کو، کتنا ملے گا؟

② دو لڑکیوں میں سے ایک نے اپنے باپ کو خریدا اور وہ آزاد ہوگیا۔ پھر وہ ان دونوں لڑکیوں کو چھوڑ کر مرگیا۔ اس کا ترکہ ان دونوں میں کیسے تقسیم ہوگا؟

باب ”منع“ اور ”حجب“ کا بیان نمبر ۳

کسی وارث کا ایسے سبب کی بنا پر وراثت سے محروم ہونا جو خود اس وراث میں موجود ہو، ”منع“ ہے، وہ سبب جس کی وجہ سے محروم ہوا ہے ” مانع ہے اور وہ وارث ”محروم“ ہے۔

کسی اور وارث کی وجہ سے دوسرے کو میراث بالکل نہ ملنا یا اس کا مقررہ حصہ کم ہو جانا ”حجب“ ہے۔ بشرطیکہ وہ وارث جس کی وجہ سے حصہ کم ہوا اس وارث کے حصے میں شریک نہ ہو جس کا حصہ کم ہوا ہے۔ مثلاً کسی صورت میں ایک زوجہ کو ربع ملتا ہو اس کے ساتھ ایک اور زوجہ ہوگی تو دونوں کو ربع مل کر آدھا آدھا ہوگا۔ ربع کا آدھا ثمن ہوتا ہے۔ یہاں ایک زوجہ کا حصہ دوسری زوجہ کی وجہ سے ربع سے کم ہو کر ثمن ہوا، مگر یہ حجب نہیں، کیونکہ وہ زوجہ بھی اس حصے میں شریک ہے۔

جس کی وجہ سے حصہ کم ہو یا نہ ملے وہ ”حاجب“ اور جس کا حصہ کم ہو یا نہ ملے وہ ”محجوب“ کہلاتا ہے۔

اب منع اور حجب دونوں کی تفصیلات لکھی جاتی ہیں۔

منع

موانع ارث درج ذیل ہیں۔

(۱) رق، رقیق ہونا، یہ کسی کا وارث نہ ہوگا۔ رق خواہ کامل ہو یا ناقص جیسے مدبر اور ام ولد وغیرہ ان کا رق ناقص ہوتا ہے۔

(۲) ایسا قتل جس سے قصاص یا کفارہ واجب ہوتا ہو قتل عمد میں قصاص اور شبہ عمد، خطا، جاری مجریٰ خطا میں کفارہ ہوتا ہے۔ اس لئے مورث کا قاتل ان چار قسم کے قتل کی وجہ سے محروم ہوگا۔ قتل بالسبب میں قصاص اور کفارہ نہیں ہوتا، صرف دیت ہوتی ہے اس لئے اس کی وجہ سے محروم نہیں ہوگا۔

(۳) اختلاف دینین، مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا۔

اور دُوسرا کافر دُوسرے دارالحرب کا ہو تو یہ ایک، دُوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ اختلاف دارین کفار کے درمیان وراثت سے مانع ہے، مُسلمان ایک دوسرے کے بہرحال وارث ہوں گے اگرچہ ان میں اختلاف دارین پایا جاتا ہو۔

حجب | حجب کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وارث کی وجہ سے دُوسرے کا حصّہ کم ہو تو اِس کو "حجب نقصان" کہتے ہیں۔ ایک وارث کی وجہ سے دُوسرا وارث بالکل محروم ہو جائے تو اس کو "حجب حرمان" کہتے ہیں۔ ان دونوں قسموں سے متعلق قواعد یہ ہیں۔

(۱) حجب نقصان صرف پانچ ذوی الفروض میں ہوتا ہے۔ (۱) زوج (۲) زوجہ۔ ان دونوں کا حصّہ اولاد کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔ (۳) ام۔ اس کا حصّہ اولاد، اخوۃ اور اخوات سے کم ہوتا ہے۔ (۴) بنت الابن۔ اس کا فرض بنت صلبیہ کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔ (۵) اخت علاتیہ۔ اس کا فرض اخت عینیہ کی وجہ سے کم ہوتا ہے۔

(۲) چھ ورثہ ایسے ہیں جن میں حجب حرمان کبھی نہیں ہوتا۔ (۱) اب (۲) ام (۳) ابن (۴) بنت (۵) زوج (۶) زوجہ۔ ان کے علاوہ باقی تمام ورثہ میں حجب حرمان ہو سکتا ہے۔

(۳) حجب حرمان دو اُصول پر مبنی ہے۔ (۱) اقرب کی وجہ سے ابعد محروم ہوتا ہے۔ جیسے ابن کی وجہ سے ابن الابن۔ (۲) جس کا رشتہ میت کے ساتھ کسی واسطے سے ہو، اس واسطے کے ہوتے ہوئے وُہ محروم ہوگا۔ جیسے ام الأم، ام کی وجہ سے محروم ہوگی۔ اس اُصول سے خیفی بھائی، بہن مستثنیٰ ہیں۔ یہ ام کے واسطے سے رشتہ دار ہوتے ہیں، مگر ام کی وجہ سے محروم نہیں ہوتے۔

(۴) جو کسی مانع ارث کی وجہ سے محروم ہو وہ حنفیہ اور جمہور صحابہؓ کے ہاں کسی دُوسرے کے لئے نہ حاجب حرمان بن سکتا ہے اور نہ حاجب نقصان، بلکہ اِس کو غیر موجود شمار کرکے دُوسرے ورثہ کو وارث بنایا جاتا ہے۔

جیسے : ① مسئلہ

زوج	ابن کافر	ابن الابن	اب
	م	ع	

② مسئلہ

زوجہ	ابن قاتل	اب
ربع	م	

پہلی مثال میں ابن کافر ابن الابن کے لئے حاجب حرمان نہیں، دُوسری مثال میں ابن قاتل زوجہ کے لئے حاجب نقصان نہیں، اس کا فرض رُبع ہی رہے گا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے ہاں محروم حاجب نقصان بن سکتا ہے، حاجب حرمان نہیں بن سکتا، لہٰذا ان کے ہاں پہلی مثال میں ابن الابن، ابن کافر کی وجہ سے محروم نہیں ہوگا، دُوسری مثال میں ابن قاتل کی وجہ سے زوجہ کا حصہ رُبع سے کم ہو کر ثمن رہ جائے گا۔

اسی اختلاف کی بناء پر حضرت ابن مسعودؓ کے ہاں ۲۴ کا عول کبھی ۳۱ بھی ہوسکتا ہے۔

جمہور وحنفیہ کے ہاں ۲۴ کا عول صرف ۲۷ ہوسکتا ہے، ۳۱ نہیں ہوسکتا۔ جیسے

مسئلہ ۲۴/۳۱

زوجہ	ابن رقیق	اخت عینیہ ۲	اخت خیفیہ ۲	ام
ثمن	م	ثلثان	ثلث	سدس
۳		۱۶	۸	۴

اس کی تخریج جمہور وحنفیہ کے ہاں اس طرح ہوگی۔

مسئلہ ۱۲/۱۷

زوجہ	ابن رقیق	اخت عینیہ ۲	اخت خیفیہ ۲	ام
ربع	م	ثلثان	ثلث	سدس
۳		۸	۴	۲

⑤ جو کسی دُوسرے وارث کی وجہ سے محجوب ہو وہ خود محجوب ہوتے ہوئے دُوسرے کے لئے حاجب حرمان بھی بن سکتا ہے اور حاجب نقصان بھی۔

محجوب کے حاجب حرمان ہونے کی مثال یہ ہے۔

مسئلہ

زوج	اب	ام الاب	ام ام الام
نصف	ع	م	م

ام الأب باپ کی وجہ سے محجوب ہونے کے باوجود ام الأم کے لئے حاجب حرمان ہے۔

محجوب کے حاجب نقصان ہونے کی مثال یہ ہے۔

مسئلہ

زوجہ	اخ عینی ٢	اب	ام
ربع	م	ع	سدس

دو اخ عینی باپ کی وجہ سے محجوب ہونے کے باوجود ام کے لئے حاجب نقصان ہے کہ اس کا حصہ ثلث سے کم ہو کر سدس ہو گیا ہے۔

مشق نمبر ١١

(ا) درج ذیل مثالوں میں ممنوع، محجوب اور حاجب تلاش کریں، حاجب حرمان اور حاجب نقصان کا امتیاز بھی کریں۔

(١) مسئلہ: زوج، بنت، ابن، ام

(٢) مسئلہ: زوجہ، بنت الابن، اب، ام

(٣) مسئلہ: زوج، اخت عینیہ ١، اخت علاتیہ

(۴) مسئلہ: زوج، اخ عینی، اخ علاتی، عم

(۵) مسئلہ: زوج رقیق، ابن، ابن الابن

(٦) مسئلہ: زوج، بنت، ام، جدہ

(٧) مسئلہ: زوجہ، بنت، ابن کافر، اب

(ب) تخریج کریں۔ جہاں حضرت ابن مسعودؓ اور جمہور کا اختلاف ہو وہ دونوں قولوں کے مطابق حل کریں۔

(١) مسئلہ: زوج، بنت کافرہ، ام

(٢) مسئلہ: زوجہ، بنت رقیقہ، بنت الابن، اب، ام

(٣) مسئلہ: زوجہ، اخت عینیہ قاتلہ، اخت علاتیہ، ام

(۴) مسئلہ: زوج، اخت عینیہ کافرہ، اخت علاتیہ ٢، ام

(۵) مسئلہ: زوجہ، بنت، ابن، اب کافر، جد

(٦) مسئلہ: زوج، ابن قاتل، اخ خیفی، ام

(٧) مسئلہ: زوج، بنتان کافرتان، بنت الابن، اب

باب نمبر ۴
"تصحیح" کا بیان

کبھی ورثہ کے ایک طائفہ کو مشترک سہام ملتے ہیں۔ کبھی تو وہ مشترک سہام اس طائفہ کے افراد پر پورے، پورے (بغیر کسر کے) تقسیم ہو جاتے ہیں۔ جیسے :

① مسئلہ ۱۲

زوجات ۳	اخ خیفی ۲	اب	ام
ربع	م	ع	سدس
۳		۷	۲

② مسئلہ ۱۲/۱۳

زوج	بنات ۴	ام
ربع	ثلثان	سدس
۳	۸	۲

پہلی مثال میں تین زوجات کو ۳ سہام ملے جو بلا کسر تقسیم ہوتے ہیں، دوسری مثال میں ۴ بنات کو ۸ سہام ملے جو ہر ایک کو دو، دو مل کر تقسیم ہو سکتے ہیں۔

کبھی کسی طائفہ کے مشترک سہام میں کسر واقع ہو جاتی ہے یعنی اس طائفہ کے افراد پر پورے، پورے تقسیم نہیں ہوتے۔ جیسے :

مسئلہ ۱۲/۱۳

زوج	بنات ۵	ام
ربع	ثلثان	سدس
۳	۸	۲

یہاں ۸ سہام ۵ افراد پر منکسر ہیں، یعنی پورے، پورے تقسیم نہیں ہو سکتے۔ جب کسی طائفہ کے سہام اس کے افراد پر منکسر ہو جائیں تو ایسے موقع پر مخرج اور سہام کو بڑھایا جاتا ہے تاکہ کسر ختم ہو جائے اس عمل کو "تصحیح" کہتے ہیں۔ تصحیح کے قواعد سے پہلے اعداد میں نسبتوں کو سمجھنا ضروری ہے۔

نسب اربعہ کا بیان دو عددوں کے درمیان نسبت کی چار قسمیں ہیں۔ ① تماثل

(۲) تداخل (۳) توافق (۴) تباین۔

تماثل: دو عدد آپس میں مساوی ہوں۔ جیسے چار اور چار۔ ایسے دو عددوں کو "متماثلین" کہتے ہیں۔

تداخل: دو عددوں میں سے ایک بڑا اور دُوسرا چھوٹا ہو اور چھوٹا بڑے کو پورا، پورا تقسیم کر دیتا ہو، جیسے ۳ اور ۶۔ ایسے دو عددوں کو "متداخلین" کہتے ہیں۔

توافق: دو عددوں میں سے ایک چھوٹا اور دُوسرا بڑا ہو، چھوٹا بڑے کو پورا، پورا تقسیم نہ کرتا ہو، البتہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو تقسیم کر دیتا ہو، جیسے ۶ اور ۹ کہ ان دونوں کو ۳ تقسیم کر دیتا ہے ایسے دو عددوں کو "متوافقین" کہتے ہیں۔

تباین: دو عدد کم و بیش ہوں، نہ چھوٹا بڑے کو تقسیم کرتا ہو اور نہ کوئی تیسرا عدد ان دونوں کو تقسیم کر سکتا ہو، جیسے ۵ اور ۷۔ ایسے دو عددوں کو "متباینین" کہتے ہیں۔

"عادِ اعظم" اور "وفق" دیکھئے! ۱۲ اور ۱۸ کو کئی اعداد تقسیم کر سکتے ہیں، ۲، ۳، ۶، ان کو تقسیم کرنے والے اعداد میں سے بڑا عدد ۶ ہے۔ جیسے بڑا وہ عدد جو دو عددوں کو تقسیم کرے ان کا "عادِ اعظم" کہلاتا ہے، لہٰذا ۶ بارہ اور اٹھارہ کا عادِ اعظم ہے۔ پھر دو عددوں میں سے ہر ایک کو عادِ اعظم پر تقسیم کرنے سے جو جواب آئے وہ اس عدد کا "وفق" کہلاتا ہے مثلاً مذکورہ مثال میں ۱۲ کو ۶ پر تقسیم کرنے سے جواب ۲ آتا ہے تو ۲ وفق ہے ۱۲ کا اور اٹھارہ کو ۶ پر تقسیم کرنے سے جواب ۳ آتا ہے تو ۳ وفق ہے ۱۸ کا۔

نسبت، عادِ اعظم اور وفق معلوم کرنے کا طریقہ:

اگر دو عدد مساوی ہوں ان میں تماثل ہے اور ان کا عادِ اعظم ان کے مساوی ہوگا اور ان دونوں کا وفق ہمیشہ ایک ہوگا۔ مثلاً ۸ اور ۸ میں تماثل ہے، ان کا عادِ اعظم بھی ۸ ہی ہے اور ان دونوں کا وفق ایک ہے۔

اگر دو عدد مساوی نہ ہوں کم و بیش ہوں تو ان کی نسبت، عادِ اعظم اور وفق معلوم کرنے کا قاعدہ یہ ہے کہ چھوٹے عدد کو مقسوم علیہ بناکر بڑے کو اس پر تقسیم کریں، اگر بڑا عدد چھوٹے

پر پورا، پورا تقسیم ہو جائے تو ان میں تداخل ہے اور چھوٹا عدد عادِ اعظم ہوگا۔ اس چھوٹے پر بڑے کو تقسیم کرنے سے جو جواب آیا ہے وہ بڑے کا وفق ہے۔ اور تداخل کی صورت میں چھوٹے کا وفق ہمیشہ ایک ہوتا ہے۔ جیسے : ۷، ۸۴

۷) ۸۴ (۱۲
۷
۱۴
۱۴
×

لہٰذا ان میں تداخل ہے، ۷ ان دونوں کا عادِ اعظم ہے، ۷ کا وفق ایک اور ۸۴ کا وفق ۱۲ ہے۔

اگر بڑا عدد چھوٹے عدد پر پورا، پورا تقسیم نہ ہو، بلکہ کچھ باقی بچ جائے جو چھوٹے عدد سے بھی کم ہو تو دیکھا جائے گا کہ باقی ایک ہے یا زیادہ؟ ایک باقی ہو تو ان میں تباین ہے۔ اگر ایک سے زیادہ باقی ہو تو اب چھوٹے عدد کو اس باقی پر تقسیم کریں، اسی طرح ہر باقی پر پہلے مقسوم علیہ کو تقسیم کرتے رہیں حتیٰ کہ یا تو کہیں تقسیم پوری ہو جائے گی یا ایک باقی رہ جائے گا۔ اگر چلتے، چلتے کہیں تقسیم پوری ہو جائے تو ان میں توافق ہے۔ اگر ایک باقی رہے تو تباین ہے۔ توافق کی صورت میں آخری مقسوم علیہ جس پر تقسیم پوری ہوئی ہے، ان دونوں عددوں کا عادِ اعظم ہے۔ ہر عدد کو اس عادِ اعظم پر تقسیم کریں۔ جوابِ تقسیم اس عدد کا وفق ہوگا۔

توافق کی مثال:

(۱۶، ۶۰)

۱۶) ۶۰ (۳
۴۸
۱۲) ۱۶ (۱
۱۲
۴) ۱۲ (۳
۱۲
×

چلتے، چلتے تقسیم مکمل ہوگئی ہے، اس لئے ان میں توافق ہے، آخری مقسوم علیہ یعنی ۴ عادِ اعظم ہے۔

پھر ۱۶ کو عادِ اعظم ۴ پر تقسیم کریں تو جواب ۴ ہے، اس لئے ۱۶ کا وفق ۴ ہوگا اور ۶۰ کو ۴ پر تقسیم کرنے سے جواب ۱۵ ہے اس لئے ۶۰ کا وفق ۱۵ ہوگا۔

تباین کی مثال:

① (۷، ۸)

۷) ۸ (۱
۷
۱

پہلی بار تقسیم سے ہی ایک بچ گیا معلوم ہوا کہ ان میں تباین ہے۔

② (۵، ۶۲)

۵) ۶۲ (۱۲

۲) ۶۰ (۵ / ۲) ۴ (۱ — پہلی بار تقسیم سے تو ایک نہیں بچا، لیکن آخر کار ایک ہی بچا، اس لئے ان میں بھی تباین ہے۔

فائدہ: ① یاد رہے کہ تباین کی صورت میں دفق نہیں نکلے گا۔ ۲ ایک عدد نہیں، اس لئے اس کی کسی اور عدد سے نسبت ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، مگر عمل تصحیح میں ایک اور کسی عدد میں حکم تباین ہی متصور ہوگا۔

مشق نمبر ۱۲

(الف) طریقہ مذکورہ کے مطابق ہر دو عددوں میں نسبت، عادِ اعظم اور دفق معلوم کریں۔

مثال: (۱۶، ۲۰) حل:

۱۶) ۲۰ (۱
۱۶
۴) ۱۶ (۴
۱۶
×

نسبت = توافق
عادِ اعظم = ۴
۲۰ کا دفق = ۵
۱۶ کا دفق = ۴

① ۵، ۲۵ ② ۴، ۲۶ ③ ۵، ۲۶ ④ ۱۳، ۷۵
⑤ ۱۵، ۸۰ ⑥ ۱۵، ۷۵ ⑦ ۸، ۸ ⑧ ۱۵، ۱۵
⑨ ۱۵، ۱۰۵ ⑩ ۳۰، ۱۰۸ ⑪ ۲۸، ۲۰۳ ⑫ ۱۰، ۵۲۰

(ب)

تصحیح کے قواعد

تصحیح کے قواعد: تصحیح کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ہی طائفہ میں کسر کو ختم کرنے کے لئے تصحیح کی جائے، اس کو ہم "تصحیح قسم اوّل" کہیں گے۔ کئی طائفوں میں کسر ختم کرنے کی ضرورت ہو اس کو "تصحیح قسم ثانی" کہا جائے گا۔

قسم اوّل ایک ہی طائفہ کے سہام اس کے رؤس پر منکسر ہوں تو عدد سہام اور عدد رؤس میں نسبت دیکھی جائے، اگر توافق ہو تو عدد رؤس کا وفق معلوم کر کے اس وفق کو مضروب ٹھہرایا جائے۔ تباین ہو تو کل عدد رؤس کو مضروب ٹھہرایا جائے۔ تداخل ہو تو دیکھا جائے کہ سہام اقل ہیں یا رؤس اقل ہیں؟ اگر رؤس اقل ہوں تو کسر ہی نہیں ہوگی، بلکہ یہ سہام ان رؤس پر پورے پورے تقسیم ہو جائیں گے۔ اگر سہام اقل ہوں تو رؤس کے وفق کو مضروب ٹھہرایا جائے۔

اس قاعدے کے مطابق مضروب کی تعیین کر لینے کے بعد مخرج کو اس مضروب سے ضرب دے کر اس کو بڑھا لیا جائے، اگر مخرج میں عول ہو تو عول کو ضرب دی جائے۔ اور ہر طائفہ کو مخرج سے ملنے والے سہام کو بھی مضروب سے ضرب دے کر ان کو بھی بڑھا لیا جائے۔ یہ عمل تصحیح ہے، اس کے بعد اب کسی طائفے میں کسر نہیں رہے گا۔

امثلہ: ① مسـ ۱۲/۱۵ + تصحیح ۴۵ — مضروب ③

زوج	بنات ٦	اب	ام
ربع	ثلثان	سدس	سدس
۳	۸	۲	۲
۳ ×	۳ ×	۳ ×	۳ ×
۹	۲۴	٦	٦

یہاں ٦ بنات اور ان کے ۸ سہام میں توافق تھا، اس لئے ٦ کے وفق ۳ کو مضروب بنا کر تصحیح کا عمل کیا گیا۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اب ٦ بنات کو ۲۴ سہام ملے جو ان پر پورے تقسیم ہو سکتے ہیں۔

② مسئلہ ۴×۴ تصحیح ۱۶ — مضروب ④

زوج	بنت	اخوات ۴
ربع	نصف	ع
۱	۲	۱
×۴	×۴	×۴
۴	۸	۴

یہاں ۴ اخوات اور ان کے سہام میں تباین ہے، اس لئے کل عدد رؤس یعنی ۴ کو مضروب بنا کر تصحیح کا عمل کیا گیا ہے۔

③ مسئلہ ۲۴

زوجہ	بنات ۸	اب
ثمن	ثلثان	سدس + ع
۳	۱۶	۵

یہاں ۸ بنات اور ان کے ۱۶ سہام میں تداخل ہے اور عدد رؤس اقل ہیں۔ یہاں کسر ہی نہیں ہے، اس لئے کہ ۱۶ سہام ۸ افراد پر پورے، پورے تقسیم ہو رہے ہیں۔

④ مسئلہ ۱۲ عول ۱۳ ×۲ تصحیح ۲۶ — مضروب ②

زوج	بنات الابن ۱۶	ام
ربع	ثلثان	سدس
۳	۸	۲
×۲	×۲	×۲
۶	۱۶	۴

یہاں ۱۶ بنات الابن اور ۸ سہام میں تداخل ہے، اور سہام اقل ہیں جو پورے، پورے تقسیم نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ۱۶ کے وفق یعنی ۲ کو مضروب بنا کر تصحیح کا عمل کیا گیا۔

مشق نمبر ۱۳

ہر مثال کی تخریج کر کے جہاں کسر ہو اس کی تصحیح کریں۔

① مسئلہ
زوج — اخت عینیہ — اخوات علاتیہ ۳ — ام

② مسئلہ
زوجہ — بنت — اخوات عینیہ ۵ — جدہ

③ مسئلہ
زوجہ — بنات الابن ۶ — اب

④ مسئلہ
زوج — اخوات عینیہ ۲ — ام

⑤ مسئلہ
زوجات ۲ — بنت — اب — ام

⑥ مسئلہ
زوج — اخوات علاتیہ ۸ — جدہ

⑦ مسـ

زوج	بنات الابن ۳	جد	جدہ

⑧ مسـ

زوجہ	بنت	اخوات علاتیہ ۱۵	ام

فوائد

① جس طائفہ میں کسر ہو اس کی تصحیح کا طریقہ تو معلوم ہو چکا تصحیح کے بعد اس طائفہ کے ہر فرد کا حصّہ معلوم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس طائفہ کو تصحیح کے بعد جو سہام ملے ہیں ان کو اس طائفہ کے جمیع رؤس پر تقسیم کر لیا جائے۔ جواب تقسیم ہر فرد کا حصّہ ہوگا۔ "فی کس" کا لفظ لکھ کر اس کے اُوپر لکھ دیں۔ جیسے :

مسـ ۲۴ ۲۴×۵=۱۲۰ تصحیح — مضروب ⑤

زوجہ	بنات ۵	اب	ام
۳	۱۶	۴	۴
۵×	۵×	۵×	۵×
۱۵	۸۰	۲۰	۲۰
	۸۰ ÷ ۵ = ۱۶		
	فی کس = ۱۶		

بنات کے طائفہ کو تصحیح کے بعد ۸۰ سہام ملے ہیں، ان کو ۵ پر تقسیم کیا جائے تو جواب ۱۶ آتا ہے۔ لہٰذا ہر ایک بنت کو ۱۶ سہام ملیں گے جو "فی کس" کے سامنے لکھے گئے ہیں۔

② جو عورتیں اپنے بھائی کے ساتھ عصبہ ہوتی ہیں اور "للذکر مثل حظ الأنثيين" کا اصُول چلتا ہے جیسے بنت ابن کی وجہ سے، اخت اخ کی وجہ سے، ایسے مواقع پر مذکر و مؤنث مل کر ایک طائفہ شمار ہوں گے اور مذکر کی تعداد کو دو گنا اور مؤنث کی اصل تعداد کو جمع کر کے عدد مبلغ کو عدد رؤس قرار دیا جائے گا۔

جیسے : مسـ ۱۲×۶ تصحیح ۷۲ — مضروب ⑥

زوج	ابن ۲	بنات ۲	اب
ربع	ع		سدس
۳	۷		۲
۶×	۶×		۶×
۱۸	۴۲		۱۲
	فی کس ۱۴	فی کس ۷	

یہاں دو ابن کو ہم سمجھ کر ۲ بنات میں جمع کر کے مبلغ یعنی ۶ کو عدد رؤس قرار دیا گیا اور سہام ۷ ہیں۔ ۶ اور ۷ میں تباین ہے اس لئے ۶ کو مضروب بنا کر تصحیح کی گئی تو بیٹوں اور

بیٹیوں کے طائفہ کو ۴۲ سہام ملے۔ ان کو مقررہ عدد رؤس یعنی ۶ پر تقسیم کرنے سے حاصل تقسیم ۷ ہوا۔ ہر بیٹی کو ۷ سہام ہی دیئے گئے اور ہر بیٹے کو حاصل تقسیم کا دوگنا یعنی ۱۴ حصے دیئے گئے۔

تصحیح قسم ثانی: اگر کسر ایک سے زیادہ طائفوں میں ہو تو سہولت کے لئے عمل تصحیح کو تین مرحلوں پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

مرحلۂ اولیٰ: سب سے پہلے ہر طائفے کے بارے میں تصحیح قسم اوّل کے قاعدے کے مطابق یہ دیکھا جائے کہ اگر صرف اسی طائفے میں کسر ہوتی تو مضروب کونسا عدد ہوتا۔ اس مضروب بننے والے عدد کو سہولت کے لئے اوپر دائرے میں لکھ کر محفوظ کر لیا جائے۔ اس عدد کو آئندہ عدد محفوظ کہا جائے گا۔

مرحلۂ ثانیہ: پہلے اور دوسرے طائفہ کے محفوظ عددوں کے درمیان نسبت معلوم کی جائے۔ تماثل کی صورت میں ان میں سے ایک عدد کو، تداخل کی صورت میں ان میں سے بڑے عدد کو، توافق کی صورت میں ان میں سے کسی ایک کے وفق کو دوسرے کے کل میں ضرب دے کر مبلغ (حاصل ضرب) کو، تباین کی صورت میں ایک کے کل کو دوسرے کے کل میں ضرب دے کر مبلغ کو لے لیا جائے۔ یہ عدد جو اب حاصل ہوا ہے اس کو "عدد ماخوذ" کہیں گے۔ اس کے بعد اگلے طائفے میں کسر نہ ہو تو اسی عدد ماخوذ کو مضروب بنا لیا جائے۔ اگر اگلے طائفے میں بھی کسر ہو تو اس عدد ماخوذ اور اگلے طائفے کے عدد محفوظ کے درمیان نسبت معلوم کر کے وہی عمل دہرایا جائے۔ حتیٰ کہ آخری عدد ماخوذ (مبلغ) کو مضروب بنا لیا جائے۔

مرحلۂ ثالثہ: تصحیح قسم اوّل کی طرح مضروب سے مخرج یا عول اور تمام سہام کو ضرب دی جائے پھر حسب سابق ایک، ایک فرد کا حصہ معلوم کرنے کے لئے ہر طائفے کے سہام کو اس کے عدد رؤس پر تقسیم کر لیا جائے۔

مثال: مسـ ۲۴ × ۷۲ تصـ ۱۷۲۸ — مضروب ۷۲

زوجات ۲ ②	بنات ۹ ⑨	جدات ۳ ③	اعمام ۸ ⑧
ثمن	ثلثان	سدس	ع
۳	۱۶	۴	۱
× ۷۲	× ۷۲	× ۷۲	× ۷۲
۲۱۶ ÷ ۲ = ۱۰۸	۱۱۵۲ ÷ ۹ = ۱۲۸	۲۸۸ ÷ ۳ = ۹۶	۷۲ ÷ ۸ = ۹
فی کس ۱۰۸	فی کس ۱۲۸	فی کس ۹۶	فی کس ۹

مرحلۂ اولیٰ: ہر طائفے میں یہ دیکھا گیا ہے کہ اگر کسر صرف اسی میں ہوتی تو مضروب کونسا عدد ہوتا۔ ہر طائفے کے اوپر دائرے میں وہ عدد لکھا گیا ہے۔

مرحلۂ ثانیہ: پہلے طائفے کا عدد محفوظ ۲ اور دُوسرے کا عدد محفوظ ۹ ہے دونوں میں تباین ہونے کی بنا پر ایک کے کل کو دُوسرے کے کل میں ضرب دیکر مبلغ ۱۸ ہوا۔ یہ عدد ماخوذ ہے۔ ۱۸ اور اگلے طائفے کے عدد محفوظ ۳ میں تداخل ہے، اس لئے بڑے عدد ۱۸ کو لیا گیا۔ پھر ۱۸ اور اگلے طائفے کے عدد محفوظ ۸ میں توافق ہے، عاد اعظم ۲ ہے۔ کسی ایک کے کل کو دُوسرے کے وفق میں (یعنی ۱۸ × ۴ یا ۹ × ۸) ضرب دینے سے مبلغ ۷۲ ہوا۔ لہٰذا مضروب ۷۲ ہوگا۔

مرحلۂ ثالثہ: تصحیح قسم اوّل کی طرح ۷۲ سے مخرج اور سہام کو ضرب دی، پھر ہر طائفے کے ایک، ایک فرد کا حصّہ معلوم کرنے کے لئے سہام کو رؤس پر تقسیم کیا گیا۔

مشق نمبر ۱۴

تصحیح کرکے ہر فرد کا حصّہ معلوم کریں۔

① مسـ — زوجات ۴، بنت، اب، ام

② مسـ — زوج، اخ عینی ۱، اخت عینیہ ۲، ام

③ مسـ — زوجہ، اخ خیفی ۲، اخت خیفیہ ۱، عم

④ مسـ — زوج، اخ علاتی ۲، اخت علاتیہ ۱، ام

⑤ مسـ — زوج، بنت الابن ۲، ابن الابن ۲

⑥ مسـ — زوجہ، بنات ۵، اب، ام

⑦ مسـ — زوج، بنات الابن ۲، جدات ۳، اعمام ۶

⑧ مسـ — زوج، اخوات علاتیہ ۶، اخوات خیفیہ ۲، اعمام ۸

⑨ مسـ — زوجات ۴، اخ عینی ۲، اخت عینیہ ۲، جدات ۳

⑩ مسـ — زوجات ۳، بنات الابن ۲، ابن الابن، جدات ۲

⑪ مسـ — زوج، بنت، ابن ۲، جدات ۵

⑫ مسـ — زوج، اخ عینی ۳، اخت عینیہ ۱، جدات ۳

باب ”رد“ کا بیان نمبر ۵

پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ ترکے میں سے سب سے پہلے ذوی الفروض کے حصّے نکالے جاتے ہیں۔ جو بچ جائے وہ عصبات کو دیا جاتا ہے، اگر کوئی عصبہ موجود نہ ہو تو بچا ہوا ترکہ بھی دوبارہ ذوی الفروض پر ان کے حصّوں کے تناسب سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ یعنی جس کا جتنا حصّہ ترکے میں سے تھا، بچے ہوئے مال میں سے بھی اتنا ہی دیا جائیگا مثلاً جس کو پہلے سدس ملا ہے اب دوبارہ بچے ہوئے میں سے بھی سدس ہی ملنا چاہیئے۔ مخرج میں سے بچے ہوئے سہام کو دوبارہ ذوی الفروض پر تقسیم کرنے کو ”رد“ کہا جاتا ہے۔

”رد“ عول کی ضد ہے۔ مخرج ذوی الفروض کے سہام سے تنگ ہو جائے تو عول ہے مخرج سے ذوی الفروض کے سہام نکال کر کچھ سہام بچ جائیں تو رد ہے۔ عصبات کے ہوتے ہوئے رد کی ضرورت نہیں پڑتی، اس لئے کہ بچے ہوئے سہام اس کو دے دیئے جائیں گے۔ جہاں عول ہو وہاں عصبہ کو کچھ نہیں ملتا، کیونکہ عصبہ کو فرائض کی تکمیل کے بعد حصّہ ملتا ہے اور یہاں تو مخرج خود فرائض کی تکمیل سے قاصر رہا اور اس میں اضافے کی ضرورت پڑی۔

بارہ ذوی الفروض میں سے دو ایسے ہیں جن کو پہلی بار ان کا حصّہ ملے گا بعد میں بچے ہوئے سہام میں سے دوبارہ نہیں دیا جاتا (یعنی ان پر رد نہیں ہوتا) اور وہ زوج اور زوجہ ہیں[1] ان کو ”من لا یردّ علیہ“ کہتے ہیں۔ باقی دس ذوی الفروض پر رد کیا جاتا ہے ان کو ”من یردّ علیہ“ کہتے ہیں۔

---

[1] فی الدر المختار: ”وفی الأشباہ أنہ یرد علیھما فی زماننا لفساد بیت المال“ وبسطہ الشامی رحمہ اللہ وقال فی اٰخرہ: فمن أمکنہ الإفتاء بذلك فی زماننا فلیفت بہ ولاحول ولاقوۃ إلا باللہ۔ (شامی ص ۷۸۸ ج ۶ باب العول)

رد کا قاعدہ یہ ہے کہ یہاں بنیادی طور پر دو صورتیں ہیں۔ ① ورثہ میں من لا یرد علیہ نہ ہوں، صرف من یرد علیہ ہی ہوں۔ ② ورثہ میں من لا یرد علیہ اور من یرد علیہ دونوں ہوں۔

اگر من لا یرد علیہ نہ ہوں تو یہ دیکھا جائے کہ من یرد علیہ ایک جنس کے ہیں یا مختلف اجناس سے۔ اگر ایک جنس کے ہوں تو ان کے رؤس کو مخرج بنا دیا جائے۔ یعنی جتنے افراد ہوں اسی تعداد کو مخرج بنا لیا جائے۔ اگر مختلف جنس کے ہوں تو حسبِ قاعدہ مخرج بنا کر ہر ایک کو حصہ دیا جائے۔ پھر تمام سہام کے مجموعے کو پہلے مخرج کی بجائے مخرج بنایا جائے۔

مثلاً: ① مسـ۳ (۴)

بنت	بنت	بنت	بنت
۱	۱	۱	۱

یہاں چار بنات ہیں جن کا فرض ثلثان ہے۔ ۳ کو مخرج بنا کر ثلثان یعنی ۲ سہام ان کو دینے تو ایک سہم بچ گیا لہٰذا رد کی ضرورت پیش آگئی۔ اور یہاں من لا یرد علیہ نہیں اور من یرد علیہ ایک ہی جنس سے ہیں اور وہ چار ہیں لہٰذا ۴ کو ہی مخرج بنا دیا گیا۔

② مسـ۶ (۴)

ام سدس	بنت نصف
۴ = ۱ +	۳

یہاں من لا یرد علیہ نہیں اور من یرد علیہ مختلف جنس کے ہیں حسبِ قاعدہ ۶ کو مخرج بنا کر ۳ بنت کو اور ایک حصہ ام کو دیا گیا۔ ان کا مجموعہ ۴ ہے اس کو مخرج بنایا گیا اور اس کو رد کا "رد" نشان بنا کر اس پر لکھ دیا گیا۔

اگر ورثہ میں من لا یرد علیہ اور من یرد علیہ دونوں ہوں اور رد کی ضرورت پیش آجائے تو سہولت کے لئے عمل کو چار مرحلوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

١ "من لا یرد علیہ" (یعنی زوج اور زوجہ) کا حصہ اقل مخرج سے

نکال کر جو سہام بچ جائیں ان کو لفظ باقی کے آگے لکھ دیا جائے۔

جیسے: ① مسـ ۴ باقی ۳

زوج	بنت	بنت	بنت
رُبع	ثلثان		
۱			

② مسـ ۸ باقی ۷

زوجہ	بنات	ام
ثمن	ثلثان	سدس
۱		

پہلی مثال میں ربع کا مخرج ۴ کو بنا کر ۱ سہم زوج کو دے کر باقی ۳ سہام بچے۔ اور دوسری مثال میں ثمن کا مخرج ۸ کو بنا کر ایک حصہ زوجہ کو دے کر باقی ۷ سہام بچ گئے۔

۲ اس کے بعد یہ دیکھا جائے کہ اگر صرف من یرد علیہ ہی ہوتے، من لا یرد علیہ نہ ہوتے تو مخرج کیا ہوتا۔ وہ مخرج دوسرے کنارے پر لکھ لیا جائے اور ہر وارث کا اس مخرج میں سے حصہ اس وارث کے نیچے لکھ دیا جائے۔

جیسے: مذکورہ پہلی مثال میں، مسـ ۴ باقی ۳ ـــــ ۳

زوج	بنت	بنت	بنت
ربع	۱	۱	۱
۱			

دوسری مثال میں: مسـ ۸ باقی ۷ ـــــ ۵

زوجہ	بنات	ام
ثمن	ثلثان	سدس
۱	۴	۱

پہلی مثال میں من یرد علیہ ایک جنس کے ہونے کی وجہ سے ان کے رؤس کے مطابق ۳ مخرج بنایا گیا۔ دوسری مثال میں مختلف جنس کے ہونے کی وجہ سے ان کا مخرج ۶ بنا کر ۴ بنات کو اور ایک ام کو دے کر مجموعۂ سہام ۵ کو مخرج بنایا گیا۔ یہ کنارے پر لکھا ہوا ۳ یا ۵ کا عدد من یرد علیہ کا مخرج ہے۔

۳ اس کے بعد باقی اور من یرد علیہ کے مخرج میں نسبت دیکھی جائے۔ یہاں تین طرح کی نسبتیں ہی ہوسکتی ہیں۔ تماثل، تباین یا تداخل۔ یہاں توافق کی نسبت ممکن نہیں۔

تماثل: اگر باقی اور من یرد علیہ کے مخرج میں تماثل ہو تو وہی من لا یرد علیہ کا مخرج ہی تمام سہام نکالنے کے لئے کافی ہوگا۔ مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں ہوگی۔ جیسے پہلی مثال میں ۲ ہی سے زوج کا حصّہ نکال کر باقی ۳ سے بنات کے حصّے پورے ہوئے ہیں۔

تباین: دونوں میں تباین کی صورت میں من یرد علیہ کے مخرج سے من لا یرد علیہ کے مخرج اور اس کے حصّے کو ضرب دی جائے۔ اب من لا یرد علیہ کے مخرج کو ضرب دینے سے جو حاصل ہو وہ تمام ورثہ کے لئے مخرج قرار پائے گا۔ پھر باقی سے من یرد علیہ کے سہام کو ضرب دی جائے۔ جیسے دوسری مثال میں،

مسـ ۸ (باقی ۷) ۸ × ۵ تصـ ۴۰ ۵

زوجہ	بنات	ام
ثمن	ثلثان	سدس
۱	۴	۱
۵ ×	۷ ×	۷ ×
۵	۲۸	۷

۵ کو ۸ سے ضرب دے کر مخرج ۴۰ ہوا۔ ۵ کو ا سے ضرب دے کر زوجہ کا سہم ۵ ہوا۔ ۴ کو ۷ سے ضرب دے کر بنات کا سہم ۲۸ ہوا۔ ا کو ۷ سے ضرب دے کر ام کا ۷ ہوا۔

تداخل: دونوں میں تداخل کی صورت میں دونوں کا وفق لے کر اسی طرح ضرب دی جائے۔

جیسے: مسـ ۸ تصـ ۲×۴ (۴ باقی ۱/۲)　　۶/۲

زوج	بنات ۶
ربع	۶
۱	
۲/۲ ×	۱/۶ ×

۳ اور ۶ میں تداخل ۲ ہے۔ ۶ کے وفق ۲ سے ۴ کو ضرب دی تو مخرج ۸ ہوا۔ زوج کے سہم ۱ سے ضرب دے کر اس کا سہم ۲ ہوا۔ باقی کے وفق ۱ سے ۶ کو ضرب دی تو بنات کا سہم ۶ ہی رہا۔

توافق: باقی اور من یرد علیہ کے مخرج میں توافق اس لئے ممکن نہیں کہ زوج اور زوجہ کا حصہ یا نصف ہوگا یا ربع یا ثمن۔ نصف کی صورت میں مخرج ۲ ہوکر باقی ایک ہوگا۔ ربع کی صورت میں مخرج ۴ ہوکر باقی ۳ ہوگا۔ ثمن کی صورت میں مخرج ۸ ہوکر باقی ۷ ہوگا۔ معلوم ہوا کہ باقی ۱، ۳ اور ۷ کا عدد ہی ہوگا اور یہ تینوں عدد کسی دوسرے عدد کے ساتھ متوافق نہیں ہوتے۔

ملاحظہ: رد کا عمل ہو جانے کے بعد اگر کسی طائفہ کے رؤس اور سہام میں کسر ہو تو حسبِ سابق تصحیح کا عمل آخر میں حاصل ہونے والے مخرج اور سہام پر جاری کیا جائے۔ جیسے:

مسـ ۸ باقی ۷، ۸ × ۵ تصـ ۴۰ ×۳ تصـ ۱۲۰　　مضروب (۳) ۵

زوجہ	بنات ۳	ام
ثمن	ثلثان	سدس
۱	۴	۱
۵/۵ ×	۷/۲۸ ×	۷/۷ ×
۳/۱۵	۳/۸۴	۳/۲۱

رد کا عمل ہو جانے کے بعد ۲۸ سہام ۳ بنات پر منکسر ہیں۔ لہٰذا حسبِ قاعدہ تصحیح کی جائے گی۔ ۲۸ اور ۳ میں تباین ہے، اس لئے ۳ کو مضروب ٹھہرا کر عمل تصحیح کیا گیا۔

مشق نمبر ۱۵

تخریج کرکے ہر وارث کا حصہ معلوم کریں، جہاں رد کی ضرورت ہو رد کا عمل کریں۔ پھر جہاں تصحیح کی ضرورت ہو تصحیح کریں۔

1. میت — زوج، بنات، اخ عینی
2. میت — زوج، اخوات عینیہ ۴
3. میت — بنت، بنت، بنت
4. میت — بنت، بنت، ابن
5. میت — زوجہ، اخت علاتیہ ۳، ام
6. میت — اخ خیفی، اخت خیفیہ
7. میت — جدہ، جدہ
8. میت — زوجہ، اخ خیفی ۵، ام
9. میت — زوج، بنت، ام، جد
10. میت — زوجہ، اخوات علاتیہ ۶، ام

باب نمبر ۶ "ذوی الأرحام" کا بیان

ایسے رشتے دار جو ذوی الفروض اور عصبات میں سے نہ ہوں وہ "ذوی الأرحام" کہلاتے ہیں جیسے نواسہ، نانا، بھانجا وغیرہ۔

ذوی الأرحام کی بھی عصبات کی طرح چار اصناف ہیں۔

صنفِ اوّل: میت کے وہ فرع جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہیں۔ جیسے نواسہ، نواسی، پوتی کی بیٹی وغیرہ۔

صنفِ ثانی: میت کے وہ اصول جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہیں۔ جیسے اب الأم (نانا)، اب ام الأب (دادی کا باپ) وغیرہ۔

صنفِ ثالث: میت کے اصل قریب (ماں، باپ) کے وہ فرع جو ذوی الفروض و عصبات میں سے نہیں۔ جیسے

بنت الاخ (بھتیجی)، ابن الاخت (بھانجا)، بنت الاخت (بھانجی) وغیرہ۔

صنفِ رابع: میت کے اصل بعید کی وہ اولاد جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہیں۔ جیسے پھوپھی، خالہ، ماموں، اخیافی چچا وغیرہ۔

ان چاروں اصناف میں سے ہر صنف کی توریث کی تفصیلات میں کچھ فرق ہے۔ یہاں پہلے دو قواعد لکھے جاتے ہیں، پھر ہر ہر صنف کی تفصیلات الگ الگ لکھی جائیں گی۔

قاعدہ (۱) پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ ترکہ سے سب سے پہلے ذوی الفروض کے حصے نکالے جاتے ہیں۔ پھر عصبات کو وارث بنایا جاتا ہے، اگر عصبہ نہ ہو تو "من یرد علیھم" (زوجین کے علاوہ ذوی الفروض) پر رد کیا جاتا ہے، اگر "من یرد علیھم" بھی نہ ہوں

پھر ذوی الأرحام کو وارث بنایا جاتا ہے، لہٰذا عصبات کے ہوتے ہوئے یا زوجین کے علاوہ باقی دس ذوی الفروض (من یرد علیہم) کے ہوتے ہوئے ذوی الأرحام وارث نہیں ہونگے، البتہ زوجین کے ہوتے ہوئے ذوی الأرحام وارث ہو سکتے ہیں۔

مثالیں:

① مسئلہ ۴ / ۱۲

زوج	ابن	اب	بنت البنت
ربع	ع	سدس	م
۳	۷	۲	

یہاں عصبہ کی وجہ سے بنت البنت محروم رہی۔

② مسئلہ ۳ / ۱

اخوات خیفیہ	عمہ
ثلث	م
۱	

یہاں باقی ترکہ اخوات خیفیہ پر رد ہوا اس لئے عمہ محروم رہی۔

③ مسئلہ ۴

زوجہ	عمہ
ربع	۳
۱	

یہاں عصبہ بھی نہیں اور رد بھی نہیں۔ اس لئے باقی تین سہام پھوپھی کو مل گئے۔

قاعدہ (۲): عصبات اور ذوی الفروض میں سے "من یرد علیہم" کے نہ ہونے کی صورت میں ذوی الأرحام کو وارث بنانے کی ترتیب وہی ہوگی جو اُوپر لکھی گئی ہے۔ یعنی ہر صنف بعد والی اصناف کے لئے حاجب ہے۔ مفتیٰ بہ قول یہی ہے۔ امام ابُو حنیفہؒ سے ایک روایت کے مطابق سب سے پہلے صنف ثانی پھر اوّل پھر ثالث پھر رابع وارث بنے گی۔

صنفِ اوّل کی توریث کا طریقہ: صنف اوّل کی تفصیلات سمجھنے سے پہلے یہ سمجھ لیا جائے کہ ذو رحم جن واسطوں سے میت کی طرف منسوب ہو ان واسطوں کو "اُصول" اور خود اس ذو رحم کو "فرع" کہا جائے گا۔

جیسے:

بنت	بنت	ابن	الابن
کریمہ	فاطمہ	کریم	سلیم

یہاں کریمہ "فرع" اور فاطمہ، کریم، سلیم "اُصول" ہیں، اور ان تین واسطوں میں سے ہر واسطے کو "بطن" کہا جائے گا۔ اس مثال میں اُصول کے تین بطون ہیں۔

یہ تو پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ صنف اوّل کے ہوتے ہوئے ذوی الأرحام کی باقی تینوں اصناف محروم رہیں گی۔ صنف اوّل کی توریث کے قواعد یہ ہیں۔

قاعدہ (۱): اگر صنف اوّل کا ایک ہی رشتے دار ہو تو وہ وارث ہوگا۔

قاعدہ (۲): اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب سے پہلے ترجیح درجۂ قرابت میں فرق سے ہوگی، یعنی اقرب وارث اور ابعد محروم رہے گا۔ جیسے:

مسئلہ ۴

زوجہ	بنت البنت	بنت بنت الابن
ربع ۱	۳	م

قاعدہ (۳): اگر درجۂ قرابت میں مساوی ہوں تو اب ذوی الفروض کی اولاد کو ذوی الأرحام کی اولاد پر ترجیح دی جائے گی، جس کی اصل ذوی الفروض میں سے ہے وہ وارث ہوگا، اس کے مقابلے میں جس کی اصل ذوی الأرحام میں سے ہے وہ محروم رہے گا۔ جیسے

مسئلہ ۲

زوج	ابن بنت الابن	ابن بنت البنت
نصف ۱	۱	م

دونوں درجۂ قرابت میں مساوی ہیں، اس لئے کہ دونوں جگہ واسطے دو ہیں۔ ان میں سے پہلا پوتی کا بیٹا ہے اور پوتی ذوی الفروض میں سے ہے اور دُوسرا نواسی کا بیٹا ہے اور نواسی ذوی الأرحام میں سے ہے، اس لئے پہلے کے مقابلے میں دُوسرا محروم ہے۔

یہاں یہ یاد رہے کہ ذوی الفروض کی اولاد کو ذوی الأرحام کی اولاد پر ترجیح اس وقت ہوگی جبکہ درجۂ قرابت میں مساوی ہوں، درجے میں فرق کی صورت میں اقرب ہی وارث ہوگا خواہ ذوی الأرحام کی اولاد سے ہو اور اس کے ساتھ ابعد محروم ہوگا خواہ وہ ذوی الفروض کی اولاد سے ہو جیسے:

مسـ ۴

زوجہ	بنت بنت البنت	بنت بنت ابن الابن
ربع		
۱	۳	۴

پہلی اقرب ہے، مگر نواسی کی بیٹی۔ دُوسری ابعد ہے، مگر ذوی الفروض کی بیٹی۔ قرب درجہ کی وجہ سے پہلی کو ترجیح دی گئی ہے۔

قاعدہ (۴): اگر درجۂ قرابت میں بھی برابر ہوں اور سب ذوی الفروض کی اولاد ہوں یا سب ذوی الأرحام کی اولاد ہوں تو اب دیکھا جائے گا کہ ان کے اصول کے بطون میں سے کسی بطن میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہے یا نہیں؟ اُصول کے بطون میں ذکورت وانوثت کا اختلاف نہ ہونے کی صورت یہ ہے۔

مسـ

بطنِ اوّل ←	بنت ←	بنت ←	بنت
بطنِ ثانی ←	ابن ←	ابن ←	ابن
	بنت	بنت	بنت

یہاں اُصول کے دو بطن ہیں۔ پہلے بطن میں ہر جگہ مؤنث ہے، دوسرے بطن میں ہر جگہ مذکر ہے، کسی بطن میں بھی ایسے نہیں کہ کہیں مذکر ہو اور کہیں مؤنث۔ لہٰذا کہا جائے گا کہ تینوں وارثوں کے اصول کے ـــــ کسی بطن میں ذکورت وانوثت کا اختلاف نہیں۔

اُصول کے بطون میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہونے کی مثال یہ ہے۔

مسـ

بطن اوّل	بنت	ابن	بنت
بطن ثانی	ابن	بنت	ابن
	بنت	بنت	ابن

یہاں بھی اصول کے دو بطن ہیں۔ پہلے اور تیسرے فریق کے بطن اوّل میں مؤنث اور دُوسرے کے بطنِ اوّل میں مذکر ہے، یہ بطن اوّل میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہے۔ ایسے ہی پہلے اور تیسرے فریق کے بطن ثانی میں مذکر اور دُوسرے کے بطن ثانی میں مؤنث ہے، یہ بطن ثانی میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہے۔

اُصول کے بطون میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہونے یا نہ ہونے کا مطب سمجھنے کے بعد اب قاعدہ سمجھا جائے۔ جب درجہ قرابت میں برابر ہوں اور ذوی الفروض کی اولاد ہونے یا نہ ہونے میں بھی برابر ہوں اور ان کے اُصول کے کسی بطن میں ذکورت وانوثت کا اختلاف بھی نہ ہو تو اس صورت میں سب وارث ہوں گے۔ اگر سب مرد یا سب عورتیں ہوں تو برابر کے وارث ہوں گے، اگر کچھ مرد اور کچھ عورتیں ہوں تو "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق تقسیم کریں گے۔

امثلہ: ① میت ۳

بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن
بنت	بنت	بنت
۱	۱	۱

تینوں عورتیں ہیں، اس لئے برابر تقسیم ہوا۔

② میت ۳

بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن
ابن	ابن	ابن
۱	۱	۱

تینوں مرد ہیں، اس لئے برابر تقسیم ہوا۔

③ میت ۴

بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن
ابن	بنت	بنت
۲	۱	۱

یہاں مرد کو دو سہم اور عورتوں کو ایک، ایک سہم دیا گیا ہے۔

مشق نمبر ۱۷

تخریج کریں، بالخصوص ذوی الارحام کے حصے معلوم کریں۔

① میت
زوج ام بنت البنت

② میت
زوجہ بنت بنت الابن بنت البنت

③ میت
زوج بنت بنت الابن

④ میت
بنت الابن بنت البنت

⑤ میت
بنت بنت الابن بنت البنت

⑥ میت
بنت ابن ابن البنت بنت ابن الابن

⑦ میت
بنت بنت البنت ابن بنت البنت

⑧ میت
بنت بنت الابن بنت بنت الابن ابن بنت الابن

قاعدہ (۵): صنفِ اوّل کے کئی رشتے دار درجۂ قرابت میں برابر ہوں، سب ذوی الفروض کی اولاد یا سب ذوی الأرحام کی اولاد ہوں اور ان کے اُصول میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہو تو اب بھی تمام وارث ہوں گے جیسے اصول میں اختلاف نہ ہونے کی صورت میں تمام وارث تھے مگر تمام کو سہام کیسے دیئے جائیں گے۔ اس میں امام ابویوسفؒ امام محمدؒ کا اختلاف ہے۔

امام ابویُوسفؒ کے ہاں یہاں بھی سہام کی تقسیم کا طریقہ وہی ہوگا جو اصول میں اختلاف نہ ہونے کی صورت میں تھا۔ یعنی اگر تمام فروع مرد یا تمام عورتیں ہوں تو برابر سہام دیئے جائیں گے، فروع میں ذکورت وانوثت کا فرق ہو تو "للذکر مثل حظ الأنثیین" کے مطابق تقسیم ہوگی۔ حاصل یہ کہ امام ابویُوسفؒ کے ہاں اصول میں ذکورت وانوثت کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ فروع میں ذکورت وانوثت کا لحاظ فرماتے ہیں۔

امام محمدؒ کے ہاں فروع میں ذکورت وانوثت کا اعتبار نہیں، بلکہ اصول میں ذکورت وانوثت کا اعتبار ہے۔ اصول میں جو مذکر ہو اس کو دو اور جو مؤنث ہو اس کو ایک حصّہ دے کر ہر ایک کا حصّہ اس کی فرع کو دے دیا جائے گا۔ مفتیٰ بہ امام محمدؒ کا قول ہے۔

مثال: میت

بطنِ اوّل	بنت	بنت
بطنِ ثانی	بنت (صالحہ)	ابن (سلیم)
	ابن (خالد)	بنت (خالدہ)

خالد اور خالدہ درجے میں مساوی ہیں اور دونوں ذوی الأرحام کی اولاد ہیں۔

بطن اول میں ذکورت وانوثت کا اختلاف نہیں، بطن ثانی میں ہے۔ اب امام ابو یوسفؒ کے ہاں اصول کا اعتبار کئے بغیر میراث فروع پر تقسیم ہوگی۔ لہٰذا تین سہام کرکے ۲ خالد اور ایک خالدہ کو ملے گا۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک فروع کی ذکورت وانوثت کا اعتبار نہیں بلکہ جس بطن میں اختلاف ہے وہاں تقسیم کرکے ہر ایک کا حصّہ اُس کی اولاد کو ملے گا۔ لہٰذا بطن ثانی میں ۳ سہام کرکے ایک صالحہ کو اور ۲ سلیم کو دیئے گئے۔ پھر صالحہ کا ایک حصّہ اُس کے بیٹے خالد کو اور سلیم کے دو حصّے اُس کی بیٹی خالدہ کو ملے۔

یہاں دونوں مذہبوں میں فرق ظاہر ہوگیا کہ امام ابو یوسفؒ کے ہاں خالد کو اپنی ذکورت کی بنا پر دو سہم اور خالدہ کو اپنی انوثت کی بنا پر ایک سہم ملا۔ اور امام محمدؒ کے ہاں خالد کو اپنی اصل کی انوثت کی وجہ سے ایک حصّہ اور خالدہ کو اپنی اصل کی ذکورت کی وجہ سے ۲ حصّے ملے۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ دونوں مذہبوں میں فرق ظاہر نہیں ہوتا۔ جیسے

مسئلہ ۳

بنت	بنت
ابن	بنت
ابن (اکرم)	بنت (حلیمہ)
۲	۱

امام ابو یوسفؒ کے ہاں فروع کی ذکورت وانوثت کے اعتبار سے اکرم کو ۲ حصّے اور حلیمہ کو ایک حصّہ ملے گا۔ امام محمدؒ کے ہاں اصل کی ذکورت وانوثت کے اعتبار سے سہام اسی طرح ملیں گے۔

امام محمدؒ کے مذہب کی توضیح: امام محمدؒ کے ہاں اُصول کی ذکورت وانوثت کا اعتبار ہے۔ اس سلسلے میں تین وضاحتیں ضروری ہیں۔

① بسا اوقات اُصول کی کئی بطون میں ذکورت وانوثت کا اختلاف ہوتا ہے ایسے موقع پر تقسیم کا طریقہ یہ ہوگا۔ ـــــــــ سب سے پہلے جس بطن میں اختلاف ہے، اس میں مردوں کا الگ طائفہ اور عورتوں کا الگ طائفہ بنا کر فرق کے لئے ہر طائفے کے نیچے خط کھینچ دیا جائے۔ اب عورتوں کی واقعی تعداد اور مردوں کی دوگنی تعداد (للذکر مثل حظ الأنثیین

کے مطابق سے کر مجموعہ کو مخرج بنا لیا جائے۔ مردوں اور عورتوں میں سے ہر ایک طائفے کے سہام اس کے کشیدہ خط کے کنارے پر لکھ دیئے جائیں۔ پھر ہر طائفہ کے نیچے اگلے بطن کو دیکھا جائے ان میں اختلاف ہے یا نہیں؛ جہاں اگلے بطن میں اختلاف نہ ہو تو بعینہٖ سہام بعینہٖ اگلے بطن کی طرف منتقل کر دیئے جائیں۔ جہاں اگلے بطن میں اختلاف ہو تو اس میں پھر مذکر و مؤنث کے الگ الگ طائفے بنائے جائیں۔ اس طرح ہر بطن کے سہام اگلے بطن کی طرف منتقل کرتے ہوئے آخری بطن تک سہام پہنچائے جائیں۔

اس کی وضاحت کے لئے ایک مفصل مثال پیش کی جاتی ہے۔ اس مثال کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص کی وفات کے وقت ذوی الارحام کی صنف اوّل کے بارہ وارث موجود تھے۔ نو لڑکیاں اور تین لڑکے۔ اور یہ تمام وارث درجۂ قرابت میں برابر ہیں، یعنی ہر ایک چھٹی پُشت کا وارث ہے اور سب ذوی الفروض کی اولاد ہیں۔ (فاطمہ سے حلیمہ تک نو وارث بنات کی اولاد ہیں اور کریمہ سے زینب تک تین وارث ابناء کی اولاد ہیں)۔ یہاں اصول کے پانچ بطون ہیں، ان میں سے بطن اوّل، ثالث، رابع اور خامس میں ذکورت و انوثت کا اختلاف ہے، مگر بطن ثانی میں اختلاف نہیں کہ وہاں سب اناث ہیں۔ اب امام ابو یوسفؒ کے مذہب پر تقسیم اس طرح ہوگی۔

مسئلہ ۱۵

اصول کے بطون	بطنِ اوّل:	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن
	ثانی:	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
	ثالث:	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن
	رابع:	بنت	بنت	بنت	ابن	ابن	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت
	خامس:	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	ابن	بنت
موجودہ ورثہ		بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
		فاطمہ	خالد	خالدہ	بکر	عائشہ	سلیمہ	کلیم	لطیفہ	حلیمہ	کریمہ	کلیمہ	زینب
		(۱)	(۲)	(۱)	(۲)	(۱)	(۱)	(۲)	(۱)	(۱)	(۱)	(۱)	(۱)

امام ابو یوسفؒ کے مذہب کے مطابق اُصول کی ذکورت و انوثت کا اعتبار نہیں فروع کی ذکورت و انوثت کا اعتبار ہے۔ "للذکر مثل حظ الأنثیین" کے قاعدے

کے مطابق نو اناث کا ایک، ایک حصہ اور تین ذکور کے ڈو ڈو حصے ہوئے اس طرح کل سہام پندرہ ہو گئے۔

امام محمد رحمۃ اللہ کے مذہب کے مطابق تقسیم اس طرح ہوگی۔

مسئلہ ۱۵ × ۴ تصح ۶۰ — مناسخہ ④

	(1)	(۲)	(۳)	(۴)	(۵)	(۶)	(۷)	(۸)	(۹)	(۱۰)	(۱۱)	(۱۲)
بطن اوّل:	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت ۹	ابن	ابن	ابن ۶
بطن ثانی:	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت ۴×۹ = ۳۶	بنت	بنت	بنت ۴×۶ = ۲۴
بطن ثالث:	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت ۱۸	ابن	ابن	ابن ۱۸	بنت	بنت ۱۲	ابن ۱۲
بطن رابع:	بنت	بنت	بنت ۶	ابن	ابن	ابن ۱۲	بنت	بنت ۹	ابن ۹	بنت	بنت ۱۲	بنت ۱۲
بطن خامس:	بنت	بنت ۳	ابن ۳	بنت	بنت ۶	ابن ۶	بنت	بنت ۹	بنت ۹	بنت ۴	ابن ۸	بنت ۱۲
	بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
	فاطمہ	خالد	خالدہ	بکر	عائشہ	سلیمہ	کلیم	لطیفہ	حلیمہ	کریمہ	کلیمہ	زینب
	۱	۲	۳	۴	۲	۶	۶	۳	۹	۴	۸	۱۲

اس نقشے کو سامنے رکھ کر درج ذیل تفصیل بغور پڑھیں

امام محمدؒ کے مذہب کے مطابق سب سے پہلے جس بطن میں اختلاف ہو وہاں ذکور و اناث کا الگ، الگ طائفہ بنا کر اسی میں سہام کو تقسیم کی جاتی ہے۔ اس مثال میں بطن اول میں اختلاف ہے، لہٰذا اس کے دو طائفے کر لئے گئے۔ نمبرا سے نمبر۹ تک اناث کا طائفہ ہے، اور نمبر ۱۰ سے نمبر۱۲ تک ذکور کا طائفہ ہے۔

ہر طائفے کے نیچے خط کھینچ دیا گیا ہے۔ اب ان میں تقسیم اس طرح ہوئی کہ نو اناث کو نو سہام اور تین ذکور کو چھ سہام کی ضرورت ہے، لہٰذا پندرہ کو مخرج بنا کر طائفہ اناث کے نو سہام اس طائفے کے کنارے پر اور طائفہ ذکور کے چھ سہام اس کے کنارے پر لکھ دیئے گئے ہیں۔

اب بطن اوّل کے سہام بطن ثانی کی طرف منتقل کرتے ہیں بطن ثانی میں نہ طائفہ اناث سے کے نیچے اختلاف ہے اور نہ طائفہ ذکور کے نیچے، لہٰذا ہر طائفہ کے سہام ایسے ہی نیچے منتقل کردیئے گئے

اب بطنِ ثانی کے سہام بطنِ ثالث کی طرف منتقل کرتے ہیں۔ بطنِ ثالث میں طائفہ اناث اور طائفہ ذکور دونوں کے نیچے اختلاف ہے۔ طائفہ اناث کے نیچے نمبر۱ سے نمبر۴ تک اناث ہیں اور نمبر۵ سے نمبر۹ تک ذکور ہیں۔ (ان دونوں طائفوں کے نیچے بھی خط کھینچ دیا گیا ہے)۔ اب بطنِ ثانی کے

نو۹ سہام میں سے چھ۶ سہام کی پچھتّے بنات مستحق ہیں اور چھ سہام کے تین لڑکے مستحق ہیں کل ۱۲ ہوئے، ۱۲ اور ۹ میں توافق ہے اور عادِ اعظم تین۳ ہے۔ ۱۲ کا وفق چار۴ ہے اس کو مضروب بنا کر اصل مخرج ۱۵ کو ضرب دی تو مخرج ۶۰ ہو گیا۔ طائفہ اناث کے نو سہام کو ضرب دینے سے اس کے سہام ۳۶ ہوئے اور طائفہ ذکور کے ۶ سہام کو ضرب دینے سے ان کے سہام ۲۴ ہوئے اب طائفہ اناث کے ۳۶ سہام میں سے "للذکر مثل حظ الانثیین" کے قاعدے کے مطابق ۱۸ سہام چھ بنات کو اور ۱۸ سہام تین لڑکوں کو دے دیئے گئے۔ اور طائفہ ذکور کے ۲۴ سہام میں سے بارہ۱۲ دو۲ لڑکیوں کو اور بارہ۱۲ ایک لڑکے کو دیئے گئے۔ اس طرح بطنِ ثانی کے سہام بطنِ ثالث کی طرف منتقل کر کے ہر طائفے کے سہام اس کے کنارے پر لکھ دیئے گئے ہیں۔

اب بطنِ ثالث کے سہام بطنِ رابع کی طرف منتقل کرتے ہیں۔ بطنِ ثالث میں نمبر۱ سے نمبر۶ تک جو اناث کا طائفہ تھا اسکے نیچے اختلاف ہے نمبر۱ سے نمبر۳ تک اناث اور نمبر۴ سے نمبر۶ تک ذکور ہیں "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق ۱۸ سہام میں سے ۶ سہام تین بنات کو اور ۱۲ سہام تین لڑکوں کو دیئے گئے۔ بطنِ ثالث میں نمبر۷ سے نمبر۹ تک جو لڑکوں کا طائفہ تھا اس کے نیچے بھی اختلاف ہے۔ نمبر۷، ۸ کے نیچے بنات ہیں اور نمبر۹ کے نیچے لڑکا ہے۔ یہاں بھی "للذکر مثل حظ الانثیین" کے ضابطے کے مطابق ۱۸ سہام میں سے ۹ سہام دو۲ بنات کو اور ۹ سہام ایک لڑکے کو دیئے گئے۔ نمبر۱۰، ۱۱ کے طائفے کے نیچے اختلاف نہیں، لہٰذا اس کے ۱۲ سہام اور نمبر۱۲ کے ۱۲ سہام بھی اسی طرح نیچے منتقل کر دیئے گئے۔

اب بطن رابع کے سہام بطن خامس کی طرف منتقل کرنے ہیں۔ بطن رابع میں نمبر۱ سے نمبر۳ تک جو طائفہ تھا اس کے نیچے اختلاف ہے۔ دُو بنات اور ایک ابن ہے اس طائفے کے چھٹے سہام میں سے ۳ سہام دُو بنات کو اور تینؔ سہام ایک ابن کو دیئے گئے۔ پھر نمبر۴ سے نمبر۶ تک جو طائفہ تھا اس کے فروع میں بھی اختلاف ہے۔ دُو بنات اور ایک ابن ہے، اس طائفے کے ۱۲ سہام میں سے ۶ سہام دُو بنات کو اور ۶ سہام ایک ابن کو ملے۔ نمبر۷، ۸ کے طائفے کی فروع میں اختلاف نہیں، لہٰذا یہ ۹ سہام اور نمبر۹ کے بھی ۹ سہام اسی طرح نیچے منتقل کر دیئے گئے۔ نمبر۱۰، ۱۱ کے نیچے اختلاف ہے، ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہے، لہٰذا ۱۲ سہام میں سے ۴ لڑکی کو اور ۸ سہام لڑکے کو دیئے گئے۔ نمبر۱۲ کے ۱۲ سہام اسی طرح نیچے منتقل کر دیئے گئے۔

اب بطن خامس کے سہام موجود ورثہ کی طرف منتقل کرنے ہیں۔ بطن خامس میں نمبر۱، ۲ کا جو طائفہ تھا اس کے فروع میں اختلاف ہے۔ اس طائفے کے ۳ سہام میں سے ایک حصّہ لڑکی (فاطمہ) کو اور دُو حصّے لڑکے (خالد) کو دیئے گئے۔ نمبر۳ کے ۳ سہام اس کی فرع (خالدہ) کو دیئے۔ نمبر۴، ۵ کے طائفے کی فروع میں بھی اختلاف ہے۔ اس طائفے کے ۶ سہام میں سے ۴ سہام لڑکے (بکر) کو اور ۲ سہام لڑکی عائشہ کو دیئے گئے۔ نمبر۶ کے ۶ سہام اس کی فرع سلیمہ کو دیئے گئے۔ نمبر۷، ۸ کے نیچے اختلاف ہے، اس طائفے کے ۹ سہام میں سے ۶ سہام لڑکے (کلیم) کو اور تین سہام لڑکی (لطیفہ) کو ملے۔ نمبر۹ کے ۹ سہام اس کی فرع حلیمہ کو، نمبر۱۰ کے ۴ سہام اس کی فرع کریمہ کو، نمبر۱۱ کے ۸ سہام اس کی فرع کلیمہ کو اور نمبر۱۲ کے ۱۲ سہام اس کی فرع زینب کو ملے۔

اس تفصیل کی روشنی میں امام ابو یوسفؒ کے ہاں فروع کی ذکورت و انوثت کا اعتبار کرنے اور امام محمدؒ کے ہاں اصول کی ذکورت و انوثت کا اعتبار کرنے سے حصص کی تقسیم میں درج ذیل فرق ظاہر ہوگا۔

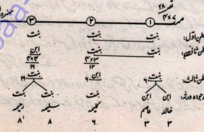
ورثہ ←	فاطمہ	خالد	خالدہ	بکر	عائشہ	سلیمہ	کلیم	لطیفہ	حلیمہ	کریمہ	کلیمہ	زینب	کل سہام مخرج
حصص امام ابو یوسفؒ کے ہاں	۱	۲	۱	۲	۱	۱	۲	۱	۱	۱	۱	۱	۱۵
حصص امام محمدؒ کے ہاں	۱	۲	۳	۴	۲	۶	۶	۳	۹	۴	۸	۱۲	۶۰

(۲) امام محمدؒ کے مذہب کی توضیح کے سلسلے میں دُوسری ضروری وضاحت یہ ہے کہ امام محمدؒ کے ہاں ذکورت و انوثت کا اعتبار تو اصول میں ہوتا ہے فروع کی ذکورت و انوثت کا اعتبار نہیں، لیکن اصول میں ذکورت و انوثت کا اعتبار کرتے ہوئے ہر اصل میں اس کے آخری بطن کی تعداد ملحوظ ہوگی۔ لہٰذا جس مذکر اصل کے آخری بطن میں کئی لڑکے یا لڑکیاں ہوں تو مذکر اصل کو اتنے ہی لڑکے فرض کر کے حصے دیئے جائیں گے۔ ایسے ہی کسی مؤنث اصل کی فرع میں کئی لڑکے یا لڑکیاں ہوں تو مؤنث اصل کو اتنی لڑکیاں فرض کر کے اتنے ہی حصے دیئے جائیں گے۔

لہٰذا امام محمدؒ کے مذہب پر تقسیم کرتے ہوئے یہ اصول ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیئے کہ:

"جس بطن میں سب سے پہلے اختلاف ہو، ذکورت و انوثت اسی کی معتبر ہوگی اور تعداد فروع یعنی آخری بطن کی معتبر ہوگی۔"

مثال: اس اصول کو سمجھنے کے لئے درج ذیل نقشہ سامنے رکھ کر اس کی وضاحت کا بغور مطالعہ کیا جائے۔



یہاں پانچ ذوی الارحام موجود ہیں۔ جن میں سے دو "ابن بنت بنت البنت" (یعنی پڑنواسی کے بیٹے)، ایک "بنت ابن بنت البنت" (یعنی پڑنواسے کی بیٹی) اور دو "بنت بنت ابن البنت" (یعنی نواسے کی بیٹی کی بیٹیاں) ہیں۔ پانچوں بطن رابع میں ہیں، لہٰذا اصول کے تین بطن ہیں۔ پہلے بطن میں اختلاف نہیں، دوسرے بطن میں اختلاف ہے۔ لہٰذا اسی میں سب سے پہلے تقسیم ہوگی۔ یہاں نمبر۱ میں بنت ہے اس کی فرع میں دو لڑکے ہیں، اس بطن کی بنت کی انوثت لے کر اور فرع کی تعداد لے کر "دو لڑکیاں" بن گئیں۔ نمبر۲ میں لڑکی ہے اور اس کی فرع بھی ایک ہی ہے۔ نمبر۳ میں لڑکا ہے، جس کی فرع میں دو لڑکیاں ہیں۔ اس کو "دو لڑکے" فرض کیا جائے گا، اور ان کو لڑکی سے دوگنا حصہ دینے کے لئے ان کو چار فرض کیا جائے گا۔ لہٰذا کل تعداد سات ہوگئی۔ اس طرح:

نمبر۱ ۲ لڑکیاں + نمبر۲ ایک لڑکی + نمبر۳ ۴ لڑکیاں (یعنی دو لڑکے) = ۷

لہٰذا سات کا عدد مخرج ہوا۔ جن میں سے تین سہام طائفہ بنات کے کنائے پر اور چار سہام ابن کو دیئے گئے۔ اب بطن ثانی کے سہام بطن ثالث کی طرف منتقل کرنے ہیں۔

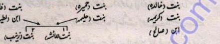
بطن ثالث میں طائفہ بنات کے نیچے اختلاف ہے۔ یہاں داصل کی انوثت اور فرع کی تعداد لے کر) دو بنت اور ایک ابن ہے۔ ابن کو دوگنا حصہ دینے کے لئے دو فرض کیا تو کل ۴ ہوگئے۔ جبکہ طائفہ بنات کے سہام ۳ ہیں۔ ۳ اور ۴ میں تباین ہے، اس لئے ۴ کو مضروب بنا کر اصل مخرج "۷" کو ضرب دی تو مخرج ۲۸ ہوگیا۔ طائفہ بنات کے سہام ۱۲ اور ابن کے سہام ۱۶ ہوگئے۔ طائفہ بنات کے ۱۲ سہام میں سے ۶ ابن کو دیئے اور ۶ بنت کو اس لئے کہ فرع کی تعداد کی وجہ سے اس کو دو فرض کیا گیا تھا۔ ابن کے ۶ سہام اس کی فرع بنت کو منتقل کر دیئے گئے۔

اب بطن ثالث کے سہام موجودہ ورثہ کی طرف منتقل کرنے ہیں۔ نمبر۱ میں بنت کے ۶ سہام میں سے ہر ابن کو ۳ سہام ملے۔ نمبر۲ میں ابن کے ۶ سہام اس کی فرع کلیمہ کو ملے

نمبر۳ میں بنت کے ۱۶ سہام میں سے آٹھ ، آٹھ سہام سلیمہ اور رحیمہ کو ملے۔

③ کبھی ذوی الارحام میں کسی کو میت سے ایک سے زیادہ جہتوں سے قرابت ہوتی ہے۔

مثلاً مسـ



یہاں میت کے تین ذوی الارحام زندہ ہیں ، صالح ، عائشہ اور زینب۔ صالح نواسی کا بیٹا ہے ، اور عائشہ اور زینب نواسی (حلیمہ) کی بھی بیٹیاں ہیں۔ اور نواسے (لطیف) کی بھی بیٹیاں ہیں۔ لہٰذا ان دونوں کی دو جہتوں سے قرابت ہوئی۔

جہاں فروع میں سے کسی کو ایک سے زیادہ جہتوں سے قرابت حاصل ہو تو امام محمدؒ کے ہاں تو تقسیم کے طریقے میں فرق نہیں پڑے گا ، ان کے ہاں حسب تفصیل مذکور جس بطن میں اختلاف ہوا ہے اس میں سہام تقسیم ہو کر ہر ایک کا سہم اس کی فرع کو ملے گا۔ جس کی وجہ سے جس کی جتنی جہات قرابت ہیں اتنی جہات سے اس کو سہام خود بخود مل جائیں گے۔ اور امام ابو یوسفؒ چونکہ اصول میں تقسیم نہیں فرماتے ہیں ، بلکہ فروع میں فرماتے ہیں ، ان کے ہاں فروع میں تقسیم کرتے ہوئے جہات کا اعتبار کیا جاتا ہے ، یعنی جس کی قرابت دو جہتوں سے ہے اس کو دو وارث شمار کیا جائے گا یعنی لڑکی ہے تو دو لڑکیاں اور اور لڑکا ہو تو دو لڑکے سمجھ کر سہام تقسیم کئے جائیں گے۔ اُوپر والی مثال میں امام ابو یوسفؒ کے ہاں تقسیم اس طرح ہو گی کہ عائشہ اور زینب کو دو ، دو لڑکیاں سمجھا جائے گا ، لہٰذا ایک بیٹا اور چار بیٹیاں ہوئیں۔ اور بیٹا دو بنات کا سہم لیا کرتا ہے ، اس لئے کل چھ سہام کر کے صالح ، عائشہ اور زینب میں سے ہر ایک کو دو ، دو سہام ملیں گے۔ چونکہ تینوں کو برابر سہام ملے ہیں ، لہٰذا اختصار کر کے چھ کی بجائے تین سہام میں سے ایک ، ایک سہم بھی دیا جا سکتا ہے۔

امام محمدؒ کے ہاں تقسیم اس طرح ہو گی کہ بطن ثانی (یعنی کریمہ ، حلیمہ اور لطیف کے بطن)

میں اختلاف ہے۔ یہاں تقسیم ہوگی۔ یہاں کریمہ کو ایک لڑکی شمار کیا جائے گا۔ حلیمہ کو ڈو لڑکیاں اور لطیف کو ڈو لڑکے شمار کیا جائے گا۔ اس لئے کہ امام محمدؒ کے ہاں اصل کی ذکورت وانوثت کے ساتھ فرع کی تعداد بھی ملحوظ ہوتی ہے اور حلیمہ اور لطیف دونوں کی ڈو بیٹیاں ہیں۔ اس طرح اس بطن میں تین لڑکیاں اور ڈو لڑکے ہوئے اور سہام سات ہوں گے، اس لئے کہ لڑکے کو دگنا سہام ملتے ہیں۔ سات سہام میں سے تین سہام طائفہ اناث (حلیمہ وکریمہ) کو اور چار سہام لطیف کو ملے۔ اب یہ سہام بطن ثالث یعنی موجودہ ورثہ کی طرف منتقل کرنے ہیں۔ طائفہ اناث کے نیچے اختلاف ہے۔ ایک لڑکا (صالح) اور ڈو لڑکیاں (عائشہ، زینب) ہیں۔ ان تینوں کو "للذکر مثل حظ الانثیین" کے قاعدے سے چار سہام کی ضرورت ہے، جبکہ طائفہ اناث کے پاس تین سہام ہیں۔ ۳ اور ۴ میں تباین ہونے کی وجہ سے ۴ کو مضروب بنا کر اصل مسئلہ، ۷ سے ضرب دی تو مخرج ۲۸ ہوا۔ اور طائفہ اناث کے تین کو ۴ سے ضرب دینے سے ۱۲ سہام ہوئے۔ اور لطیف کے ۴ سہام کو ۴ سے ضرب دینے سے ۱۶ سہام ہوئے۔ طائفہ اناث کے ۱۲ سہام میں ۶ سہام صالح کو اور ۶ دو لڑکیوں کو ملے اور ان میں سے ہر لڑکی (زینب وعائشہ) کو تین تین سہام ملے۔ لطیف کی فرع میں بھی یہی دو لڑکیاں ہیں، اس کے ۱۶ سہام ان میں تقسیم ہوئے تو ۸ عائشہ اور ۸ زینب کو ملے۔ اب ان میں سے ہر ایک کو کل ۱۱ سہام ملے جن میں سے ۳ حلیمہ کی طرف سے اور ۸ لطیف کی طرف سے ہیں۔ اس سے یہ معلوم ہو گیا کہ امام محمدؒ کے مذکورہ قاعدے پر عمل کرنے سے ہی دونوں جہتوں کی رعایت ہو گی اور ہر جہت سے حصہ مل گیا ہے۔

امام محمدؒ کے ہاں نقشہ یہ ہے:

مسئلہ ۷×۴ تصح ۲۸		مضروب ④
بنت (خالدہ)	بنت (حمیراء)	بنت (فاطمہ)
بنت (کریمہ)	بنت (حلیمہ)	ابن (لطیف)
ابن (صالح)	۳×۴	۴×۴
۶	۱۲	۱۶

	بنت (عائشہ)	بنت (زینب)
	۳	۲
	۸+	۸+
	۱۱	۱۱

مشق نمبر ۱۷

تخریج کریں، جہاں اختلاف ہو اس کو ہر مذہب کے مطابق حل کریں، جہاں ذکور واناث کا طائفے بنانے کے لئے ورثہ بالترتیب نہیں لکھے گئے وہاں ورثہ کو دوبارہ ترتیب کے ساتھ لکھیں، تاکہ ذکور واناث کے طائفے بسہولت بن سکیں۔

① میت

زوج	ابن البنت	بنت البنت	اب الام

② میت

زوج	بنت ابن البنت	بنت بنت البنت

③ میت

زوج	ابن ابن البنت	بنت البنت

④ میت

بنت	بنت	بنت	بنت
بنت	بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن	ابن
بنت	ابن	بنت	ابن

⑤ میت

بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن
بنت	ابن	ابن

⑥ میت

بنت	ابن	ابن
بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	بنت

⑦ میت

بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
بنت	بنت	ابن	ابن	بنت
ابن (۲)	بنت (۱)	بنت (۳)	ابن (۲)	ابن

⑧ میت

ابن	ابن	ابن	ابن	ابن
ابن	بنت	ابن	بنت	بنت
بنت	بنت	بنت	ابن	ابن
ابن (۲)	ابن (۱)	ابن (۱)	بنت (۳)	بنت (۲)

⑨ میت

ابن — ابن — بنت

بنت ——— ابن — ابن

بنت — بنت — بنت (۲)

صنفِ ثانی کی توریث کا طریقہ

ذوی الارحام کی دوسری صنفِ میت کے وہ اُصول ہیں جو ذوی الفروض و عصبات میں سے نہ ہوں۔ صنفِ اوّل کے کسی وارث کے ہوتے ہوئے صنفِ ثانی کے ورثہ وارث نہیں ہوتے، صنفِ اوّل کا کوئی وارث نہ ہو تو صنفِ ثانی کو وارث بنایا جاتا ہے۔ جس کے قواعد یہ ہیں۔

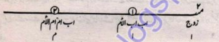
① صنفِ ثانی کا ایک ہی وارث ہو تو وہ وارث ہوگا۔

② ایک سے زیادہ ہوں تو سب سے پہلے قربِ درجہ سے ترجیح ہوگی یعنی اقرب وارث ہوگا اور ابعد محروم ہوگا، چاہے اقرب مُدلی بالوارث ہو یا مُدلی بغیر الوارث ہو۔ جو کسی وارث کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہو وہ مُدلی بالوارث کہلاتا ہے۔ جیسے اب ام الام

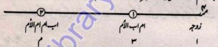
٭ یہاں ام الام

(جدّہ) واسطہ ہے اور وارث ہے لہٰذا اب ام الأم مُدلی بالوارث ہے۔ اور جو غیر وارث کے واسطے سے میت کی طرف منسوب ہو وہ مدلی بغیر الوارث کہلاتا ہے۔ جیسے اب اب الأم یہاں اب الأم واسطہ ہے جو خود ذوی الفروض وعصبات میں سے نہیں ہے، لہٰذا اب اب الأم مُدلی بغیر الوارث ہوگا، اور چاہے وہ باپ کی طرف سے رشتہ دار ہو یا ماں کی طرف سے، اور چاہے وہ مذکر ہو یا مؤنث۔

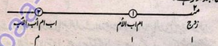
مثالیں:



یہاں نمبر ١ اقرب ہونے کی وجہ سے وارث ہوا، حالانکہ یہ مُدلی بغیر الوارث ہے اس لئے کہ اب الأم وارث نہیں۔ اور نمبر ٢ مُدلی بالوارث ہے۔



یہاں نمبر ١ اقرب ہونے کی بنا پر وارث ہے، حالانکہ یہ مؤنث اور اس کے مقابلے میں ابعد مذکر ہے۔



یہاں نمبر ١ اقرب ہونے کی وجہ سے وارث ہے، اگرچہ وہ ماں کی جانب سے رشتہ دار ہے اور نمبر ٢ ابعد ہونے کی وجہ سے محروم ہے، اگرچہ وہ باپ کی جانب سے رشتہ دار ہے۔

حاصل یہ ہے کہ درجے میں تفاوت کی صورت میں قربِ درجہ سے ہی ترجیح ہوگی، ذکورت یا مُدلی بالوارث ہونے یا باپ کی قرابت ہونے کی بنا پر ترجیح نہیں ہوگی۔

③ اگر ایک سے زیادہ صنفِ ثانی کے وارث درجہ قرابت میں برابر ہوں تو اب ذوی الفروض یا عصبات کے واسطے سے رشتہ دار جس کو مدلی بالوارث کہا جاتا ہے وارث ہوگا۔ ذوی الارحام کے واسطے سے رشتہ دار جس کو مُدلی بغیر الوارث کہا جاتا ہے وہ محروم ہوگا۔

جیسے:

۱	②	
زوجہ	اب ام الأب	ام اب الأم
۱	۳	م

یہاں نمبر ۱ ام الأب (جدہ) کے واسطے سے رشتہ دار ہے جو ذوی الفروض میں سے ہے، لہٰذا یہ مُدلی بالوارث ہوا۔ نمبر ۲ اب الأم (نانے) کے واسطے سے رشتہ دار ہے جو ذوی الارحام میں سے ہے، لہٰذا یہ مُدلی بغیر الوارث ہوا۔ اس لئے نمبر ۱ وارث ہوگا اور نمبر ۲ محروم ہوگا۔

④ اگر تمام درجہ قرابت میں بھی برابر ہوں اور ادلا، بالوارث یا بغیر الوارث میں بھی برابر ہوں، یعنی سب مُدلی بالوارث ہوں یا تمام مُدلی بغیر الوارث ہوں، لیکن جہتِ قرابت میں فرق ہو ایک باپ کی جانب سے ہو اور دُوسرا ماں کی جانب سے، تو ابوی کو ثلثان اور اموی کو ثلث ملے گا۔ جیسے:

مسئلہ ۱۲/۱۵

زوجہ	اب ام الأم	اب ام الأب
ربع	ثلث	ثلثان
۳	۴	۸

⑤ درجہ قرابت، اِدلاء بالوارث یا بغیر الوارث اور جہت قرابت تمام باتوں میں ل طرف اور بطون اُصول میں ذکورت وانوثت کا اختلاف بھی نہ ہو تو تمام وارث ہوں گے۔ اور "للذکر مثل حظ الانثیین" کے قاعدے سے ترکہ تقسیم ہوگا۔

جیسے: مسئلہ ۳

ام	ام
اب	اب
ام	اب
۱	۲

یہاں دونوں درجہ میں برابر ہیں۔ اس لئے کہ دونوں دُو واسطوں سے میت تک منسوب ہیں۔ دونوں مُدلی بغیر الوارث اور اموی ہیں۔ اُصول کے دونوں بطنوں میں اختلاف بھی نہیں، اس لئے ام کو ایک اور اب کو دُو سہم ملے۔

⑥ تمام وارث درجۂ قرابت، ادلاء بالوارث یا بغیر الوارث اور جہت قرابت میں برابر ہوں اور اُصول کے بطون میں ذکورت و انوثت کا اختلاف بھی ہو تو اس صورت میں بھی وارث تو سبھی ہوں گے۔ مگر توریث کا طریقہ وہی ہوگا جو صنفِ اوّل میں امام محمدؒ کے مذہب کی وضاحت کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔ یعنی جس بطن میں سب سے پہلے اختلاف ہوا وہاں حسب تفصیلِ مذکور ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔

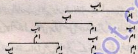
جیسے: مسـ ۷×۵ تصـ ۳۵ — مضروب ⑤

اُصول	۱	۲	۳	۴
بطن اوّل	اب	اب	اب	اب
بطن ثانی	ام ۵×۱ / ۵	اب	اب	اب / ۵×۶ / ۳۰
بطن ثالث	اب / ۵	ام / ۶	اب	اب / ۲۴
بطن رابع	ام / ۵	اب / ۶	ام	ام / ۲۴
	ام / ۵	ام / ۶	ام / ۸	اب / ۱۶

صنف اوّل میں لکھی گئی تفصیل کی روشنی میں اس نقشے کو سمجھ لیا جائے۔

یہاں یہ غلط فہمی ہونے کا اندیشہ ہے کہ بطن اوّل میں اب چار مرتبہ لکھا ہوا ہے۔ ایک شخص کے چار باپ کیسے ہو سکتے ہیں؟ اس اشکال کا منشاء غلط فہمی ہے اس لئے کہ اب چار مرتبہ اس لئے نہیں لکھا گیا کہ باپ چار ہیں، بلکہ چار مرتبہ اس لئے لکھا گیا ہے کہ ایک ہی باپ چار شخصوں کے لئے واسطہ بن رہا ہے۔ اس لئے ہر جگہ اسی کو لکھا گیا۔

نیچے اسی نقشے کو دُوسری طرح لکھا جاتا ہے۔ اوپر نقشے میں چار وارثوں میں سے ہر وارث باپ کے واسطے سے میت کی طرف کیسے منسوب ہے؟ اس کو نقشہ ذیل سے سمجھا جائے۔ ہر وارث کی نشاندہی کے لئے نیچے نمبر لکھ دیا گیا ہے۔



صنف اوّل اور ثانی میں ایک فرق کی نشاندہی

: صنف اوّل میں بتایا گیا تھا کہ جب بطونِ اُصول میں ذکورت و انوثت کا اختلاف ہو تو اختلاف والی پہلی بطن میں ترکہ تقسیم کیا جاتا ہے اور اصول میں تقسیم کرتے ہوئے ذکورت و انوثت اُصول کی معتبر ہوتی ہے اور تعداد فروع کی معتبر ہوتی ہے۔ صنف ثانی میں اُصول میں تقسیم کرتے ہوئے فروع کی تعداد کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ (از قانون وراشت ص ۶۴)

جیسے: مسـ ۳×۳ تصـ ۹ مضروب ③



یہاں بطنِ ثانی میں اختلاف ہوا ہے۔ ام کی فرع ایک ہے اور اب کی فرع دُو ہیں۔ اس کی وجہ سے دُو اب شمار کر کے چار حصے نہیں دیئے گئے، بلکہ ایک اب شمار کیا گیا اور اس کو دو حصے اور ام کو ایک دیا گیا تو مخرج ۳ ہوا۔ اس کے بعد اب کی فرع میں تین حصوں کی ضرورت تھی تاکہ ایک ام اور دُو اب کو دیئے جائیں، جبکہ حصے دُو ہیں اس لئے ۳ کو مضروب بنا کر تصحیح کر لی گئی۔

مشق نمبر ۱۸

صنف ثانی کے لکھے ہوئے قواعد کے مطابق تقسیم کریں۔

① مسـ ______________________

اب	ام	ام	ام
ام	اب	اب	ام
اب	ام	اب	اب

② مسـ ______________________

اب	اب	اب	اب
ام	ام	ام	ام
ام	ام	اب	اب
ام	اب	ام	اب

③ مسـ ______________________

ام	ام	ام	ام	ام	ام	ام
ام	ام	ام	اب	اب	اب	اب
ام	اب	اب	ام	ام	اب	اب
اب	ام	اب	ام	اب	ام	اب

④ مسـ ______________________

ام	ام	ام	اب
ام	اب	اب	ام
اب	ام	اب	اب

صنفِ ثالث صنف ثالث سے مرادمیت کے اصل قریب یعنی ماں ، باپ کی وہ فروع ہیں جو ذوی الفروض وعصبات میں داخل نہیں۔ اس صنف میں بھائی ، بہنوں کی بالواسطہ یا بلاواسطہ وہ اولاد شامل ہے جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہ ہوں۔ کونسے بھائی یا بہن کی کون سی اولاد اس میں شامل ہوگی اس کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ **اخ حقیقی:** (الف) اس کی بلاواسطہ مذکر اولاد (یعنی میت کے بھتیجے) تو عصبہ ہیں وہ اس صنف میں شامل نہیں۔

(ب) بلاواسطہ مؤنث اولاد (یعنی میت کی بھتیجیاں) اس صنف میں داخل ہیں۔

(ج) اخ حقیقی کی بالواسطہ مذکر اولاد چاہے ایک واسطے سے ہو۔ جیسے ابن ابن الاخ العینی یا ابن بنت الاخ العینی یا کئی واسطوں سے ہو۔ جیسے ابن ابن ابن الاخ العینی وغیرہ۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کہیں مؤنث کا واسطہ نہیں تو وہ عصبہ ہے۔ اس صنف میں شامل نہیں۔ اگر کہیں مؤنث کا واسطہ ہو تو اس صنف میں شامل ہے۔

(د) اخ حقیقی کی بالواسطہ مؤنث اولاد اس صنف میں شامل ہے۔

۲۔ **اخ علاتی:** اس میں بھی اخ حقیقی والی تفصیل ہے۔ یعنی اخ علاتی کی مؤنث اولاد اس صنف میں شامل ہے خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ۔ اور مذکر اولاد اگر کسی مؤنث کے واسطے سے ہو تو اس صنف میں شامل ہے، اگر مؤنث کا واسطہ نہ ہو تو عصبہ ہے۔

۳۔ **اخ خیفی:** اس کی ہر قسم کی اولاد اس صنف میں شامل ہے۔ خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ۔

اخوات: ہر قسم کی بہنوں کی مذکر و مؤنث اولاد اس صنف میں شامل ہے۔ یعنی میت کے بھانجے اور بھانجیاں اور ان کی اولاد۔

قواعد توریث: صنف ثالث کی توریث کے قواعد یہ ہیں۔

① صنف اول اور صنف ثانی کے ہوتے ہوئے صنف ثالث کو وارث نہیں بنایا جاتا۔

② پہلی دونوں صنفوں میں سے کوئی موجود نہ ہو اور صنف ثالث کا ایک ہی وارث موجود ہو تو اس کو وارث بنایا جاتا ہے۔

③ صنف ثالث میں سے ایک سے زیادہ وارث موجود ہوں تو سب سے پہلے قرب درجہ کی

بناپر ترجیح ہوگی۔ یعنی اقرب وارث ہوگا اور ابعد محروم ہوگا۔ جیسے ابن الاخت (بھانجا) اور ابن بنت الاخت (بھانجی کا بیٹا) دونوں ہوں تو ابن الاخت وارث اور ابن بنت الاخت محروم ہوگا۔

④ اگر درجہ قرابت میں برابر ہوں، مگر ان میں یہ فرق ہو کہ کسی کی اصل ذوی الفروض یا عصبات میں سے ہے (اس کو مدلی بالوارث کہتے ہیں)، اور کسی کی اصل ذوی الارحام میں سے ہو (اس کو مدلی بغیر الوارث کہتے ہیں) تو مدلی بالوارث وارث ہوگا اور مدلی بغیر الوارث محروم ہوگا۔ جیسے بنت ابن الاخ اور ابن بنت الاخ میں سے پہلی مدلی بالوارث ہے اس لئے کہ اس کی اصل "ابن الاخ" عصبہ ہے اور دوسرا مدلی بغیر الوارث ہے۔ اس لئے کہ اس کی اصل "بنت الاخ" ذوی الارحام میں سے ہے۔ لہٰذا بنت ابن الاخ وارث ہے اور دوسرا محروم ہے۔

⑤ صنفِ ثالث کے ایک سے زیادہ ورثہ درجۂ قرابت میں بھی برابر ہوں اور ادلاء میں بھی مساوی ہوں۔ یعنی سب کی اصل ذوی الفروض و عصبات سے ہو یا سب کی اصل ذوی الارحام سے ہو تو اب دو صورتیں ہیں۔

الف، **جہت اصول متحد ہو:** پہلی صورت یہ ہے کہ عینی، علّی یا خیفی ہونے میں اصول برابر ہوں۔ یعنی سب عینی بھائی، بہنوں کی اولاد ہوں یا سب علاتی بھائی، بہنوں کی اولاد ہوں یا سب خیفی بھائی، بہنوں کی اولاد ہوں۔

اس صورت میں جبکہ درجۂ قرابت، ادلاء اور اصول کی جہت میں مساوی ہوں اتنی بات طے شدہ ہے کہ سب وارث ہوں گے۔ پھر اگر اصول عینی یا علاتی ہوں تو موجودہ ذوی الارحام میں ترکہ "للذکر مثل حظ الانثیین" کے مطابق تقسیم ہوگا۔

جیسے اصول کے عینی ہونے کی مثال:

مسئلہ ۳

الاخ العینی	الاخ العینی
بنت	بنت
ابن	بنت
۲	۱

یا مسئلہ ۳

الاخت العینیہ	الاخت العینیہ
ابن	بنت
۲	۱

سب کے اُصول علاتی ہوں اس کی مثال:

مسئلہ ۳

اخ علاتی	اخ علاتی
بنت	بنت
بنت	ابن
۱	۲

یا مسئلہ ۳

اخت علاتیہ	اخت علاتیہ
بنت	ابن
۱	۲

اگر اُصول خیفی ہوں تو اس میں اختلاف ہے۔ امام ابویوسفؒ کے ہاں یہاں بھی "للذکر مثل حظ الأنثیین" کے مطابق ترکہ موجودہ ورثہ میں تقسیم ہوگا۔ امام محمدؒ کے ہاں مرد وعورت کو برابر رکھا جائے گا۔ اور یہی ظاہر الروایہ ہے۔ جیسے

مسئلہ

اخ خیفی	اخ خیفی
بنت	ابن

امام ابویوسف رحمۃ اللہ کے ہاں: ۲ ۱ = مخرج ۳

امام محمدؒ کے ہاں: ۱ ۱ = مخرج ۲

ب: جہت اُصول مختلف ہو: دوسری صورت یہ ہے کہ اُصول کی جہت مختلف ہو اس صورت میں اختلاف ہے۔ امام ابویوسفؒ کے ہاں قوت قرابت کی بنیاد پر ترجیح دی جائے گی۔ یعنی عینی کی اولاد کی وجہ سے علاتی اور خیفی کی اولاد محروم ہوگی اور علاتی کی اولاد کی وجہ سے خیفی کی اولاد محروم ہوگی۔ جیسے:

مسئلہ ۴

اخ عینی	اخت عینیہ		اخ علاتی	اخت علاتیہ		اخ خیفی	اخت خیفیہ	
بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت
۱	۲	۱	م	م	م	م	م	م

امام ابو یوسفؒ کے ہاں علاتی اور خیفی بھائی، بہنوں کی اولاد محروم ہوگی صرف اخ عینی اور اخت عینیہ کی اولاد وارث ہوگی۔ وہ ۲ دو بنات اور ایک ابن ہے۔ ہر بنت کو ایک سہم اور ابن کو ۲ دو سہم دیئے گئے تو مخرج ۴ ہوا۔ اور جیسے:

مسئلہ ۴

اخ علاتی	اخت علاتیہ		اخ خیفی	اخت خیفیہ	
بنت	ابن	بنت	ابن	بنت	ابن
۱	۲	۱	م	م	م

یہاں علاتی کی اولاد کی وجہ سے خیفی کی اولاد محروم ہے۔

امام محمدؒ کے ہاں تقسیم کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے اصول یعنی بھائی، بہنوں میں ذوی الفروض و عصبات کے ذکر شدہ احکام و حالات کی رعائیت کرتے ہوئے ترکہ تقسیم کیا جائے۔ اگر رد کی ضرورت ہو تو رد کیا جائے۔ اصول میں تقسیم کرتے ہوئے ذکورت و انوثت کا وصف اصول سے اور عدد کا اعتبار فروع سے کیا جائے، پھر عینی، علاتی اور خیفی کے الگ، الگ طائفے بنا لئے جائیں۔ ہر طائفے کے سہام ان کے فروع کی طرف منتقل کیے جائیں۔ عینی اور علاتی کے سہام ان کی فروع پر تقسیم کرتے ہوئے ”للذکر مثل حظ الأنثیین“ کی رعائیت کی جائے۔ اور خیفی کے سہام ان کی فروع میں تقسیم کرتے ہوئے مرد و عورت کو برابر رکھا جائے۔ جیسے

مسئلہ ۳×۳ تصـ ۹ — مضروب ۳

اخ عینی	اخت عینیہ		اخ علاتی	اخت علاتیہ		اخ خیفی	اخت خیفیہ	
ع			م			ثلث		
۳	(۶=۳×۲)	۳				۱	(۳=۲×۱)	۲
بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت	بنت	ابن	بنت
۲	۲	۱	م	م	م	۱	۱	۱

یہاں پہلے بھائی، بہنوں میں ترکہ تقسیم کیا گیا۔ اخ عینی اور اخت عینیہ عصبہ ہیں اخ علاتی اور اخت علاتیہ محروم ہیں۔ اخ خیفی اور اخت خیفیہ کا حصہ ثلث ہے۔ مخرج ۳ ہوا۔ جس میں سے ایک سہم اخ خیفی اور اخت خیفیہ کو ملا۔ اور دُو حصے اخ عینی اور اخت عینیہ کو ملے۔ اخ خیفی اور اخت خیفیہ کو جو ثلث ملا ہے وہ ان میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ اس میں سے دُو حصے اخت خیفیہ کو ملیں گے۔ اس لئے کہ اس کی فرع دُو ہیں اور اخ خیفی کو ایک ملے گا اس لئے کہ اس کی فرع ایک ہے۔ کل تین سہام کی ضرورت ہے، جبکہ مخرج سے ایک حصہ ملا ہے۔ لہٰذا ۳ کو مضروب بنا کر تصیح کی گئی تو مخرج ۹ ہوا۔ اور عینی بھائی، بہن کے کل حصے ۶ ہوئے اور خیفی بھائی، بہن کے سہام ۳ ہو گئے ان میں سے خیفی بھائی کو ایک سہم اور بہن کو دُو دیئے گئے اور عینی بھائی، بہن کے سہام میں سے اخت عینیہ کو ۲ دیئے گئے اس لئے کہ اس کی فرع دو ہیں۔ اور اخ عینی کی فرع چونکہ ایک ہے اس لئے "للذکر مثل حظ الأنثیین" کے مطابق اس کو بھی ۲ حصے دیئے گئے۔

پھر اخ عینی کے ۳ سہام اس کی فرع کی طرف منتقل ہوئے۔ اخت عینیہ کے ۳ سہام اس کی فروع میں "للذکر مثل حظ الأنثیین" کے مطابق تقسیم ہوئے تو ۲ ابن کو اور ایک بنت کو۔ اخ خیفی کا ایک حصہ اس کی فروع کو دے دیا گیا۔ اخت خیفیہ کے ۲ حصے اس کی فروع میں برابر تقسیم ہوئے تو ہر ایک کو ایک، ایک ملا۔

مشق نمبر ۱۹

① مسـ
بنت ابن الأخ — بنت الأخ

② مسـ
بنت ابن الأخ — ابن بنت الأخ

③ مسـ
ابن الأخت — بنت الأخ

④ مسئلہ

اخ عینی	اخ عینی	اخ علاتی	اخ علاتی	اخت خیفیه
بنت	بنت	بنت	بنت	بنت
ابن	بنت ۲	ابن	ابن	بنت ۳

⑤ مسئلہ

اخت علاتیه	اخت علاتیه	اخ علاتی	اخت خیفیه	اخ خیفی
ابن	ابن	بنت	بنت	بنت
بنت ۲	بنت	ابن	ابن ۲	ابن

صنف رابع: صنف رابع سے مراد میت کی اصل بعید یعنی اجداد اور جدات کی وہ فروع جو ذوی الفروض وعصبات میں سے نہ ہو۔ جیسے جد کی بیٹی یعنی پھوپھی اور اس کی اولاد جدہ (نانی) کی بیٹی یعنی خالہ اور اس کی اولاد۔

اس صنف میں یہ رشتے داخل ہیں۔

① عمات (پھوپھیاں)، خواہ عینی ہوں یا علاتی یا اخیافی۔

② پھوپھیوں کی ہر قسم کی اولاد۔ خواہ مذکر ہو یا مؤنث۔ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ۔

③ خیفی عم (چچا)، لیکن عینی یا علاتی چچا عصبات میں سے ہے۔

④ خیفی عم کی ہر قسم کی اولاد۔

⑤ عینی یا علاتی اعمام کی مؤنث اولاد۔ جیسے بنت العم العینی۔ اور وہ مذکر اولاد جو بواسطہ مؤنث منسوب ہو۔ جیسے ابن بنت العم۔ عینی اور علاتی اعمام کی وہ مذکر اولاد جو بواسطہ مؤنث منسوب نہ ہو عصبہ ہے۔ وہ ذوی الأرحام کی صنف رابع میں داخل نہیں۔ جیسے ابن العم یا ابن ابن العم وغیرہ۔

⑥ ہر قسم کی خالہ، خواہ عینی ہوں یا علاتی یا خیفی۔

⑦ ہر قسم کے اخوال (ماموں)، خواہ عینی ہوں یا علاتی یا خیفی۔

⑧ خالہ اور ماموں کی بلاواسطہ یا بالواسطہ مذکر یا مؤنث اولاد۔

پھر جیسے میت کی عمات اور ان کی اولاد، اس کی خالات اور ان کی اولاد، اس کے

اخوال (ماموں) اور ان کی اولاد، اس کے اخیافی اعمام اور ان کی اولاد، میت کے عینی اور علاتی اعمام کی مؤنث اولاد اور عینی اور علاتی اعمام کی وہ مذکر اولاد جو بواسطۂ مؤنث منسوب ہو صنف رابع میں شامل ہے۔ ایسے ہی میت کے باپ اور اس کی ماں کے یہی تمام رشتے بھی اس صنف میں داخل ہیں۔ ایسے ہی میت کے جد اور جدہ کے یہی تمام رشتے بھی اس صنف میں داخل ہو گئے وھلم جرا۔

توریث کا طریقہ اس صنف کی توریث کے قواعد یہ ہیں۔

① پہلی تینوں اصناف میں سے کوئی موجود ہو تو اس صنف کو وارث نہیں بنایا جاتا ہے۔

② پہلی تینوں اصناف میں سے کوئی نہ ہو اور اس صنف کا صرف ایک وارث ہو تو وہ وارث ہوگا۔

③ اگر ایک سے زیادہ ہوں تو سب سے پہلے ترجیح قرب درجہ سے ہوگی۔ جیسے عمّہ کی وجہ سے بنت العم محروم ہوگی۔

اگر درجے میں برابر ہوں تو دو صورتیں ہیں۔ جہت قرابت متحد ہوگی یا مختلف ہوگی۔ جہتِ قرابت متحد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ تمام ماں کی جانب سے ہوں۔ (خالات، اخوال اور ان کی اولاد ماں کی جانب سے قرابت رکھتے ہیں)، یا تمام باپ کی جانب سے ہوں (عمّات، اعمام اور ان کی اولاد باپ کی جانب سے قرابت رکھتے ہیں)، جہتِ قرابت مختلف ہونے سے مُراد یہ ہے کہ بعض جانب ام سے ہوں اور بعض جانب اب سے۔

جہت قرابت کے متحد یا مختلف ہونے کی صُورتوں میں حکم الگ ہے۔

جہت قرابت متحد ہو: جب درجۂ قرابت میں برابر ہوں اور جہت قرابت بھی متحد ہو تو:

① سب سے پہلے قوت قرابت کی بناپر ترجیح ہوتی ہے۔ یعنی عینی کی وجہ سے علاتی اور خلیفی اور علاتی کی وجہ سے خلیفی محروم ہوتا ہے۔ جیسے بنتِ عم عینی کی وجہ سے بنت عم علاتی محروم ہوگی اور جیسے عمۂ علاتیہ کی وجہ سے عمۂ خلیفیہ محروم ہوگی۔

② قوتِ قرابت میں برابر ہوں تو ولد الوارث کی وجہ سے ولد غیر الوارث محروم ہوگا۔ جیسے بنت عم عینی اور بنت عمۂ عینیہ دونوں درجے جہت اور قوت قرابت میں برابر ہیں، پہلی کی اصل عصبہ ہے۔ جبکہ دوسری کی اصل ذوی الارحام سے ہے۔ لہٰذا پہلی وارث ہوگی اور دُوسری محروم ہوگی۔

③ قوتِ قرابت اور ادلاء میں برابر ہوں اور بطونِ اصول میں ذکورت وانوثت کا فرق نہ ہو تو فروع یعنی موجودہ ورثہ پر "للذکر مثل حظ الأنثیین" کے مطابق ترکہ تقسیم ہوگا۔ جیسے:

مسئلہ ۵

العم العینی	العم العینی	العم العینی
بنت	بنت	بنت
ابن	بنت	ابن
۲	۱	۲

تینوں جہت قرابت میں متحد ہیں یعنی سب باپ کی جانب سے ہیں۔ قوتِ قرابت میں بھی برابر ہیں کہ سب عینی ہیں، اور ادلاء میں بھی برابر ہیں۔ لہٰذا مؤنث کو ایک حصہ اور مذکر کو دُو، دُو حصے دیئے تو مخرج ۵ ہوا۔

مسئلہ ۴

خال علاتی	خال علاتی	خال علاتی
ابن	ابن	ابن
بنت	ابن	بنت
۱	۲	۱

تینوں جانب ام سے ہیں۔ قوتِ قرابت اور ادلاء میں برابر ہیں۔ اس لئے ترکہ "للذکر مثل حظ الأنثیین" کے مطابق فروع پر تقسیم کیا گیا۔

④ قوتِ قرابت اور ادلاء میں برابر ہوں اور بطونِ اصول میں ذکورت وانوثت کا فرق ہو تو امام محمدؒ کے ہاں صنف اوّل کی طرح عمل کیا جائے گا۔ جیسے

مسئلہ ۱۰×۲۱ تصح ۲۱۰ — مضروب ۲۱

عم	عم	عم	عم	عم
بنت	بنت	بنت	ابن	ابن
		۶		۴
ابن	ابن	ابن	بنت	بنت
		۶×۲۱=۱۲۶		۴×۲۱=۸۴

بنت	بنت	ابن	ابن	بنت
	۶۳۰=۷×۹۰	۲۵۲=۷×۳۶	۷×۵۶ / ۳۹۲	۷×۲۸ / ۱۹۶
ابن ۲	بنت ۳	بنت ۱	بنت	ابن ۱
۳۶۰	۲۷۰	۲۵۲	۳۹۲	۱۹۶
(فی ابن ۱۸۰)	(فی بنت ۹۰)			

صنفِ اوّل میں لکھی گئی تفصیل کے مطابق اس نقشے کو سمجھا جائے۔

جہت قرابت مختلف ہو: جب درجہ قرابت میں برابر ہوں اور جہت قرابت میں مختلف ہوں یعنی بعض جانب اب سے ہوں اور بعض جانب ام سے تو تقسیم کا طریقہ یہ ہے کہ جو ورثہ باپ کی جانب سے ہیں ان کا الگ طائفہ بنالیا جائے اور جو ماں کی جانب سے ہیں ان کا الگ طائفہ بنالیا جائے۔ طائفہ اب کو ثلثان اور طائفہ ام کو ثلث دے کر ہر طائفے کا حصہ اس کے کنارے پر لکھ دیا جائے۔ اب ہر طائفے کے سہام اس کی فروع کی طرف منتقل کیے جائیں۔ اور فروع کی طرف منتقل کرتے ہوئے درج ذیل امور کی رعایت کی جائے۔

(الف): طائفہ اب اور طائفہ ام دونوں کو الگ، الگ تصور کیا جائے گا۔ ایک طائفے کا دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہوگا۔ ایک طائفہ کے اقوی کی وجہ سے دوسرے طائفے کا اضعف محروم نہیں ہوگا۔ ایسے ہی ایک طائفے کے ولدالوارث کی وجہ سے دوسرے طائفے کا ولدغیرالوارث محروم نہیں ہوگا۔

(ب): ہر طائفے کے سہام فروع کی طرف منتقل کرتے ہوئے قوتِ قرابت کی وجہ سے ترجیح ہوگی۔ یعنی ایک طائفے کے عینی کی وجہ سے اسی طائفے کا علاتی اور خیفی محروم ہوگا اور علاتی کی وجہ سے خیفی محروم ہوگا۔ اگر قوتِ قرابت میں برابر ہوں تو اولاد کی وجہ سے ترجیح ہوگی یعنی ایک طائفے کے ولدالوارث کی وجہ سے ولدغیرالوارث محروم ہوگا۔

(ج) ہر طائفے کے سہام بطونِ اصول میں تقسیم کرتے ہوئے ذکورت اور انوثت کا اعتبار اس بطن سے ہوگا اور تعداد فروع سے معتبر ہوگی۔ جیسے:

مسئلہ ۳×۵ تصحیح ۱۵×۷، تصحیح ۱۰۵ — مضروب ⑤ ⑦

① عمہ علیہ	② عم عینی	③ عم عینی	④ عم عینی	⑤ خالہ علیہ	⑥ خالہ علیہ	⑦ خال علی	⑧ خال خیفی
			۵×۲ / ۱۰				۵×۱ / ۷×۵ / ۳۵
ابن م	ابن ۴	ابن ۴	ابن ۲	بنت ۵	ابن ۲۰	بنت ۱۰	بنت م
ابن ۲ م	بنت ۲ ۷×۴ / ۲۸	بنت ۲ ۷×۴ / ۲۸	بنت ۷×۲ / ۱۴	ابن ۵	ابن ۲ ۲۰ + ۱۰ / ۳۰ (فی ابن ۱۵)		ابن م

درج ذیل ملاحظات سامنے رکھ کر اس نقشے پر غور کیا جائے۔

① کل آٹھ ورثہ ہیں جو درجۂ قرابت میں برابر ہیں۔ پہلے چار طائفۂ اب ہے اور آخری چار طائفۂ ام ہے

② ۳ مخرج بنا کر طائفۂ اب کو ثلثان یعنی ۲ اور طائفۂ ام کو ثلث یعنی ایک دیا گیا۔

③ طائفۂ اب کے سہام فروع میں اس طرح تقسیم ہوئے کہ قوتِ قرابت کی وجہ سے عمۂ علیہ کا ابن محروم ہوا۔ باقی تین ابن میں سے دو کی فرع دو ہیں اور آخری کی فرع ایک ہے۔ کل پانچ ہوئے۔ پانچ کو مضروب بنا کر تصحیح کی گئی۔ اب مخرج ۱۵ ہوا۔ طائفۂ اب کے سہام ۱۰ اور طائفۂ ام کے ۵ ہو گئے۔ طائفۂ اب کے ۱۰ سہام اس کی فروع میں تقسیم ہوئے، ان میں سے نمبر ۲ اور نمبر ۳ کو چار، چار سہام ملے اس لئے کہ ان کی فرع دو، دو ہیں اور نمبر ۴ والے ابن کو ۲ ملے اس لئے کہ اس کی فرع ایک ہے۔ پھر ہر ایک کا حصہ اس کی فرع کی طرف منتقل ہو گیا۔

④ طائفۂ ام کے سہام اس طرح تقسیم ہوئے کہ قوتِ قرابت کا اعتبار کرتے ہوئے خال خیفی کی بنت محروم ہے۔ باقی کل سات رؤس بنتے ہیں۔ وہ اس طرح: نمبر ۵ میں ایک بنت، نمبر ۶ میں ابن کی دو فروع ہیں، اس کی وجہ سے دو ابن شمار ہوگا، پھر "للذکر مثل حظ الأنثیین" کی وجہ سے چار رؤس شمار ہوئے اور نمبر ۷ میں بنت کے دو فروع ہونے کی وجہ سے دو شمار ہوئے۔ کل سات رؤس ہو گئے، جبکہ سہام پانچ ہیں۔ اب سات کو مضروب بنا کر دوبارہ تصحیح کی گئی۔ اب طائفۂ ام کے سہام ۳۵ ہو گئے۔ ان میں ۵ نمبر ۵ کو ملے

اور ۲۰ نمبر ۹ کو اور ۱۰ نمبر ۷ کو ملے۔ پھر نمبر ۵ کے پانچ سہام اس کی فرع کی طرف منتقل ہو گئے۔ اور نمبر ۶ اور ۷ کے (۲۰+۱۰) تیس سہام ان دونوں کی فرع میں دو ابن ہیں ان کو منتقل ہو گئے۔ ہر ایک کو ۱۵ سہام حاصل ہوئے۔

مشق نمبر ۲۰

تخریج کریں۔

(۱) میت
زوج — بنت البنت — عمہ

زوجہ — خالہ خیفیہ

(۲) میت
زوج — خال عینی

(۳) میت
زوج — خال — بنت الخال

(۵) میت
زوج — بنت العم — ابن بنت العم

(۶) میت
عم علاتیہ — عم خیفیہ

(۷) میت
بنت الخال العینی — بنت الخال العلاتی

(۸) میت
بنت ابن العم العینی — بنت بنت العم العینی

(۹) میت
ابن بنت العم العینی — بنت ابن العم العینی

(۱۰) میت

العم العلاتی	العم العلاتی	العم العلاتی
بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	ابن
بنت	بنت	بنت

(۱۱) میت

خال خیفی	خال خیفی	خال خیفی
بنت	بنت	بنت
ابن	ابن	بنت

(۱۲) میت

خالہ عینیہ	خالہ عینیہ	خالہ عینیہ	خالہ عینیہ
بنت	بنت	بنت	ابن
بنت	بنت	ابن	بنت
ابن (۳)	بنت ۲	بنت	ابن ۴

(۱۳) میت

عم عینیہ	عم عینیہ	عم علاتیہ	خال علاتی	خال خیفی
بنت	بنت	ابن	ابن	بنت
بنت	بنت	بنت	ابن	بنت

باب ”مناسخہ“ نمبر(۷)

”مناسخہ“ کا معنی یہ ہے کہ میت کا ترکہ تقسیم ہونے سے پہلے ورثہ میں سے کوئی شخص مر جائے اور اس کا حصہ اس کے ورثہ کی طرف منتقل ہو جائے۔ یہ صورتِ حال عموماً اس وقت پیش آتی ہے جب کسی کی میراث تقسیم کرنے میں تاخیر ہو جائے تو ورثہ میں سے ایک یا زیادہ وارثوں کا انتقال ہو جاتا ہے اور ان کا حصہ ان کے ورثہ میں تقسیم کرنا پڑتا ہے۔

مناسخے کا طریقہ یہ ہے کہ جس شخص کا سب سے پہلے انتقال ہوا ہے اس کو ”مورثِ اعلیٰ“ کہتے ہیں پہلے اس کے ورثہ لکھ کر مسئلہ مکمل حل کیا جائے۔ عول، رد، تصحیح وغیرہ جس عمل کی ضرورت ہو وہ کیا جائے۔ مناسخہ میں ہر وارث کا نام لکھنا چاہیئے۔ جس کا انتقال مورثِ اعلیٰ کے بعد سب سے پہلے ہوا ہے اس کے نیچے اس طرح ل نشان کھینچ دیا جائے۔

اب مورثِ اعلیٰ کے مسئلے کے نیچے تھوڑی سی جگہ چھوڑ کر میت ثانی کے ورثہ لکھ کر اس کو بھی پورا حل کیا جائے۔ عول، رد، تصحیح جس عمل کی ضرورت ہو وہ کیا جائے۔ اس کے بعد میتِ ثانی کو مورثِ اعلیٰ کے ترکہ سے جو حصہ ملا تھا وہ بائیں جانب ”مف“ کا نشان بنا کر اس کے اُوپر لکھ دیا جائے۔ یہ ”مافی الید“ کا نشان ہے۔ اب دوسرے مسئلے کے مخرج اور مافی الید کی نسبت دیکھی جائے۔ یہاں چاروں نسبتوں کا قاعدہ لکھا جاتا ہے۔ جو نسبت ہو قاعدے کے مطابق اسی کا عمل کیا جائے۔

توافق اور تداخل: دوسرے مسئلے کے مخرج اور مافی الید میں توافق یا تداخل ہو تو مخرج اور مافی الید دونوں کا وفق لے لیا جائے۔ مخرج کے وفق سے پہلے مسئلے کے مخرج کو ضرب دے کر مبلغ کو مخرج کے اوپر لکھ دیا جائے۔ یہ مبلغ دونوں مسئلوں

کا مخرج ہوگا۔ پھر اسی (دوسرے مسئلے) کے مخرج کے دفق سے پہلے مسئلے کے تمام سہام کو ضرب دی جائے، مگر میت ثانی جس کا انتقال ہو چکا ہے جس پر ل کا نشان لگا دیا گیا تھا اس کے حصے کو ضرب نہیں دی جائے گی۔ اور مافی الید کے دفق سے دوسرے مسئلے کے تمام سہام کو ضرب دی جائے۔

تباین: اگر دوسرے مسئلے کے مخرج اور مافی الید میں تباین ہو تو مخرج اور مافی الید دونوں کا کل لے کر اسی طرح ضرب کا عمل کیا جائے جو اوپر لکھا گیا۔

تماثل: اگر دوسرے مسئلے کے مخرج اور مافی الید میں تماثل ہو تو کسی عمل کی ضرورت نہیں ہوگی۔ پہلے مسئلے کا مخرج ہی دونوں مسئلوں کے لئے کافی ہوگا

پھر میت ثانی کے بعد جس وارث کا انتقال ہوا ہے۔ جہاں، جہاں اس کا حصہ ہو وہاں حسب سابق نشان لگا دیا جائے اور میت ثالث کے ورثہ لکھ کر اس کی تخریج کی جائے۔ اور جہاں، جہاں اس کو حصہ ملا ہوا ہے وہ تمام جمع کر کے مافی الید قرار دیا جائے اس کے بعد مخرج اور مافی الید میں نسبت دیکھ کر ضرب کا عمل کیا جائے۔ اب تیسرے مخرج کے دفق یا کل سے اوپر دونوں مسئلوں کے سہام کو ضرب دی جائے گی۔ اس کے بعد اگر اور کسی وارث کا انتقال ہوا ہو تو اسی طرح عمل کرتے جائیں۔

آخر میں "الاحیاء" کا لمبا خط کھینچ کر اس کے نیچے تمام زندہ ورثہ کے نام لکھے جائیں۔ اور ہر ایک کے سہام اس کے نام کے نیچے لکھ دیئے جائیں۔ اگر کسی کو کئی جگہ سے حصہ ملا ہو تو جمع کر کے مجموعہ لکھا جائے اور آخری مخرج جو بنا ہے اسکو "مبلغ" کا لفظ لکھ کر اس کے سامنے لکھ دیا جائے۔

مثال: ①

مسئلہ ٦ — مورث اعلیٰ

عم (خالد)	ام (فاطمہ)	زوج (حمید)
ع	ثلث	نصف
١	٢	٣

مسئلہ ٢ — مف ③ زوج (حمید)

ابن (عمران)	ابن (احمد)	ابن (لطیف)
١	١	١

الأحیاء مبلغ

فاطمہ	خالد	لطیف	احمد	عمران	
۲	۱	۱	۱	۱	کل ⑥

یہاں میت ثانی کا مخرج اور مافی الید دونوں ۳ ہیں، تماثل ہونے کی وجہ سے ضرب کی ضرورت نہیں، پہلے مسئلے کا مخرج یعنی ۶ دونوں مسئلوں کے لئے کافی ہے۔

مثال: ②

مسئلہ ۶×۵ تص ۳۰ — مورث اعلیٰ

زوج (حمید)	ام (فاطمہ)	عم (خالد)
۳	۵×۲ / ۱۰	۵×۱ / ۵

مسئلہ ۵ — مف ③ — حمید

ابن لطیف	ابن احمد	ابن عمران	ابن عثمان	ابن حسان
۳×۱ / ۳	۳×۱ / ۳	۳×۱ / ۳	۳×۱ / ۳	۳×۱ / ۳

الأحیاء مبلغ ۳۰

فاطمہ	خالد	لطیف	احمد	عمران	عثمان	حسان	
۱۰	۵	۳	۳	۳	۳	۳	کل ۳۰

یہاں مافی الید اور مخرج ثانی میں تباین ہے۔ مخرج ثانی کے کل یعنی ۵ سے مخرج اول اور اس کے سہام کو ضرب دی گئی اور مافی الید کے کل یعنی ۳ سے میت ثانی کے سہام کو ضرب دی گئی۔

مثال: ③

مسئلہ ۶×۲ تص ۱۲ — مورث اعلیٰ

زوج (احمد)	ام (مریم)	عم (کلیم)
۳	۲×۲ / ۴	۲×۱ / ۲

مسئلہ ۶ — مف ③ — احمد

بیٹے ۶
۱×۶ / ۶

الأحیاء

مریم	کلیم	۶ بیٹے	
۴	۲	۶	کل میزان ۱۲

یہاں ۶ اور ۳ میں تداخل ہے۔ ۶ کے وفق ۲ سے مخرج اول اور اس سہام کو ضرب دی گئی اور ۳ کے وفق ا سے میت ثانی کے سہام کو ضرب دی گئی۔

مثال: ④

مسئلہ ۱۲ × ۲ تص ۲۴ × ۴ تص ۹۶ — مورث اعلیٰ

زوج (احمد)	بنت (فاطمہ)	ام عائشہ	عم کریم
ربع	نصف	سدس	ع
۳	۲×۶ / ۱۲	۲×۲ / ۴	۲×۱ / ۴×۲ / ۸

مسئلہ ۶ — مف ③ — ثانی (احمد)

بنت فاطمہ	ام حمیدہ	اب کلیم
نصف	سدس	سدس + ع
۱×۳ / ۳	۱×۱ / ۴×۱ / ۴	۱+۱ / ۱×۲ / ۴×۲ / ۸

مسئلہ ۴ — مف ④ — ثالث عائشہ

زوج (خالد)	ابن سلیم
ربع	ع
۴×۱ / ۴	۴×۳ / ۱۲

مسئلہ ۴ — مف ⑮ — رابع فاطمہ

زوج (لطیف)	بنت (ہندہ)	ابن (فہیم)
ربع	ع ۳	
۱۵×۱ / ۱۵	۱۵×۱ / ۱۵	۱۵×۲ / ۳۰

الاحیاء — مبلغ ۹۶

کریم	حمیدہ	کلیم	خالد	سلیم	لطیف	ہندہ	فہیم
۸	۴	۸	۴	۱۲	۱۵	۱۵	۳۰

کل میزان = ۹۶

حمل کا بیان
باب نمبر (۸)

حمل کے بارے میں کئی باتیں جاننا ضروری ہیں۔

(۱) شرائطِ توریث حمل: حمل کے وارث ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ اگر حمل مورث یعنی میت کی زوجہ حاملہ کا ہے تو اس حمل کی ولادت اتنی مدت کے اندر ہو کہ اس کا نسب مورث سے ثابت ہو سکے۔ ثبوت نسب کے قواعد کی تفصیل کا یہاں موقعہ نہیں۔ کتب فقہ کے "باب ثبوت النسب" میں اس کی تفصیل مذکور ہوتی ہے۔ دوسری شرط یہ ہے کہ حمل ماں کے پیٹ سے اکثر زندہ باہر آجائے۔ اکثر کا مطلب یہ ہے کہ سیدھا پیدا ہو تو سینہ نکلنے تک زندہ ہو اور اگر پاؤں کی جانب سے پیدا ہو تو ناف نکلنے تک زندہ ہو۔ اگر اس سے پہلے مرجائے تو وارث نہیں ہوگا۔

(۲) ولادت کی انتظار کا حکم: حمل کے کئی حالات ہوتے ہیں کبھی وارث ہوتا ہے کبھی نہیں ہوتا، پھر اگر مذکر ہوگا تو اس کا حصہ اور ہوگا۔ مؤنث ہوگا تو اس کا حصہ اور ہوگا، پھر اس کی وجہ سے دوسرے ورثہ پر اثر بھی مختلف طریقوں سے پڑتا ہے کبھی حمل دوسرے وارث کے لئے حاجب ہوگا کبھی نہیں ہوگا۔ ایسے ہی حمل کے مذکر ہونے کی حالت میں دوسرے ورثہ کے سہام اور ہوں گے اور مؤنث ہونے کی حالت میں سہام اور ہوں گے۔ اگر حمل زندہ پیدا ہوا تو دوسرے ورثہ کے احکام اور ہوں گے اور اگر مردہ پیدا ہوا تو دوسرے ورثہ کا حکم اور ہوگا۔

چونکہ حمل اور اس کے ہوتے ہوئے دیگر ورثہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں، اس لئے اولیٰ یہ ہے کہ تقسیم ترکہ کے لئے حمل کی ولادت کا انتظار کیا جائے۔ حمل کی ولادت کے بعد صحیح صورت حال سامنے آنے کے بعد ترکہ تقسیم کیا جائے۔ لیکن حنفیہ کے ہاں انتظار کرنا ورثہ

پر واجب نہیں۔ تمام ورثہ بخوشی انتظار پر راضی ہوں تو بہتر ہے ورنہ کسی کو انتظار پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اگر ورثہ انتظار پر آمادہ نہ ہوں اور وہ فوراً تقسیم چاہیں تو ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا، جس کا طریقہ آگے آرہا ہے۔

توریثِ حمل کا طریقہ: اگر حمل کی ولادت کا انتظار کئے بغیر ترکہ تقسیم کرنا ہو تو مسئلے کی تخریج کا طریقہ کیا ہوگا؟ اس سے پہلے تین اصولی باتیں ذہن نشین ہونا ضروری ہیں، پہلے وہ تین باتیں، اس کے بعد تخریج کا طریقہ لکھا جاتا ہے۔

(۱) ____ حمل کی کتنی تعداد فرض کر کے ترکہ تقسیم کیا جائے؟ اِس سلسلے میں ائمہ کا اختلاف ہے، خود ائمہ حنفیہ سے بھی مختلف روایات مروی ہیں، لیکن مفتیٰ بہ قول یہی ہے کہ حمل کو ایک فرض کر کے ترکہ تقسیم کیا جائے، لیکن زندہ ورثہ سے اس بات پر کفیل لیا جائے گا کہ اگر حمل کی تعداد ایک سے زیادہ ہوئی تو ورثہ کو جو سہام ملے ہیں ان میں کمی کر کے زائد تعداد کا حصہ پورا کیا جائے گا۔

(۲) ____ حمل کو مذکر یا مؤنث فرض کر کے دونوں صورتوں میں ترکہ تقسیم کر کے دیکھا جائے گا۔ دو صورتوں میں سے جو حالت حمل کے لئے بہتر ہو فی الحال اس کا اعتبار کر کے تقسیم کر دیا جائے گا۔ اور حمل کا حصہ محفوظ کر لیا جائے گا، مثلاً ذکورت یا انوثت ایک صورت میں حمل وارث بنتا ہے اور ایک میں محجوب ہوتا ہے تو اس کو وارث سمجھ کر ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ اور اگر دونوں صورتوں میں وارث تو ہو، مگر ذکورت یا انوثت میں سے ایک صورت میں حصہ زیادہ ہو اور دُوسری صورت میں حصہ کم ہو تو جس صورت میں حصہ زیادہ بنتا ہے اس کا اعتبار کر کے ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔

(۳) ____ حمل کے علاوہ دُوسرے ورثہ میں سے ہر ایک کے لئے ذکورت یا انوثت میں جس صورت میں حالت ادنیٰ ہو اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ لہٰذا اگر ایک صورت میں وارث ہوتا ہے اور دُوسری صورت میں محجوب ہوتا ہے تو محجوب قرار دے کر ترکہ تقسیم کیا جائے گا۔ اور اگر ایک صورت میں حصہ زیادہ ہو اور دُوسری صورت میں کم ہو تو فی الحال کم حصہ دے کر باقی ولادت تک محفوظ رکھا جائے گا۔

خلاصہ: تینوں باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ حمل کو ایک فرض کر کے حمل کے لئے احسن الحالین کا اور دیگر ورثہ کے لئے اسوء الحالین کا اعتبار کیا جائے گا۔

تخریج کا طریقہ: سب سے پہلے حمل کی ذکورت یا انوثت دونوں اعتبار سے مسئلہ حل کر کے عول، رد، تصحیح وغیرہ جس کی ضرورت ہو اس کا عمل کر کے ہر ایک کا حصّہ معلوم کیا جائے۔

اس کے بعد باعتبار ذکورت و انوثت جو دو مسئلے بنائے گئے ہیں ان دونوں کے مخرج کو متحد کیا جائے۔ متحد کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں مخرجوں میں نسبت دیکھی جائے، تداخل یا توافق ہو تو دونوں کا وفق لے لیا جائے اور اگر تباین ہو تو دونوں کا کل لے لیا جائے اور ایک مسئلہ کے کل کو (بصورت تباین) یا وفق کو (بصورت تداخل یا توافق) دوسرے مسئلے کے کل میں ضرب دی جائے۔ ضرب سے جو مبلغ حاصل ہوگا یہ دونوں کا مشترکہ مخرج ہوگا۔ اگر دونوں مسئلوں کے مخرج میں تماثل ہو تو ضرب کی ضرورت ہی نہیں ہوگی۔

اس کے بعد ہر مسئلے کے سہام کو دوسرے مسئلے کے مخرج کے وفق (بصورت تداخل و توافق) یا کل (بصورت تباین) سے ضرب دی جائے۔

اس کے بعد حمل کے علاوہ ورثہ میں سے ہر ایک کا حصّہ دونوں صورتوں میں سے جس صورت میں کم ہو وہ دیدیا جائے۔ باقی تمام سہام حمل کی ولادت تک محفوظ کر لئے جائیں۔

جب حمل کی ولادت ہوگی تو تین صورتیں ہو سکتی ہیں۔

۱۔ حیًا پیدا ہو اور مذکر ہو۔

۲۔ حیًا پیدا ہو اور مؤنث ہو۔

۳۔ میتًا پیدا ہو۔

اگر حمل مذکر پیدا ہوا تو حمل کے ذکورت کے اعتبار سے جو سہام بنتے ہیں وہ اس کو دیدیئے جائیں۔ دیگر ورثہ کے بارے میں دیکھا جائے ان میں سے اگر کسی کو اتنے ہی سہام پہلے ملے تھے جو حمل کی ذکورت کے اعتبار سے ان کو ملنے تھے تو اس کے سہام پورے ہوگئے۔ اگر اس سے کم ملے تھے تو اس کے سہام پورے کر دیئے جائیں۔

اگر حمل مؤنث پیدا ہوا تو انوثت کے اعتبار سے جتنے سہام حمل کے بنتے ہیں اس

کو دے دیئے جائیں اور دیگر ورثہ کے انوثت کے اعتبار سے جو سہام بنتے ہیں وہ پورے کر دیئے جائیں۔

اگر حمل میتاً پیدا ہو تو حمل کو کالعدم شمار کر کے دیکھا جائے کہ اب ہر ایک کا کتنا حصّہ بنتا ہے؟ پھر سابقہ مخرج جو دونوں مخرجوں کو متحد کر کے بنایا گیا تھا اس مخرج میں سے وہ حصّہ پورا کر دیا جائے۔ اس کی مثال یہ ہے:

مسئلہ ۲۴×۳ / ۷۲×۳ تصحیح ۲۱۶ — مضروب ۳

	زوجہ	بنت	حمل (ابن)	ام	اب
باعتبار ذکورتِ حمل	ثمن	ع (بنت و حمل)		سدس	سدس
	۳	۱۳ (بنت و حمل)		۴	۴
	×۳	×۳		×۳	×۳
	۹	۳۹ (بنت و حمل)		۱۲	۱۲
		۱۳	۲۶		
	×۳	×۳	×۳	×۳	×۳
	۲۷	۳۹	۷۸	۳۶	۳۶

مسئلہ ۲۴ / ۲۷

	زوجہ	بنت	حمل (بنت)	ام	اب
باعتبار انوثتِ حمل	ثمن	ثلثان (بنت و حمل)		سدس	سدس ع
		۱۶ (بنت و حمل)			
	۳	۸	۸	۴	۴
	×۸	×۸	×۸	×۸	×۸
	۲۴	۶۴	۶۴	۳۲	۳۲

فی الحال ہر وارث کو اقل حصّہ دیکر باقی ولادت تک موقوف کر دیا جائے گا۔ لہٰذا زوجہ کو ۲۴، بنت کو ۳۹، ام کو ۳۲ اور اب کو بھی ۳۲ سہام دیئے جائیں گے۔ باقی ۸۹ سہام موقوف رکھے جائیں۔ پھر اگر حمل مذکر پیدا ہو تو ۸، سہام اس کو دیئے جائیں گے۔ حمل کی ذکورت میں زوجہ ۲۷ سہام کی مستحق ہوگی۔ پہلے اس کو ۲۴ ملے تھے مزید ۳ سہام دے

کر اس کے ۲۷ سہام پورے کر دیئے جائیں گے۔ بنت ۳۹ سہام کی مستحق ہے جو اس کو مل چکے ہیں۔ ام اور اب دونوں بصورت ذکورت حمل ۳۶ سہام کے مستحق ہیں، جبکہ ۳۲ ملے تھے۔ لہٰذا چار، چار سہام ان کو مزید دیئے جائیں گے۔ اب موقوفہ سہام اس طرح پورے ہو گئے۔

حمل		زوجہ		ام		اب		مجموعہ میزان
۷۸	+	۳	+	۴	+	۴	=	۸۹

اگر حمل مؤنث پیدا ہوا تو ۲۴ سہام اس کو دیئے جائیں گے۔ حمل کے مؤنث ہونے کی صورت میں زوجہ ۲۴ سہام کی اور ام اور اب ۳۲ سہام کے مستحق ہیں اور ان تینوں کو اتنے سہام مل چکے ہیں۔ بنت ۶۴ کی مستحق ہے، جبکہ اس کو ۳۹ ملے ہیں، لہٰذا ۶۴ سہام پورے کرنے کے لئے اس کو ۲۵ سہام اور دیئے جائیں گے۔ اب ۸۹ موقوفہ سہام کی تقسیم اس طرح ہوتی ہے۔

حمل		بنت		میزان
۶۴	+	۲۵	=	۸۹

اگر حمل مردہ پیدا ہوا تو سہام اس طرح تقسیم ہوں گے۔

زوجہ: ۲۱۶ ÷ ۸ = ۲۷

بنت: ۲۱۶ ÷ ۲ = ۱۰۸

ام: ۲۱۶ ÷ ۶ = ۳۶

اب: ۲۱۶ ÷ ۶ = ۳۶

مجموعہ: ۲۰۷

بقایا: ۹ یہ باپ کو عصوبت کی وجہ سے ملیں گے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حمل کے مردہ ہونے کی حالت میں زوجہ ثمن کی ہی مستحق ہے مخرج یعنی ۲۱۶ کو ۸ پر تقسیم کرنے سے ثمن نکل آیا جو کہ ۲۷ سہام ہیں۔ بنت چونکہ ایک رہ

گئی ہے وہ نصف کی مستحق ہے ۲۱۶ کو ۲ پر تقسیم کرنے سے ۱۰۸ نصف ہوا۔ ام اور اب سدس کے مستحق ہیں۔ ۲۱۶ کو ۶ پر تقسیم کرنے سے سدس ۳۶ ظاہر ہوا۔ اسی طرح ۹ سہام باقی بچے جو عصبہ ہونے کی وجہ سے اب کو مل گئے۔

مثال (۲) : بطور نمونہ کے ایک مثال اور حل کی جاتی ہے۔ تمرین میں دیئے گئے سوالات اسی نمونے کے مطابق حل کیے جائیں۔

سوال : میت نے زوجہ حاملہ، ام اور اب کو چھوڑا۔

جواب :

زوجہ ۲۴	حمل (ابن)	ام	اب	
ثمن	ع	سدس	سدس	بصورت ذکورتِ حمل
۳	۱۳	۴	۴	

زوجہ ۲۴	حمل (بنت)	ام	اب	
ثمن	نصف	سدس	سدس ع	بصورتِ انوثتِ حمل
۳	۱۲	۴	۴ + ۱ = ۵	

فی الحال: زوجہ	ام	اب	کل	موقوفہ سہام
۳ +	۴ +	۴ =	۱۱	۱۳

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورت ذکورتِ حمل :

حمل
۱۳

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورتِ انوثتِ حمل :

حمل	اب	میزان
۱۲ +	۱ =	۱۳

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورتِ موت:

زوجہ کے لئے ربع۔ ۲۴ ÷ ۴ = ۶

ام کے لئے سدس۔ ۲۴ ÷ ۶ = ۴

اب کے لئے سدس۔ ۲۴ ÷ ۶ = ۴

مجموعہ: ۱۴

بقایا: ۱۰ اب کو عصوبتہ کی وجہ سے ملیں گے۔

مشق نمبر ۲۱

① میت نے ایک بھائی، ایک بہن، حاملہ ماں اور باپ کو چھوڑا۔

② میت نے زوجہ، بنت الابن، بیٹے کی حاملہ بیوی (بہو) اور ام کو چھوڑا۔

③ میت نے حقیقی بھائی، اب، حاملہ ماں کو چھوڑا، لیکن ماں میت کے باپ کے علاوہ دُوسرے شخص سے حاملہ ہے۔

④ میت نے زوجہ، بیٹے کی حاملہ بیوی اور اخت عینیہ کو چھوڑا۔

⑤ میت نے حاملہ بیوی، بنت اور ام کو چھوڑا۔

⑥ میت نے حاملہ بیوی، بنت الابن اور حاملہ ماں کو چھوڑا۔ لیکن ماں میت کے باپ کے علاوہ سے حاملہ ہے۔

⑦ میت نے چچا، بھائی کی حاملہ بیوی، بنت اور ام کو چھوڑا۔

ایک ضروری وضاحت: حمل کی موت کی صورت میں تقسیمِ سہام کا جو طریقہ لکھا گیا ہے اس پر عمل اس صورت میں آسان ہے جبکہ مسئلے میں عول یا رد نہ ہو۔ اگر مسئلے میں عول یا رد ہو تو اس پر عمل مشکل ہے۔ اس لئے کہ عول کی صورت میں ذوی الفروض کو پورا حصّہ نہیں

مل رہا ہوتا، بلکہ ہر ایک کے حصے میں کچھ کمی واقع ہوتی ہے۔ اور رد کی صورت میں ہر ایک کے حصے میں کچھ اضافہ ہو جاتا ہے۔

مثال ①:

مسـ ۸×۴ تصـ ۳۲ باقی، ۴

زوجہ	بنت	~~حمل~~	ام
ثمن	نصف		سدس
۴×۱	۷×۳		۷×۱
۴	۲۱		۷

اس مثال میں حمل کو میت شمار کرتے ہوئے کالعدم قرار دے کر مسئلہ حل کریں تو رد کی ضرورت پیش آتی ہے۔ رد کی وجہ سے بنت کو نصف سے زائد مل رہا ہے اس لئے کہ ۳۲ کا نصف ۱۶ ہے، جبکہ اس کو ۳۲ میں سے ۲۱ سہام مل رہے ہیں۔ ایسے ہی ام کو سدس سے زائد مل رہا ہے۔ اس لئے ۳۲ کا سدس ۵، ۳۳ تقریباً ہے۔ جبکہ اس کو ۳۲ میں سے ۷ سہام ملے ہیں۔ اب مشکل یہ ہے کہ حمل کی موت کی صورت میں بنت کو مخرج کا نصف اور ام کو مخرج کا سدس نہیں دیا جا سکتا۔

مثال (۲)

مسـ ۱۲ عـ ۱۳

زوج	بنت ‿ بنت	~~حمل للام~~	ام
ربع	ثلثان		سدس
۳	۸		۲

یہاں حمل کی عدم موجودگی میں بھی مسئلے میں عول ہے۔ اب زوج کو ۱۳ میں سے ۳ سہام مل رہے ہیں جو کہ ربع سے کم ہے۔ اور دونوں بنات کو ۱۳ میں سے ۸ سہام مل رہے ہیں جو کہ ثلثان سے کم ہے اور اسی طرح ام کو ۱۳ میں سے ۲ سہام رہے ہیں جو کہ سدس سے کم ہے۔ اب عول کی صورت میں بھی یہی مشکل ہے کہ زوج کو مخرج کا ربع اور بنات کو مخرج کا ثلثان اور ام کو مخرج کا سدس نہیں دے سکیں گے۔ اس لئے کہ ان سب کا حصہ کم ہو چکا ہے۔

اس سے اتنی بات واضح ہو گئی کہ رد یا عول کی صورت میں بصورت موت حمل، حمل کے علاوہ باقی ورثہ کے سہام نکالنا عامی کے لئے مشکل ہے۔ اس لئے ایسی صورت میں درج ذیل

طریقے سے مسئلہ حل کیا جائے تو بہتر ہے۔

تین طرح مسئلہ حل کیا جائے۔ ایک بصورت ذکورتِ حمل، دُوسرا بصورت انوثتِ حمل اور تیسرا بصورت موتِ حمل۔ پھر مناسخے کے طریقے کے مطابق تینوں کا مخرج متحد کرلیا جائے ہر ایک کو تینوں میں سے اقل دے دیا جائے اور باقی سہام موقوف رکھے جائیں۔ پھر جو صورت ظاہر ہو اسی کے مطابق عمل کرلیا جائے۔

اب مذکورہ مثال کو بطور نمونہ کے حل کیا جاتا ہے۔

مثال

مسئلہ ۵×۸ — تصحیح ۱۸×۴۰ — ۴×۷۲۰ تصحیح — تصحیح ۲۸۸۰ — مضروب ۵

زوجہ	بنت	حمل (بنت)	ام	
ثمن	مشترک (۷×۴ / ۲۸)		سدس	بصورت انوثتِ حمل
۵×۱				
۱۸×۵	۱۸×۱۴	۱۸×۱۴	۷×۱	
۴×۹۰	۴×۲۵۲	۴×۲۵۲	۱۸×۷	
۳۶۰	۱۰۰۸	۱۰۰۸	۴×۱۲۶	
			۵۰۴	

مسئلہ ۳×۲۴ تصحیح ۷۲ — مضروب ۳

زوجہ	بنت	حمل (ابن)	ام	
ثمن	ع (۳×۱۷ / ۵۱)		سدس	بصورت ذکورتِ حمل
۳×۳			۳×۴	
۱۰×۹	۱۰×۱۷	۱۰×۳۴	۱۰×۱۲	
۴×۹۰	۴×۱۷۰	۴×۳۴۰	۴×۱۲۰	
۳۶۰	۶۸۰	۱۳۶۰	۴۸۰	

مسئلہ ۴×۸ باقی تصحیح ۳۲ — مضروب ۴

زوجہ	بنت	ام	
۴×۱	۷×۳	۷×۱	بصورت موتِ حمل
۹۰×۴	۹۰×۲۱	۹۰×۷	
۳۶۰	۱۸۹۰	۶۳۰	

فی الحال تقسیم:

زوجہ	بنت	ام	کل تقسیم شدہ سہام	موقوفہ سہام
۳۶۰	۶۸۰	۴۸۰ =	۱۵۲۰	۱۳۶۰

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورتِ ذکورت:

حمل : ۱۳۶۰ ، تمام موقوفہ سہام حمل کو مل گئے اور دیگر ورثہ کے سہام پہلے ہی مکمل وصول ہو چکے ہیں.

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورت انوثت:

حمل	بنت	ام	
۱۰۰۸	۳۲۸	۲۴ =	۱۳۶۰

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورت موت حمل:

بنت	ام	
۱۲۱۰	۱۵۰ =	۱۳۶۰

باب "مفقود کا بیان" نمبر (۹)

مفقود سے مُراد ایسا غائب شخص ہے جس کی موت و حیات کا علم نہ ہو۔ مفقود کے تین احکام قابلِ غور ہیں۔

① مفقود کی زوجہ کے احکام۔ یہاں اس کی تفصیل کا محل نہیں۔ اس کے لئے کُتبِ فقہ، خصُوصًا حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانوی ؒ کی کتاب "حیلۂ ناجزہ" کی طرف مراجعت کی جائے۔

② مفقود کے اپنے مال کے احکام۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ مفقود کو اپنے مال کے حق میں زندہ سمجھا جائے گا جب تک دو باتوں میں سے ایک بات نہ پائی جائے یا اس کی موت بیّنہ سے ثابت ہو جائے، یا مفقود کی عُمر نوّے برس ہو جائے ان دونوں باتوں میں سے کسی ایک بات کے پائے جانے تک مفقود کو اپنے مال کے حق میں زندہ قرار دینے کا ایک ثمرہ یہ بھی ہوگا کہ اس کا ترکہ اس کے ورثہ میں فی الحال تقسیم نہیں ہوگا جب اس کی موت ثابت ہو جائے گی۔ یا اس کی عمر نوّے برس ہو جائے گی اس وقت اس کی موت کا فیصلہ کیا جائے گا اور اس وقت اس کے جو ورثہ زندہ ہوں گے ان میں ترکہ تقسیم کر دیا جائے گا۔ موت کا فیصلہ ہونے سے پہلے جو ورثہ اِنتقال کر گئے ہوں وہ وارث نہیں ہوں گے۔

③ دُوسروں کے اموال کے بارے میں مفقود کا حکم۔ اس کی وضاحت یہ ہے کہ دُوسروں کے اموال کے بارے میں مفقود کو میت شمار کیا جائے گا، لہٰذا اس کے اقارب میں سے کسی کا اِنتقال ہو تو وہ وارث نہیں ہوگا۔ لیکن مفقود کی موت کا چونکہ علم نہیں، اس لئے یہ احتمال بھی موجود ہے کہ مفقود واپس آجائے اس صورت میں وہ اپنے حصّے کا مستحق ہوگا۔ لہٰذا جن لوگوں کا مفقود وارث ہو سکتا ہے ان کا ترکہ تقسیم کرتے ہوئے

مفقود کا حصہ اس کی عمر نوے برس ہونے تک موقوف رکھا جائے گا۔ اس کی تخریج کا طریقہ درج ذیل ہے۔

مفقود کے ہوتے ہوئے تخریج کا طریقہ: میت کے ورثہ میں سے کوئی وارث مفقود ہو تو تخریج کا طریقہ یہ ہے کہ مفقود کے زندہ یا میت ہونے کے اعتبار سے دو مسئلے بنائے جائیں۔ اور ہر مسئلہ مکمل حل کر لیا جائے۔ تصحیح، رد، عول وغیرہ جس عمل کی ضرورت ہو وہ کیا جائے۔ اس کے بعد حمل کے بیان میں بتائے گئے طریقے کے مطابق دونوں مسئلوں کا مخرج متحد کر لیا جائے۔ مفقود کے علاوہ ہر وارث کو دونوں حصوں میں سے اقل دے کر باقی محفوظ کر لیا جائے۔

اب مفقود کی چار حالتیں ہو سکتی ہیں۔

① اگر مفقود کی حیات ظاہر ہو گئی تو وہ اپنا حصہ لے گا اور مفقود کی حیات کی صورت میں دوسرے ورثہ میں سے جن کو اقل حصہ ملا تھا وہ پورا کر دیا جائے۔

② اگر یہ ثابت ہو گیا کہ مفقود کی موت واقع ہو چکی ہے اور اس کی موت مورث کی موت کے بعد ہوئی ہے تو بھی مفقود اپنے حصے کا مستحق ہے اور اس کا حصہ اس کے ورثہ کی طرف منتقل کر دیا جائے گا۔ اور دیگر ورثہ کے سہام جو بصورتِ حیاتِ مفقود بنتے ہیں وہ مکمل کر دیئے جائیں گے۔

③ یہ ثابت ہو گیا کہ مفقود مورث سے پہلے مر چکا ہے۔

④ یا اس کی موت و حیات کا علم نہیں ہوا، لیکن مفقود کی عمر نوے برس ہونے کی وجہ سے اس کی موت کا حکم لگا دیا گیا ہے۔

ان دونوں صورتوں میں موقوفہ سہام دوسرے ورثہ پر تقسیم کر دیئے جائیں گے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ مفقود کی موت کی صورت میں ہر وارث کا جو حصہ بنتا ہے، اگر وہ مل گیا تو ٹھیک ورنہ اس کا حصہ پورا کر دیا جائے گا۔

مثال (۱):

مسئلہ ۲×۲ بعد ۵۶

مضروب ۲

زوجہ	اخت عینیہ	ع	اخ عینی مفقود	
نصف				بصورت حیات مفقود
۲×۱ / ۳	۲×۷ / ۱۴	۳×۱ / ۳	۲×۷ / ۱۴	

مسئلہ ۲

زوجہ	اخت عینیہ	
نصف	ثلثان	بصورت موت مفقود
۳	۴	
۸×	۸×	
۲۴	۳۲	

فی الحال زوجہ کو ۲۴ اور دونوں بہنوں کو ۱۴ سہام دیئے جائیں گے اور باقی ۱۸ سہام موقوف رکھے جائیں گے۔ اگر مفقود اخ عینی واپس آگیا یا مورث کی موت کے بعد اس کی موت ظاہر ہوگئی تو ۱۴ سہام وہ لے گا اور حیات مفقود کی صورت میں زوجہ ۲۸ سہام کی متحق ہے جبکہ اس کو ۲۴ ملے تھے، اس لئے اس کے ۲۸ سہام پورے کرنے کے لئے اس کو مزید ۴ سہام دیئے جائیں گے۔ اس طرح ۱۸ موقوفہ سہام تقسیم ہوجائیں گے۔

اگر مفقود کی موت کا حکم لگادیا گیا تو بصورت موت مفقود زوجہ کے ۲۴ سہام بنتے ہیں جو اس کو مل چکے ہیں۔ دو بہنوں کے ۳۲ سہام بنتے ہیں جبکہ ان کو ۱۴ ملے تھے۔ موقوفہ ۱۸ سہام ان کو دینے سے ان کے ۳۲ سہام پورے ہوجائیں گے۔

مثال (۲):

۳۶ / ۱×۳۶ / ۳×۱۲

مسئلہ ۳ مضروب

زوج	بنت	ابن (مفقود)	اب	
ربع	ع		سدس	بصورت حیات مفقود
۳	۷	۱۴	۲	
۳×	۳×		۳×	
۹	۲۱		۶	

مسئلہ ۱۲

زوج	بنت	اب	
ربع	نصف	سدس	بصورتِ موت مفقود
۳	۶	ع	
×۳	×۳	۲	
۹	۱۸	۱	
		۳	
		×۳	
		۹	

فی الحال:

زوج = ۹ ، بنت = ۷ ، اب = ۶ ، موقوفہ سہام = ۱۴

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورتِ حیات مفقود: مفقود = ۱۴

موقوفہ سہام کی تقسیم بصورتِ موت مفقود: مجموعہ

بنت	اب	مجموعہ
۱۱	۳	= ۱۴

مشق نمبر ۲۲

تخریج کریں۔

① مسئلہ

زوج	اخ عینی	اخ عینی (مفقود)	ام

② مسئلہ

زوج	اخ خیفی	اخت خیفیہ	اب (مفقود)	جد

③ مسئلہ

زوجہ	ابن (مفقود)	اخ خیفی	اب

④ مسئلہ

زوجہ	بنت	ابن (مفقود)	اخت عینیہ	اب

⑤ مسئلہ

زوج	بنت	ابن (مفقود)	بنت الابن	ام

باب نمبر (۱۰)
"خنثیٰ کا بیان"

(۱) **خنثیٰ کی توریث:** خنثیٰ کے بارے میں علامات میں غور کر کے اس کو مذکر یا مؤنث قرار دیا جاتا ہے۔ علامات کی تفصیل کُتب فقہ میں مذکور ہے۔ اگر علامات سے اس کے مذکر ہونے کا فیصلہ ہو تو مذکر والا حصہ لے گا، مؤنث ہونے کا فیصلہ ہو تو مؤنث والا حصہ لے گا۔ اگر علامات سے مذکر یا مؤنث ہونے کا فیصلہ نہ ہو سکے تو اس کو "خنثیٰ مشکل" کہتے ہیں۔ اس کا میراث میں حکم یہ ہے کہ اس کو "اسوء الحالین" دیا جاتا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو مذکر اور مؤنث فرض کر کے دونوں طرح مسئلہ بنایا جائے۔ پھر حمل میں مذکورہ طریقے کے مطابق دونوں مسئلوں کا مخرج متحد کر لیا جائے اس کے بعد جس صورت میں خنثیٰ کا حصہ کم بنتا ہو اس کے مطابق حصے جاری کر دیئے جائیں۔

یاد رہے کہ خنثیٰ اب، جد، ام، جدہ، زوج یا زوجہ نہیں ہو سکتا۔

مثال (۱):

مسئلہ ۲

زوج	اخت عینیہ	علاتی خنثیٰ (اخ علاتی)
نصف	نصف	ع
۱	۱	م

مسئلہ ۶ / ۷

زوج	اخت عینیہ	علاتی خنثیٰ (اخت علاتیہ)
نصف	نصف	سدس
۳	۳	۱

اس صورت میں مذکر ہونے کی صورت میں محروم اور مؤنث ہونے کی صورت میں وارث ہے، لہٰذا مذکر فرض کیا جائے گا۔

مثال (۲)؛

مسئلہ ۲

ابن العم	ولد العم خنثیٰ (ولد العم)
۱	۱

مسئلہ ۱

ابن العم	ولد العم خنثیٰ (بنت العم)
۱	م

اس صورت میں عورت ہونے کی صورت میں محروم اور مذکر ہونے کی صورت میں وارث ہے، لہٰذا مؤنث فرض کیا جائے گا۔

مثال (۳)؛

مسئلہ ۶ × ۴ تصح ۲۴

زوج	اخت خیفیہ	خنثیٰ (اخ علاتی)	ام
نصف	سدس	ع	سدس
۳	۱	۱	۱
۴×	۴×	۴×	۴×
۱۲	۴	۴	۴

مسئلہ ۶ عـ ۸

زوج	اخت خیفیہ	خنثیٰ (اخت علاتیہ)	ام
نصف	سدس	نصف	سدس
۳	۱	۳	۱
۳×	۳×	۳	۳×
۹	۳	۹	۳

یہاں بصورتِ ذکورت خنثیٰ کو ۴ سہام ملتے ہیں اور بصورتِ انوثت خنثیٰ کو ۹ سہام ملتے ہیں، اس لئے مذکر فرض کر کے پہلے مسئلے کے مطابق سہام تقسیم کیے جائیں گے۔

ضمیمہ

۱۔ مقاسمۃ الجد
۲۔ تخارج
۳۔ تقسیم ترکہ کا طریقہ
۴۔ جن کا وقت دفات معلوم نہ ہو ان کی توریث۔

مقاسمۃ الجد:

کسی مسئلے میں جد اور بہن، بھائی جمع ہو جائیں تو میراث کیسے تقسیم ہوگی؟ اتنی بات پر اجماع ہے کہ بہن یا بھائی خیفی ہوں تو وہ جد کی وجہ سے محجوب ہوتے ہیں حقیقی بھائی، بہن یا علاتی بھائی، بہن اور جد موجود ہوں تو اس صورت میں بنیادی طور پر دو قول ہیں۔

(۱) امام ابو حنیفہ کا مفتی بہ قول یہ ہے کہ حقیقی اور علاتی بھائی، بہن بھی جد کی وجہ سے محجوب ہوتے ہیں جد وارث ہوگا اور حقیقی اور علاتی بھائی بہن وارث نہیں ہوں گے۔ صحابہؓ میں سے حضرت ابو بکر اور دوسرے بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا یہی مسلک ہے۔

(۲) ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ حقیقی اور علاتی بھائی، بہن جد کی وجہ سے محجوب نہیں ہوتے، جد کے ہوتے ہوئے حقیقی اور علاتی بھائی، بہن وارث ہوتے ہیں حضرت زید بن ثابت، حضرت علی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا یہی مسلک ہے حاصل یہ ہوا کہ امام ابو حنیفہؒ "مقاسمۃ الجد" کے قائل نہیں ہیں، ائمہ ثلاثہ اور صاحبین "مقاسمۃ الجد" کے قائل ہیں۔

جو حضرات جد کے ہوتے ہوئے حقیقی اور علاتی بھائی، بہن کی توریث کے قائل ہیں ان کا آپس میں توریث کے طریقے میں اختلاف ہے۔ توریث کے طریقے میں تین مذاہب

ہیں ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہے ، دُوسرا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ، تیسرا حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا۔ ائمہ ثلاثہ اور صاحبین کا عمل حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مذہب پر ہے اس لئے یہاں تینوں طریقوں کی تفصیل نہیں لکھی جائے گی، بلکہ حضرت زید بن ثابتؓ کے مذہب کی تفصیل پر اکتفاء کیا جائے گا۔

جد اور حقیقی یا علاتی بھائی ، بہنوں کے جمع ہونے کی بُنیادی طور پر دُو صورتیں ہیں۔

(۱) جد کے ساتھ صرف حقیقی یا علاتی بھائی یا بہن ہو ذوی الفروض میں سے اور کوئی نہ ہو۔

(۲) جد کے ساتھ حقیقی یا علاتی بھائی یا بہن کے علاوہ ذوی الفروض میں سے اور وارث بھی موجود ہوں۔

اگر ذوی الفروض میں سے کوئی اور وارث نہ ہو تو جد اور بھائی ، بہن دونوں کو وارث بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ دو طرح مسئلہ حل کیا جائے گا۔ ایک مسئلے میں جد کو ایک بھائی فرض کر کے میراث تقسیم کی جائے گی۔ جد کو ایک بھائی فرض کر کے میراث تقسیم کرنا اس کو "مقاسمۃ الجد" کہا جاتا ہے۔ دوسرے مسئلے میں جد کو ثلث دے کر باقی بھائی ، بہن کو دیا جائے گا پھر حمل کے بیان میں دو مسئلوں کا مخرج متحد ہونے کا جو طریقہ لکھا گیا ہے اس طریقے کے مطابق مخرج متحد کر لیا جائے۔ دونوں مسئلوں میں سے جس مسئلے میں جد کا حصہ زیادہ بنتا ہو اس کے مطابق عمل کیا جائے گا۔ حاصل یہ کہ دیگر ذوی الفروض کے نہ ہونے کی صورت میں جد کو مقاسمہ اور ثلث میں سے جو اس کے لئے بہتر ہو وہ دیا جائے گا۔ جیسے:

① مسئلہ ٤×٩ تصح ٣٦

جد (کاخ)	اخ حقیقی	اخ حقیقی	اخ حقیقی	
٩×١	٩×١	٩×١	٩×١	باعتبار مقاسمہ
٩	٩	٩	٩	

مسـ ۳×۳ تصـ ۹ — مضروب ③

جد (ثلث)	اخ حقیقی	اخ حقیقی	اخ حقیقی	
۳×۱				باعتبار ثلث
۴×۳ / ۱۲		۳×۲ / ۶		
	۴×۲ / ۸	۴×۲ / ۸	۴×۲ / ۸	

اس صورت میں مقاسمہ کے اعتبار سے جد کو ۳۶ میں سے ۹ ملتے ہیں اور ثلث کے اعتبار سے ۳۶ میں سے ۱۲ ملتے ہیں، لہٰذا ثلث کا اعتبار کرتے ہوئے ۳۶ میں سے ۱۲ جد کو اور آٹھ، آٹھ حصے ہر بھائی کو دیئے جائیں گے۔

---

① مسـ ۳×۲ تصـ ۶

جد (کاخ)	اُخ	
۳×۱ / ۳	۳×۱ / ۳	باعتبار مقاسمہ

مسـ ۳

جد (ثلث)	اُخ	
۲×۱ / ۲	۲×۲ / ۴	باعتبار ثلث

یہاں مقاسمہ کے اعتبار سے ۶ میں ۳ حصے جد کو ملتے ہیں اور ثلث کے اعتبار سے ۶ میں سے ۲ حصے ملتے ہیں۔ یہاں جد کو ایک بھائی فرض کر کے ۶ میں سے ۳ جد کو باقی ۳ بھائی کو دیئے جائیں گے۔

اگر جد اور بھائی، بہن کے ساتھ ذوی الفروض میں سے کوئی موجود ہو تو بنیادی طور پر دو صورتیں ہیں ① ذوی الفروض کا حصہ نکالنے کے بعد کل ترکے کے سدس سے زیادہ بچ رہا ہو ② ذوی الفروض کا حصہ نکالنے کے بعد سدس سے زیادہ نہ بچ رہا ہو، اس کی تین صورتیں

ہیں۔ (۱) سدس بچے گا۔ (۲) سدس سے کم بچے گا (۳) کچھ بھی نہ بچ رہا ہو۔

اگر ذوی الفروض کا حصّہ نکالنے کے بعد سدس سے زیادہ بچ رہا ہو تو اس صورت میں جد کو تین امور میں سے جو افضل ہو وہ دیا جائے گا۔ وہ تین امور یہ ہیں ① مقاسمہ۔ یعنی جد کو ایک بھائی تصور کرکے میراث تقسیم کرنا۔ ② ذوی الفروض کے حصّے نکالنے کے بعد جو باقی بچے اس کا ثلث جد کو دیا جائے۔ ③ جد کو کل ترکے کا سدس دیا جائے۔ حاصل یہ کہ مقاسمہ، ثلث الباقی اور سدس جمیع المال میں سے جو جد کے لئے زیادہ ہو وہ دیا جائے گا۔

اس کا طریقہ یہ ہے کہ تین طرح مسئلہ حل کیا جائے۔ ایک میں جد کو سدس دیا جائے۔ دُوسرے میں جد کو ایک بھائی فرض کیا جائے تیسرے میں جد کو ثلث الباقی دیا جائے۔ پھر تینوں مسئلوں کا مخرج مناسخہ کے طریقے کے مطابق متحد کرلیا جائے اور جس مسئلے میں جد کو زیادہ ملتا ہو اس پر عمل کرلیا جائے۔

اب یہاں تین مثالیں لکھی جاتی ہیں۔ ایک مقاسمہ کے افضل ہونے کی، دُوسری ثلث الباقی کے افضل ہونے کی اور تیسری سدس جمیع المال کے افضل ہونے کی لیکن مثالوں کے ذکر کرنے سے پہلے یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ ذوی الفروض کے حصّے نکالنے کے بعد جد کو باقی کا ثلث دینے کا طریقہ کیا ہے؟ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ذوی الفروض کے سہام کے مطابق مخرج بنالیا جائے۔ اور اس میں سے ذوی الفروض کے سہام بھی نکال لئے جائیں۔ جد اور بھائیوں کو تین افراد کا ایک طائفہ شمار کرکے باقی تمام سہام ان کے نیچے مشترکہ لکھ دیئے جائیں۔ اگر باقی سہام ۳ پر تقسیم ہوجائیں تو ۳ پر تقسیم کرکے ایک تہائی جد اور دو تہائی بھائیوں کو دے دیا جائے اگر باقی سہام ۳ پر تقسیم نہ ہوتے ہوں تو ۳ کو مضروب بناکر تصحیح کرلی جائے۔

مثلاً:

مسئلہ ۶×۳ تصح ۱۸ — مضروب ③

جدّہ — جد — ③ — اخ

سدس

۱×۳ / ۳ — ۵ — ۵×۳ / ۱۵ — ۱۰

اب اصل مسئلے کی تین مثالیں لکھی جاتی ہیں۔

مثال (۱):

مسئلہ ۶ — ۳×۶، ۲×۱۸، ۳۶

باعتبار سدس جمیع المال للجد	اخ سدس	جد سدس	جدّہ سدس
	۳×۴	۳×۱	۳×۱
	۲×۱۲	۲×۳	۲×۳
	۲۴	۶	۶

مثال (۲):

مسئلہ ۲، ۳×۲، تصح ۶

خنثیٰ (ابن)	ابن
۱	۱
۳×	۳×
۳	۳

مسئلہ ۳

خنثیٰ (بنت)	ابن
۱	۲
۲×	۲×
۲	۴

یہاں بصورتِ انوثت ۲ سہام اور بصورتِ ذکورت ۳ سہام ملتے ہیں، اس لئے مؤنث فرض کر کے دوسرے مسئلے کے مطابق سہام تقسیم کئے جائیں گے۔

مسئلہ ۶، ۳×۶، ۱۸

باعتبار ثلث الباقی للجد	اخ ثلث الباقی	ثلث الباقی		جدّہ سدس
	۱×۱۰	۳×۵	۱×۵	۳×۱
	۲×۱۰	۱۵	۲×۵	۱×۳
	۲۰		۱۰	۲×۳
				۶

مسـ ۶×۲ تصـ ۱۲   ۲

جدہ	جد (کالأخ)	②	اخ	
سدس				باعتبار مقاسمۃ الجد ←
۱×۲ / ۲×۳ / ۶	۵×۳ / ۱۵	۵×۲ / ۱۰	۵×۳ / ۱۵	

پہلے مسئلے کے مخرج (۶) اور دوسرے مسئلے کے مخرج (۱۸) میں تداخل ہے۔ عاد اعظم ۶ ہے۔ ۱۸ کے وفق ۳ کو ۶ میں ضرب دیا تو دونوں کا مخرج متحد ۱۸ ہوگیا۔ پہلے مسئلے کے سہام کو ۱۸ کے وفق ۳ سے ضرب دی گئی اور دُوسرے مسئلے کے سہام کو ۱۸ کے وفق "ایک" سے ضرب دی گئی۔ پھر پہلے اور دُوسرے مسئلوں کے متحد مخرج

"۱۸" اور تیسرے مسئلے کے مخرج "۱۲" میں توافق ہے۔ ۶ عاد اعظم ہے۔ ۱۲ کے وفق ۲ کو ۱۸ میں ضرب دی گئی تو تینوں مسئلوں کا متحد مخرج ۳۶ ہوگیا۔ پہلے، دُوسرے مسئلے کے سہام کو ۱۲ کے وفق "۲" سے ضرب دی گئی۔ اور تیسرے مسئلے کے سہام کو ۱۸ کے وفق "۳" سے ضرب دی گئی۔

اس مثال میں جد کو باعتبار سدس کے ۳۶ میں سے ⑥ باعتبار ثلث الباقی کے ۳۶ میں سے ⑩ اور باعتبار مقاسمہ کے ۳۶ میں سے ⑮ ملتے ہیں۔ ۱۵ افضل الامور الثلاثہ ہے۔ لہٰذا اس کے مطابق عمل کرتے ہوئے ۳۶ میں سے ۶ جدہ کو ۱۵ جد کو اور ۱۵ اخ کو ملیں گے۔ یہ مقاسمہ کے افضل ہونے کی مثال ہے۔

مثال (۲):

مسـ ۳×۶ تصـ ۱۱×۱۸ تصـ ۱۹۸

ام	جد	۱۰ بھائی	
سدس	سدس	باقی	باعتبار سدس جمیع المال للجد ←
۳×۱	۳×۱	۳×۴	
۱۱×۳	۱۱×۳	۱۱×۱۲	
۳۳	۳۳	۱۳۲	

مسـ ۳×۶ تصـ ۱۸ — ۳

ام	جد		۱۰ بھائی	
سدس	ثلث الباقی		ثلث الباقی	باعتبار ثلث الباقی للجد ←
۳×۱		۳×۵		
۱×۳		۱۵		
۱۱×۳	۱×۵		۱×۱۰	
۳۳	۱۱×۵		۱۱×۱۰	
	۵۵		۱۱۰	

مسـ ۱۱×۶ تصـ ۶۶

ام	جد (کأخ)	(۱۱)	۱۰ بھائی	
سدس				باعتبار مقاسمۃ الجد
۱۱×۱	۳×۵	۱۱×۵	۳×۵۰	
۳×۱۱	۱۵	۵۵	۱۵۰	
۳۳				

اس مثال میں جد کو سدس جمیع المال دیا جائے تو ۱۹۸ میں سے ۳۳ سہام ملیں گے، ثلث الباقی دیا جائے تو ۱۹۸ میں سے ۵۵ سہام ملیں گے۔ اور مقاسمہ کیا جائے تو ۱۹۸ میں سے ۱۵ سہام ملیں گے۔ ان میں سے ثلث الباقی افضل ہے، لہٰذا اسی پر عمل کرتے ہوئے جد کو ۵۵، ام کو ۳۳ اور دس بھائیوں کو ۱۱۰ سہام دیئے جائیں گے۔

مثال: ③

مسـ ۳×۲۴ تصـ ۲×۷۲ تصـ ۱۴۴

زوجہ	بنات ۲	جد	اخ	
ثمن	ثلثان	سدس	باقی	باعتبار سدس للجد
۳×۳	۳×۱۶	۳×۴	۳×۱	
۲×۹	۲×۴۸	۲×۱۲	۲×۳	
۱۸	۹۶	۲۴	۶	

مسـ ۳×۲۴ تصـ ۷۲

زوجہ	بنات ۲	جد	③	اخ	
ثمن	ثلثان	ثلث الباقی		ثلث الباقی	باعتبار ثلث الباقی للجد
۳×۳	۳×۱۶				
۱×۹	۱×۴۸	۱×۵	(۳×۵ / ۱۵)	۱×۱۰	
۲×۹	۲×۴۸	۲×۵		۲×۱۰	
۱۸	۴۲	۱۰		۲۰	

مسـ ۲×۲۴ تصـ ۴۸

زوجہ	بنات ۲	جد کاخ،	② باقی	اخ	
ثمن	ثلثان				باعتبار مقاسمۃ الجد
۲×۳	۲×۱۶				
۳×۶	۳×۳۲	۳×۵	۲×۵	۳×۵	
۱۸	۹۶	۱۵	۱۰	۱۵	

اس مثال میں جد کو سدس دیا جائے تو ۱۴۴ میں سے ۲۴ سہام ملیں گے۔ ثلث الباقی دیا جائے تو ۱۰ سہام ملیں گے اور مقاسمہ کیا جائے تو ۱۵ سہام ملیں گے۔ ان میں سے سدس افضل ہے، لہٰذا اس کے مطابق عمل کرتے ہوئے ۲۴ جد کو، ۱۸ زوجہ کو، ۹۶ بنات کو ۶ بھائی کو ملیں گے۔

یہ تمام تفصیل اس صورت میں ہے جب ذوی الفروض کے سہام نکالنے کے بعد سدس سے زیادہ بچ رہا ہو۔ اگر ذوی الفروض کے سہام نکالنے کے بعد سدس سے زیادہ نہ بچ رہا ہو تو تین صورتیں ہیں۔ ہر صورت کا حکم الگ ہے۔

① جد اور بہن، بھائیوں کے علاوہ ذوی الفرض کے سہام نکالنے کے بعد سدس بچ رہا ہو۔ اس صورت میں جد کو سدس دیا جائے گا اور بہن بھائی محروم ہوں گے۔ مثلاً :

مسئلہ ۶

زوج	ام	جد	اخ
نصف	ثلث	۱	م
۳	۲		

② ذوی الفروض کے سہام نکالنے کے بعد سدس سے کم بچ رہا ہو۔ اس صورت میں جد کو سدس دیا جائے گا اور چونکہ مخرج میں سدس کی گنجائش نہیں، اس لئے جد کو سدس دے کر عول کر کے مخرج کو بڑھا دیا جائے گا اور بہن یا بھائی محروم ہوں گے۔

مثلاً :

مسئلہ ۱۲ / ۱۳

زوج	بنت	ام	جد	اخ
ربع	نصف	سدس	سدس	م
۳	۶	۲	۲	

③ ذوی الفروض کے سہام نکالنے کے بعد کچھ بھی باقی نہ رہے۔ اس صورت میں بھی جد کو سدس دے کر عولاً مخرج کو بڑھا دیا جائے گا اور بھائی یا بہن محروم ہوں گے۔

مثلاً :

مسئلہ ۱۲ / ۱۵

زوج	بنات ۲	ام	جد	اخ
ربع	ثلثان	سدس	سدس	م
۳	۸	۲	۲	

۲۔ تخارج کا بیان: تخارج کا مطلب یہ ہے کہ ورثہ میں سے کوئی شخص کوئی چیز لے کر صلح کرلے اور اپنا حصہ چھوڑ دے۔ تخارج کے مسائل کتب فقہ میں "کتاب الصلح" میں تفصیل سے مذکور ہیں۔ یہاں ان کو ذکر کرنا پیش نظر نہیں۔ یہاں تخارج کی صورت میں مسئلے کی تخریج کا طریقہ بتانا مقصود ہے۔ اگر ورثہ میں سے کوئی وارث تخارج کر کے نکل جائے تو تخریج کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس نکلنے والے وارث کو شامل کر کے پورا مسئلہ حل کیا جائے۔ عول، رد، تصحیح وغیرہ میں سے جس کی ضرورت ہو وہ کیا جائے۔ اس کے بعد تخارج کرنے والے کے جتنے سہام بنتے ہیں ان کو مخرج میں سے تفریق کر کے "ص" کا نشان بنا کر اس کے اوپر لکھ دیا جائے۔ اب یہی عدد مخرج ہوگا اور تخارج کرنے والے سہام پر کانٹی (×) کا نشان لگا دیا جائے۔

مثلاً:

① مسئلہ ۱۲×۳ تصحیح ۳۶ ص ۲۷

زوج (×)	بنات ۲	بنت الابن	ابن الابن
۳×۳	۳×۸	۱	۲
۹	۲۴	۳×۱ / ۳	

۳۶ مخرج تھا۔ زوج نے تخارج کر لیا تھا۔ اس کے ۹ سہام کو ۳۶ سے تفریق کیا گیا تو باقی ۲۷ مخرج ہوا۔

② مسئلہ ۸×۴ تصحیح ۳۲ ص ۲۵

زوجہ	ابن	ابن	ابن	ابن (×)
۴×۱	۷	۷	۷	۷
۴				

۳۔ تقسیم ترکہ کا طریقہ: ورثہ کے درمیان ترکے کی تقسیم کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے حسب قواعد مذکورہ مسئلے کو حل کر لیا جائے۔ عول، رد، تصحیح وغیرہ تمام عمل کر لئے جائیں۔ عول یا رد یا تصحیح وغیرہ کے بعد جو مخرج ٹھہرا ہے اس میں اور مقدار ترکہ میں نسبت دیکھی جائے اگر مخرج اور ترکے میں تماثل ہو تو ظاہر ہے کہ ترکہ تقسیم کرنے کے لئے اب مزید کسی عمل کی ضرورت نہیں۔

اگر مخرج اور ترکے میں تباین ہو تو درج ذیل ترتیب سے عمل کیا جائے۔

(۱) ہر وارث کو مخرج میں سے جو سہام ملے ہیں۔ ان سہام کو کل ترکے میں ضرب دی جائے۔

(۲) جو حاصل ضرب ہوگا اس کو مخرج پر تقسیم کر دیا جائے۔ جو جواب تقسیم ہوگا وہ اس وارث کا ترکہ میں سے حصہ ہوگا۔

اگر مخرج اور ترکے میں توافق یا تداخل ہو تو ترکے کے وفق سے ہر وارث کے سہام کو ضرب دی جائے۔ پھر حاصل ضرب کو مخرج کے وفق پر تقسیم کیا جائے۔ جواب تقسیم ہر وارث کا حصہ ہوگا۔

مثال (۱):

میت ۸/۶

زوج	اخت عینیہ، اخت عینیہ	ام
نصف	ثلثان	سدس
۳	۴	۱

میت کا کل ترکہ ۲۵ روپے ہیں۔ ۲۵ اور ۸ میں تباین ہے، لہٰذا درج ذیل عمل کیا جائیگا۔

زوج = ۲۵×۳ = ۷۵ ÷ ۸ = ۹٫۳۰

اخت ۲ = ۲۵×۴ = ۱۰۰ ÷ ۸ = ۱۲٫۵۰

اُم = ۲۵×۱ = ۲۵ ÷ ۸ = ۳٫۱۲

کل میزان = ۲۴٫۹۲

مثال (۲):

میت ۸/۶

زوج	اخت عینیہ ۲	ام
۳	۴	۱

میت کا ترکہ ۵۰ روپے ہیں۔ ۵۰ اور ۸ میں توافق ہے۔ عادِ اعظم ۲ ہے ۵۰ کا وفق ۲۵ اور ۸ کا وفق ۴ ہے۔ درج ذیل عمل کیا جائے گا۔

زوج = ۳×۲۵ = ۷۵ ÷ ۴ = ۱۸،۷۵
اخت۲ = ۴×۲۵ = ۱۰۰ ÷ ۴ = ۲۵،۰۰
اُم = ۱×۲۵ = ۲۵ ÷ ۴ = ۶،۲۵

کل میزان = ۵۰،۰۰

قضاء الدیون کا طریقہ: اگر میت پر دیون اس کے ترکے سے کم ہوں یا ترکے کے برابر ہوں پھر دیون ادا کرنے میں کوئی مشکل نہیں۔ اگر دیون ترکے سے کم ہیں تو ہر ایک کا پُورا دین اَدا کر کے جو ترکہ بچے وہ ورثہ میں تقسیم کر دیا جائے۔ اگر دیون ترکے کے برابر ہوں تو تمام ترکے سے دیون ادا ہو جائیں گے اور ورثہ کو کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ اگر دیون تمام ترکے سے زیادہ ہوں تو چونکہ ہر ایک کا پُورا دین اَدا نہیں ہو سکتا۔ اب ترکہ تمام غرماء میں ان کے دیون کے تناسب سے تقسیم ہو گا۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ میّت کا نشان بنا کر ورثہ کی جگہ غرماء کے نام لکھ دیئے جائیں۔ ہر غریم کا دین اس کے نام کے نیچے لکھ دیا جائے۔ تمام غرماء کے دیون کے مجموعہ کو مخرج قرار دے کر مخرج کی جگہ لکھ دیا جائے۔ اس کے بعد مخرج (یعنی دیون کے مجموعہ) اور کل ترکے میں نسبت دیکھی جائے۔ اگر توافق یا تداخل ہو تو دونوں کا وفق لے لیا جائے۔ اگر تباین ہو تو دونوں کا کل لے لیا جائے۔ اس کے بعد ہر غریم کے دین کو ترکے کے کل یا وفق میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو مخرج کے وفق یا کل پر تقسیم کیا جائے۔ حاصل تقسیم اس غریم کا ترکے میں سے حصہ ہو گا۔

مثلاً:

(۱) میت ۱۵ (۵) ترکہ ۹ (۳)

خالد	زید
۵ روپے	۱۰ روپے

کل = (۱۵)

زید = ۱۰×۳ = ۳۰ ÷ ۵ = ۰۰–۶
خالد = ۵×۳ = ۱۵ ÷ ۵ = ۰۰–۳

کل میزان ۰۰ ۹

(۲)

مسئلہ ۱۵		ترکہ ۱۳
زید	خالد	
۱۰ روپے	۵ روپے	کل = ۱۵

زید = ۱۳×۱۰ = ۱۳۰ ÷ ۱۵ = ۸،۶۶

خالد = ۱۳×۵ = ۶۵ ÷ ۱۵ = ۴،۳۳

کُل میزان = ۱۲،۹۹

جن کا وقتِ وفات معلوم نہ ہو:

اگر دو یا دو سے زیادہ افراد کا اس طرح انتقال ہو کہ ان کی موت کے تقدم و تاخر کا علم نہ ہو مثلاً کسی حادثے میں چند افراد کا انتقال ہو یا چند لوگ کسی کمرے میں مرے ہوئے پائے گئے اور یہ معلوم نہ ہو کہ کس کا انتقال پہلے ہوا ہے اور کس کا بعد میں؟ تو ایسی صورت میں ان وفات پانے والوں میں سے کوئی بھی دوسرے کا وارث نہیں ہوگا۔ ہر ایک کا ترکہ اس کے زندہ ورثہ میں تقسیم کیا جائے گا۔

حق تعالیٰ کے فضل اور ان کی توفیق سے آج ۲۳ شوال ۱۴۱۵ھ بروز ہفتہ رسالہ "تسہیل الفرائض" کی تالیف مکمل ہوئی۔

احقر محمد مجاہد عفی عنہ

۱۴۱۵/۱۰/۲۳ھ

تسہیل الفرائض

مکتبۃ العارفی
گلشن امداد ستیانہ روڈ فیصل آباد
فون : 041-715856